سورۂ یوسف سے

مستنبط گیارہ سو نصائح و فوائد

مؤلف

مفتی روح الامین النوشہروی

مکتبۃ الرشاد محلہ جنگی پشاور

0332-9011739

سورۂ یوسف

سے

مستنبط گیارہ سو نصائح و فوائد

مؤلف

مفتی روح الامین النوشہروی

ناشر

مکتبۃ الرشاد محلہ جنگی پشاور

0332-9011739

تمام حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

سورۂ یوسف

سے

مستنبط گیارہ سو نصائح و فوائد

نام کتاب : سورۂ یوسف سے مستنبط گیارہ سو نصائح و فوائد

مؤلف : مفتی روح الامین النوشہروی

تعداد : 1100

ناشر : مکتبۃ الرشاد محلہ جنگی پشاور
0332-9011739

فہرست مضامین

1	فہرست مضامین	3
2	مراجع و ماخذ	317
3	پیش لفظ و وجہ تالیف	11
4	کتاب کا منہج اور انداز:-	12
5	سورۃ یوسف کا تعارف	13
6	ترتیب مصحفی اور نزولی کا بیان	13
7	زمانہ نزول	13
8	سبب نزول یا شان نزول	14
9	آیات، رکوعات، کلمات، حروف اور اسمائے حسنی کی تعداد	14
10	سورت کا نام اور وجہ تسمیہ	15
11	سورت کی فضیلت	15
12	تنبیہ:-	15
13	سورت کی جامعیت	16
14	سورۃ یوسف کو خواب میں پڑھنے کی تعبیر	16
15	گزشتہ سورت سے ربط و مناسبت	16
16	سورت کا موضوع/مقصدِ اصلی/دعوی	17
17	سورت کا خلاصہ	18
18	تمہید کا خلاصہ	20

19 اول تا آیت نمبر ۷:- 20
20 پہلے مقامہ کا خلاصہ 20
21 آیت نمبر ۸ تا آیت نمبر ۱۸:- 20
22 دوسرے مقامہ کا خلاصہ 21
23 آیت نمبر ۱۹ تا آیت نمبر ۲۱:- 21
24 تیسرے مقامہ کا خلاصہ 21
25 آیت نمبر ۲۱ تا آیت نمبر ۲۹:- 21
26 چوتھے مقامہ کا خلاصہ 22
27 آیت نمبر ۳۰ تا آیت نمبر ۳۵:- 22
28 پانچویں مقامہ کا خلاصہ 22
29 آیت نمبر ۳۶ تا آیت نمبر ۴۲:- 22
30 چھٹے مقامہ کا خلاصہ 23
31 آیت نمبر ۴۳ تا آیت نمبر ۵۷:- 23
32 ساتویں مقامہ کا خلاصہ 24
33 آیت نمبر ۵۷ تا آیت نمبر ۶۸:- 24
34 آٹھویں مقامہ کا خلاصہ 25
35 آیت نمبر ۶۹ تا آیت نمبر ۷۹:- 25
36 نویں مقامہ کا خلاصہ 26
37 آیت نمبر ۸۰ تا آیت نمبر ۸۷:- 26
38 دسویں مقامہ کا خلاصہ 26

39	آیت نمبر ۸۸ تا آیت نمبر ۹۳:-	26
40	گیارہویں مقامہ کا خلاصہ	27
41	آیت نمبر ۹۴ تا آیت نمبر ۹۸:-	27
42	بارہویں مقامہ کا خلاصہ	27
43	آیت نمبر ۹۹ تا آیت نمبر ۱۰۱:-	27
44	خاتمہ سورت	28
45	آیت نمبر ۱۰۲ تا آیت نمبر ۱۱۱:-	28
46	قرآن کریم کی حقانیت برائے ترغیب	29
47	عربی زبان میں نزول قرآن کی حکمت	30
48	اثبات صدق رسول کریم ﷺ	33
49	آغاز قصہ و بیان جواز	35
50	حضرت یعقوبؑ کی حضرت یوسفؑ کو نصیحت	38
51	خواب کی تعبیر اجمالی از یعقوبؑ	46
52	حکمت ذکر داستان یوسف علیہ السلام	50
53	برادران یوسف علیہ السلام کے حسد کی وجہ	53
54	برادران یوسفؑ کا مشورہ اور تین تجاویز	57
55	تمہید مطالبہ برائے یوسفؑ از باپ	65
56	برادران یوسفؑ کا مطالبہ	70
57	حضرت یعقوبؑ کی تشویش اور دو اعذار	73
58	فرزندان یعقوبؑ کا اصرار بجواب مانع ثانی	78

59 برادران یوسفؑ کی عہد شکنی	81
60 تنبیہ:-	81
61 برادران یوسفؑ کی حیلہ سازی	85
62 مکر فعلی دوم (خون آلود قمیص پیش کرنا)	90
63 اہل قافلہ کا حضرت یوسفؑ کو کنویں سے نکالنا	97
64 تھوڑی قیمت پر یوسفؑ کی فروختگی	100
65 مصری زندگی کا آغاز بمع اعزاز	102
66 حضرت یوسفؑ کے کمال حکمت و علم کا بیان	108
67 حضرت یوسفؑ سخت آزمائش کی زد میں	111
68 عزیز مصر کی بیوی کا پختہ ارادہ اور حضرت یوسفؑ کے ساتھ تائید خداوندی	118
69 دروازہ کی طرف بھاگ دوڑ، قمیص کا پھٹنا اور عورت کا بہتان	121
70 جواب بہتان اور یوسفؑ کی بے گناہی پر ایک شاہد کی شہادت	125
71 تنبیہ:-	126
72 عزیز مصر کا فیصلہ اور معاملہ فہمی	129
73 شہر کی عورتوں کا زلیخا پر طعن	133
74 خواتینِ شہر کی ضیافت برائے اظہار عذر	136
75 زلیخا کا اعتراف حقیقت اور دھمکی	140
76 حضرت یوسفؑ کی دعا	142
77 قبولیتِ دعائے یوسفؑ	149
78 قیدِ یوسفؑ بطور مصلحت	150

79 دو شاہی قیدیوں کے خواب	151
80 تعبیر سے قبل تسلی اور دعوتِ توحید	154
81 (آیت نمبر 37 کے فوائد)	156
82 (آیت نمبر 38 کے فوائد)	160
83 آیت نمبر 39 کے فوائد	164
84 (آیت 40 کے فوائد)	168
85 قیدیوں کے خوابوں کی تعبیر	172
86 نجات پانے والے قیدی سے یوسفؑ کی ایک درخواست	174
87 شاہِ مصر کا خواب اور تعبیر کی تلاش	177
88 درباریوں کا جواب	179
89 شاہی ساقی کی پیشکش	181
90 ساقی یوسفؑ کی خدمت برائے طلب تعبیر	182
91 بیانِ تعبیرِ یوسفؑ مع تدبیر و تبشیر	187
92 آیت نمبر 48 کے فوائد	191
93 آیت نمبر 49 کے فوائد	193
94 بادشاہ کی طرف سے بلاوا اور حضرت یوسفؑ کا تقاضہ	194
95 واقعہ کی تفتیش، عورتوں کا اعتراف اور براءتِ یوسفؑ	199
96 تفتیش کے مطالبہ کی وجہ	201
97 یوسفؑ کی عاجزی و انکساری	202
98 بادشاہ کی طرف سے طلبی اور منصب کی پیشکش	207

99 حضرت یوسفؑ کی تجویز 208
100 حضرت یوسفؑ کا کلی اقتدار 213
101 متقی مؤمن کے لئے اُخروی اجر 215
102 برادرانِ یوسفؑ دربارِ یوسفؑ میں 216
103 بنیامین کو لانے کا مطالبہ ترغیب و ترہیب کے انداز میں 218
104 برادران یوسفؑ کا جواب 221
105 بھائیوں کا دوبارہ مصر آنے کیلیے یوسف علیہ السلام کی تدبیر 221
106 حضرت یعقوب علیہ السلام سے درخواست برائے بنیامین 222
107 حضرت یعقوبؑ علیہ السلام کا جواب 224
108 پونجی ملنے پر بیٹوں کی مسرت اور پھر اصرار 225
109 حضرت یعقوب علیہ السلام کی مشروط اجازت 226
110 یعقوب علیہ السلام کی بیٹوں کو نصیحت 230
111 امتثالِ حکمِ یعقوبی و تصدیق از خدا قول یعقوبی 235
112 بھائیوں کی دوبارہ آمد اور یوسف کی بنیامین کے ساتھ ملاقات 237
113 سگے بھائی کو روکنے کیلئے حضرت یوسفؑ کی تدبیر 239
114 شریعت ابراہیمی میں چوری کی سزا 242
115 سامان کی تلاشی اور پیالے کا برآمد ہونا 244
116 بھائیوں کے یوسف علیہ السلام پر الزام اور یوسف علیہ السلام کا تحمل 247
117 حضرت یوسفؑ کی خوشامد اور باپ کا واسطہ 249
118 حضرت یوسف علیہ السلام کا جواب 250

119 برادران یوسفؑ میں باہمی بات چیت	251
120 باپ کی جناب میں واقعہ سے متعلق آگاہی کا فیصلہ	253
121 یعقوب علیہ السلام کا جواب اور یوسف علیہ السلام کا غم	256
122 برادران یوسف کی ناصحانہ عرض	261
123 یعقوب علیہ السلام کا جواب	262
124 بیٹوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کی تلاشی کا حکم	265
125 برادران یوسفؑ تیسری بار بارگاہ یوسفؑ میں	266
126 حضرت یوسف علیہ السلام کا بھائیوں سے سوال	269
127 بھائیوں کا سوال اور یوسفؑ کا جواب	270
128 برادران یوسف علیہ السلام کا اعتراف حق	274
129 یوسف علیہ السلام کا اعلان معافی	275
130 بھائیوں کو حضرت یوسفؑ کا حکم	277
131 پیراہن یوسف کی خوشبو	278
132 حاضرین اہل یعقوبؑ کا جواب	279
133 حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی کا واپس آنا	280
134 باپ سے استغفار کی درخواست	281
135 یعقوب علیہ السلام کا وعدہ استغفار	283
136 برادران یوسف کی آمد چہارم	284
137 برادران یوسف علیہ السلام اور والدین کا سجدہ تعظیمی	286
138 حضرت یوسف علیہ السلام کے مناجات	290

139 نبوت محمدی ﷺ پر استدلال	295
140 زجر برائے کفار اور تسلی برائے رسول ﷺ	297
141 پیارے حبیب ﷺ کو تسلی	298
142 زجر پر اعتراض مشرکین	300
143 توبیخ بر شرک	302
144 دنیاوی اخروی تخویف	303
145 آپ ﷺ اور امت کا فریضہ	304
146 شبہ منکرین کا جواب و تخویف و تبشیر	307
147 عذاب الٰہی کے بارے میں سنتِ الٰہی	310
148 حکمتِ ذکرِ قصص و فضائلِ القرآن	312
149 (اختتام)	316

پیش لفظ و وجہ تالیف

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين و الصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين و على اله وصحبه أجمعين۔

قرآن کریم اور فرقان حمید کی ایک سو چودہ سورتوں میں سے دو سورتیں ایسی ہیں، جن میں مکمل طور پر صرف ایک نبی کا واقعہ بیان ہوا ہے، ایک سورۃ یوسف ہے، اور دوسری سورۃ نوح۔ لہذا اس سورت مبارکہ میں حضرت یوسف کا پورا واقعہ ایک ہی تسلسل میں تفصیلی طور پر ذکر کیا گیا ہے، اور یہ واقعہ قرآن پاک کی کسی اور سورت میں نہیں آیا، اس سورت میں ذکر شدہ واقعہ کو اللہ رب العزت نے احسن القصص کہا ہے، اس لیے کہ اس میں بہت سی حکمتیں، نصیحتیں، عبر و دروس، اخلاقی حقائق، قواعد احکام شرعی، اور خوابوں کے متعلق معلومات، طب اور نکاح سے متعلق احکام، علم تاریخ اور عجائب موجود ہیں، حافظ ابن قیمؒ نے اپنی کتاب "الجواب الکافی" میں لکھا ہے کہ "اس واقعے میں ایک ہزار سے زیادہ عبرتیں، حکمتیں اور فوائد موجود ہیں، اگر مجھے موقع ملا، تو ان کو میں ایک مستقل کتاب میں جمع کروں گا"۔

اس بندہ عاجز کو اللہ تعالی نے عربی زبان میں تفسیر بنام "کشف المنان عن تفسیر آیات القران" لکھنے کی توفیق دی۔ سورۃ یوسف کی تفسیر میں مختلف تفاسیر اور کتب سے اہل علم کے مستنبط کردہ فوائد بھی لکھتا رہا، سورت کے اختتام پر ان فوائد کی تعداد تقریبا ایک ہزار تک پہنچ گئی وللہ الحمد۔

چونکہ یہ فوائد و حکم عربی زبان میں تھیں اور ان سے صرف طلبہ کرام اور علمائے عظام ہی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں، تو ان کا فائدہ عام کرنے کے لیے بعض احباب کا اصرار رہا کہ ان کو عربی زبان سے اردو زبان میں منتقل کیا جائے، اور بندہ عاجز کی بھی یہی خواہش تھی، لہذا اللہ کا نام لے کر ان کو مستقل کتاب کی شکل میں مرتب کیا لیکن

اب کی بار مزید تفاسیر اور کتب سے استفادہ کرتا رہا، اور لکھتے لکھتے ان فوائد اور حکم کی تعداد گیارہ سو تک پہنچ گئی۔ وللہ الحمد والمنۃ۔

کتاب کا منہج اور انداز:۔

کتاب کے شروع میں مقدمہ و تمہید کے طور پر سورت کا تعارف ہے، جو درجہ ذیل باتوں پر مشتمل ہیں۔

۱: سورت کی ترتیب مصحفی اور نزولی۔

۲: سورت کا زمانہ نزول۔

۳: سورت کا سبب نزول (شان نزول)۔

۴: آیات، رکوعات، کلمات، حروف اور سورت میں ذکر شدہ اسمائے حسنی کی تعداد۔

۵: سورت کا نام اور وجہ تسمیہ۔

۶: سورت کی فضیلت۔

۷: سورت کی فضیلت سے متعلق موضوعی روایات پر تنبیہ۔

۸: سورۃ یوسف کو خواب میں پڑھنے کی تعبیر۔

۹: سورت کی ماقبل سورت کے ساتھ مناسبت۔

۱۰: سورت کی جامعیت کا بیان۔

۱۱: سورت کا موضوع یا مقصدِ اصلی۔

۱۲: سورت کا خلاصہ یعنی ایک تمہید بارہ مقامات اور خاتمہ۔

اللہ تعالی اہل علم (مفسرین، محدثین، فقہاء اور صوفیا کرام کو اپنی شایان شان جزائے خیر دے) جنہوں نے تم کے سمندر میں غوطہ لگا لگا کر ان موتیوں کو نکال کر ہمارے سامنے پیش کر دیا۔

اے رب کریم ہماری اس کاوش کو محض اپنے فضل و کرم سے قبول فرما کر ہمارے لیے ذخیرہ آخرت بنا دیجئے، اور امت کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرما دیجئے۔

(راقم الحروف: ابو محمد روح الامین نوشہروی عفی عنہ)

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

سورۃ یوسف کا تعارف

ترتیب مصحفی اور نزولی کا بیان:

ترتیب مصحفی کے لحاظ سے سورۃ یوسف تیرہویں نمبر اور ترتیب نزولی کے لحاظ سے پچیسویں نمبر سورۃ ہے۔ سورۃ ہود کے بعد[1] اور سورۃ حجر سے پہلے نازل ہوئی ہے۔[2] ابن عباسؓ اور جابرؓ سے منقول ہے، کہ پہلے سورۃ یونس نازل ہوئی، پھر سورۃ ھود اور اس کے بعد سورۃ یوسف نازل ہوئی۔[3]

زمانہ نزول:

راجح قول کے مطابق یہ سورۃ مبارکہ واقعہ معراج کے بعد نازل ہوئی ہے، یہ وہ زمانہ تھا جب مسلمانوں کو کفار کی طرف سے سخت تکالیف اٹھانے کا سامنا کرنا تھا، اور آپ ﷺ کا چچا ابو طالب فوت ہو چکا تھا، جب کہ آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہؓ بھی اس دار فانی سے رخصت ہو چکی تھیں، آپ صلی ﷺ کو تسلی دلانے کے لیے یہ سورت نازل ہوئی۔[4]

یہ سورت پوری کی پوری مکی ہے۔ ایک قول کے مطابق یہ سورت ہجرت کے موقع پر مکہ اور مدینہ کے درمیان نازل ہوئی ہے جبکہ قتادہؒ کے ہاں چار آیتیں مدنی ہیں۔[5] لیکن معتمد قول کے مطابق یہ سورت پوری کی پوری مکی ہے۔ اور یہی قول ابن عباسؓ سے بھی منقول ہے۔ علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ اس قول کے علاوہ اور

---

1 التفسير الوسط (٧/٢٩٩).
2 التحرير والتنوير: (١٢/١٩٧).
3 روح المعاني: (١٢/١٧١).
4 التفسير الوسيط: ٧/٣٠٠).
5 [illegible] (٣٠٥)

اقوال کی طرف التفات نہیں کیا جاتا۔[1]

سبب نزول یا شان نزول:

ابن راہویہؒ نے "المطالب العالیہ" میں حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ سے نقل کیا ہے، کہ جب قرآن پاک نازل ہونا شروع ہوا، تو جناب نبی کریم ﷺ اس کو صحابہ کرامؓ کے سامنے ایک زمانے تک تلاوت فرماتے، پھر صحابہ نے عرض کیا کہ ہم چاہتے ہیں، آپ ہمارے سامنے کوئی قصہ بیان فرمائیں، تو اللہ تعالیٰ نے " الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ "تا" نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ "نازل فرمایا۔

اس حدیث کے رجال صحیح بخاری کے رجال ہیں سوائے خلاد سفار کے، اور وہ بھی ثقہ ہے، حاکم نے اس کو نقل کر کے صحیح الاسناد کہا ہے، اور علامہ ذہبیؒ نے اس کی تائید کی ہے۔[2]

علامہ آلوسیؒ نے ذکر کیا ہے کہ صحابہ کرام کے عرض کرنے پر سورت نازل ہوئی ہے، اور یہ بھی کہا ہے، کہ یہود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ آپ ﷺ حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کا قصہ بیان کریں، تو اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ اس میں ایک قول یہ بھی ہے کہ یہود نے کفار مکہ سے کہا کہ وہ آپ ﷺ سے بنی اسرائیل کے مصر میں آباد ہونے کی وجہ دریافت کریں تو اس پر اس سورت کا نزول ہوا۔[3]

آیات، رکوعات، کلمات، حروف اور اسمائے حسنیٰ کی تعداد:

اس سورت میں بارہ (۱۲) رکوعات، ایک سو گیارہ (۱۱۱) آیتیں ہیں۔ جبکہ کلمات ایک ہزار نو سو اونہتر (۱۹۶۹) اور حروف سات ہزار ایک سو چھتر (۷۱۷۶) ہیں۔[4] اسماء حسنہ صفات باری تعالیٰ کی تعداد حذف تکرار کے ساتھ کل پندرہ (۱۵) ہیں۔[5]

---

1 روح المعانی: (۱۲/۱۷۱)

2 الصحیح المسند من اسباب النزول: ۱۳.

3 روح المعانی: (۱۲/۱۷۲).

4 السراج المنیر ۲/۷۸).

5 توجیہ المناظرین.

سورت کا نام اور وجہ تسمیہ:

اس سورت کا ایک ہی نام سورت یوسف ہے۔ وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ یہ پوری سورت حضرت یوسفؑ کے قصے پر مشتمل ہے، حضرت یوسفؑ کا واقعہ کسی اور سورت میں نہیں آیا ہے، البتہ لفظ "یوسف" اس سورت کے علاوہ سورۃ الأنعام: (۸۴)، اور سورہ غافر: (۳۴) میں بھی آیا ہے۔[1] جبکہ یہ نام اس سورت مبارکہ میں پچیس (۲۵) مرتبہ آیا ہے۔

سورت کی فضیلت:

حضرت ابن عطاؒ فرماتے ہیں کہ "ایک غمزدہ شخص جب سورۃ یوسف کو سنے گا، تو اس کو راحت اور سکون ملے گا۔[2] اور حافظ ابن قیمؒ نے دکھایا کہ حضرت یوسفؑ کے واقعے میں ایک ہزار سے زائد عبرتیں، فوائد اور حکمتیں موجود ہیں شاید ہم ان پر مستقل ایک کتاب لکھیں اگر اللہ نے توفیق دی۔[3] مفسرین فرماتے ہیں کہ پورے قرآن پاک میں سورۃ یوسف اور سورۃ نوح وہ دو سورتیں ہیں، جن میں مکمل طور پر صرف ایک نبی کا واقعہ بیان ہوا ہے یعنی سورۃ یوسف میں حضرت یوسفؑ اور سورۃ نوح میں حضرت نوحؑ کا واقعہ مذکور ہے"۔[4]

تنبیہ:-

امام بیضاویؒ نے علامہ زمخشریؒ کی مطابقت میں ایک روایت نقل کی ہے۔ کہ غلاموں کو سورۃ یوسف سکھایا کرو، اس لیے کہ جو مسلمان بھی اس کو پڑھتا ہے، اور اپنے اہل اور غلاموں کو سکھاتا ہے تو اللہ تعالی اس پر موت کے سکرات کو آسان کر دے گا۔

مفسر خطیب شربینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ موضوعی روایت ہے۔[5]

---

1 التحرير والتنوير: ۱۲/۱۹۷.
2 السراج المنير: (۲/۸۷.
3 الجواب الكافي: ۲۱۰.
4 معالم العرفان: ۱۰/۵۸۰.
5 السراج المنير: ۲/۱۴۳.

سورۃ کی جامعیت:

اس سورت کی جامعیت یہ ہے کہ اس سورت میں بہت سے نصائح، اسباق اور سمجھ بوجھ کی باتیں ہیں، جس رنگ کا بندہ بھی اس سورت کو پڑھے گا، اس کو اس میں سے اپنے رنگ کا سبق ملے گا۔ اس لیے اللہ تعالی نے اس کو "أحسن القصص" فرمایا۔ چنانچہ:

۱: قراء اس کو "سورۃ احسن" کہتے ہیں۔

۲: زاہد لوگ اس کو سورۃ زہد کہتے ہیں۔

۳: عارف لوگ اس کو سورۃ معرفت کہتے ہیں۔

۴: غمگین لوگ اس کو سورۃ راحت کہتے ہیں۔

۵: محبین لوگ اس کو سورۃ حب کہتے ہیں۔

۶: عابد لوگ اس کو سورۃ ریاضت کہتے ہیں۔

۷: قرآن مجید کی زبان میں اس کو سورۃ یوسف کہتے ہیں۔[1]

سورۃ یوسف کو خواب میں پڑھنے کی تعبیر:

حضرت ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ وہ سورۃ یوسف پڑھتا ہے تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ وہ بہت سفر کرے گا، اور مال پائے گا۔

حضرت ابراہیم کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ رنج اور محنت کے بعد عزت اور بزرگی پائے گا، اور اس کا بول بالا ہوگا۔

حضرت جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ "بات کا سچا، راست گو اور باامانت ہوگا"۔[2]

گزشتہ سورۃ سے ربط و مناسبت:

---

1 - سورہ یوسف کی 101 فوائد: ۲۸۔

2 تعبیر الرؤیا: ۳۷۱۔

سورۃ یوسف کا گزشتہ سورت (سورۃ ھود) سے ربط اور مناسبت کے مختلف وجوہ مفسرین کرامؒ نے ذکر کیے ہیں۔ جن میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

۱: یہ سورۃ مبارکہ سورۃ ھود کا تتمہ ہے، کیونکہ سورت سابقہ میں بھی انبیاء علیہم السلام کے واقعات کا تذکرہ ہے۔[1]

۲:) سورۃ ہود کے آخر میں فرمایا گیا کہ "وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ" اب اس سورت میں اس دعوی کے لیے نقلی دلیل ذکر کی گئی ہے۔

۳:) سورۃ ہود میں دعوی توحید کے اثبات کے لیے دلائل نقلیہ کا تذکرہ تھا، اس سورت میں بھی اس دعوی توحید کے اثبات کے لیے نقلی تفصیلی دلیل بیان کی گئی ہے۔[2]

۴:) ماقبل سورت میں فرمایا گیا کہ "وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنۢبَآءِ الرُّسُلِ" تو حضرت یوسفؑ کا واقعہ بھی انباء الرسل میں سے ہے۔[3]

۵:) سابقہ سورت میں آپ ﷺ کو تسلی دینے کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام اور مومنین کے اچھے انجام کا تذکرہ تھا، ان کے صبر و تحمل کی وجہ سے، اس سورت میں بھی حضرت یوسفؑ کے صبر کی وجہ سے اچھے انجام کا تذکرہ ہے۔[4]

سورۃ کا موضوع / مقصدِ اصلی / دعوی:

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سورت کا موضوع تین امور ہیں:

۱:) نفی شرک فی العلم برائے اثبات توحید، کہ حضرت یعقوبؑ غیب نہیں جانتے تھے۔

۲:) صدق رسول کا اثبات۔

---

1 حدائق الروح و الریحان: ۱۲/۳۰۵.

2 تنویر الجنان: ۳۳۳.

3 مجمع النکات.

4 توحید الناظرین۔

۳:) آپ ﷺ کو تسلی دلانا۔[1]

بعض فرماتے ہیں کہ سورت کا موضوع یہ ہے کہ بعض مغیبات کے بارے میں خبر دینا، اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق ہیں۔[2]

بعض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مستقبل کے متعلق پیشن گوئی، اس سورت کا موضوع ہے۔[3]

جبکہ بعض مفسرینؒ نے لکھا ہے کہ سورت کا موضوع ہے ابتلائے مبین کے بعد تمکین کا وعدہ برائے تثبیت للنبی و المومنین۔[4]

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ سورۃ یوسف کا موضوع اور اصل حضور خاتم النبیین ﷺ کے شاندار اور روشن مستقبل کی طرف اشارہ کرنا ہے۔[5]

سورت کا خلاصہ

تسہیل و تفہیم کے لیے سورت مبارکہ کو خلاصے کے طور پر ایک تمہید، 12 مقامات اور ایک خاتمے پر تقسیم کیا گیا ہے۔ جس کا اجمال مندرجہ ذیل ہے۔

تمہید: اول تا آیت نمبر ۷۔	(مشتمل بر ہفت آیات)۔
پہلا مقدمہ: آیت نمبر ۸ تا آیت نمبر ۱۸۔	(مشتمل بر یازدہ آیات)۔
دوسرا مقدمہ: تا آیت نمبر ۲۱۔	(مشتمل بر سہ آیات)۔
تیسرا مقدمہ: تا آیت نمبر ۲۹۔	(مشتمل بر ہشت آیات)۔
چوتھا مقدمہ: تا آیت نمبر ۳۵۔	(مشتمل بر بر شش آیات)۔
پانچواں مقدمہ: تا آیت نمبر ۴۲۔	(مشتمل بر ہفت آیات)۔
چھٹا مقدمہ: تا آیت نمبر ۵۷۔	(مشتمل بر پانزدہ آیات)۔

---

1 توجید الناظرین۔
2 مجمع النکات۔
3 تفسیر لاہوری۔
4 المختصر فی تفسیر القرآن الکریم: ۱/۲۳۵۔
5 معالم العرفان: ۱۰/۵۸۱۔

ساتواں مقدمہ: تا آیت نمبر ۶۸. (مشتمل بر یازدہ آیات)۔

آٹھواں مقدمہ: تا آیت نمبر ۷۹. (مشتمل بر یازدہ آیات)۔

نواں مقدمہ: تا آیت نمبر ۸۷. (مشتمل بر ہشت آیات)۔

دسواں مقدمہ: تا آیت نمبر ۹۳. (مشتمل بر شش آیات)۔

گیارہواں مقدمہ: تا آیت نمبر ۹۸. (مشتمل بر پنج آیات)۔

بارہواں مقدمہ: تا آیت نمبر ۱۰۱. (مشتمل بر سہ آیات)۔

خاتمہ سورہ: تا آخر سورہ. (مشتمل بر دہ آیات)۔

تمہید کا خلاصہ

اول تا آیت نمبر ۷ :-

سورت کی تمہید تین باتوں پر مشتمل ہیں۔

ا: ترغیب الی قرآن کریم۔ ۲: صدق رسول ﷺ کا اثبات۔ ۳: حضرت یوسفؑ کا اجمالی قصہ۔

یعنی حضرت یوسفؑ کے خواب کا تذکرہ کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے، سورج اور چاند مجھ کو سجدہ کر رہے ہیں۔ اپنے والد محترم حضرت یعقوبؑ کو جب اپنا خواب سنایا تو انہوں نے فرمایا کہ اس خواب کا ذکر اپنے سوتیلے بھائیوں سے نہ کرنا، حسد کی وجہ سے وہ تمہارے خلاف کوئی سازش کریں گے۔

پہلے مقامہ کا خلاصہ

آیت نمبر ۸ تا آیت نمبر ۱۸ :-

اس مقامہ میں حضرت یوسفؑ کے خلاف ان کے بھائیوں کی ایک سازش کا ذکر ہے۔ انہوں نے باہم شکایت کی کہ ہم بڑے ہیں، اور کام کاج ہم کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے والد کے زیادہ توجہ چھوٹے بھائی یوسفؑ پر ہے۔ والد کی شفقت حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم یوسفؑ کو ان سے دور کر دیں، انہوں نے بہانے سے والد صاحب سے اجازت لی، اور یوسفؑ کو اپنے ساتھ جنگل میں لے گئے، پھر انہیں حضرت یوسف کو ایک خشک کنویں میں ڈال دیا۔ ایسے میں اللہ نے حضرت یوسفؑ کو الہام کے ذریعے بشارت دی کہ تم ایک روز بھائیوں کو اس فعل سے آگاہ کرو گے، اور یہ تیرے بلند رتبہ ہونے کی وجہ سے گمان بھی نہ کریں گے کہ تو یوسفؑ ہے، ان کے بھائی رات گئے گھر واپس آئے، اور والد صاحب کے سامنے جھوٹ بولا کہ یوسف کو

بھیڑیا کھا گیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام سمجھ گئے کہ یہ خبر صاف جھوٹ ہے، انہوں نے اللہ تعالی سے صبر کی توفیق مانگی۔

دوسرے مقامہ کا خلاصہ

آیت نمبر ۱۹ تا آیت نمبر ۲۱ :-

اس مقامہ میں اس بات کا تذکرۃ ہے کہ ایک قافلے کا کنویں کے پاس سے گزر ہوا انہوں نے پانی نکالنے کے لیے کنویں میں ڈول ڈالا، تو اندر سے آپ نکل آئے۔ قافلے والوں نے مصر جا کر بیچ دیا، ایک منصب دار عزیز مصر نے خرید کر اپنے گھر میں رکھ لیا، اور اپنی بیوی سے کہا کہ اس کا ٹھکانہ اچھا کرنا یعنی عزت و حرمت کے ساتھ رکھنا۔

تیسرے مقامہ کا خلاصہ

آیت نمبر ۲۲ تا آیت نمبر ۲۹ :-

اس مقامہ کا حاصل یہ ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام جوان ہوئے، تو عزیز مصر کی بیوی نے ان کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر انہیں دعوت گناہ دی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے گناہ سے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ طلب کی، اللہ نے ان کی حفاظت فرمائی۔ عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام پر برے فعل کا ارادہ کرنے کی تہمت لگائی لیکن اللہ نے آپ علیہ السلام کی پاکیزگی بڑے واضح ثبوت کے ساتھ ظاہر فرمادی۔

چوتھے مقامہ کا خلاصہ

آیت نمبر ۳۰ تا آیت نمبر ۳۵ :-

اس مقامہ میں بتایا گیا ہے کہ شہر مصر کے رہنے والی چند عورتوں نے یہ بات کہی کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے ایک غلام پر فریفتہ ہوگئی ہے۔ عزیز مصر کی بیوی کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے ان عورتوں کو گھر پر مدعو کر کے ان کے سامنے پھل رکھ کر انہیں چھریاں دیں تاکہ پھل کاٹ کاٹ کر کھائیں۔ یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ایسے دہشت طاری ہوئی کہ وہ بے خود ہوگئیں اور اسی بے خودی میں اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ یوسف علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ یہ سب مجھے گناہ کی طرف مائل کر رہیں ہیں اگر تو نے میری حفاظت نہ کی تو میں ان کی طرف مائل ہو کر ناکام ہو جاؤں گا۔ اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی چنانچہ پھر اس کا اثر اس طرح ظاہر ہوا کہ یوسف علیہ السلام کی براءت اور نزھت کی نشانیاں دیکھنے کے بعد ان کی رائے ہوئی کہ یوسف کو ایک مدت کے لیے قید میں رکھیں کہ لوگوں میں یہ چرچا ختم ہو جائے۔

پانچویں مقامہ کا خلاصہ

آیت نمبر ۳۶ تا آیت نمبر ۴۲ :-

یہ مقامہ حضرت یوسف علیہ السلام کا جیل میں اعلان توحید و رسالت اور دو قیدی ساتھیوں کے خواب بیان کرنے اور ان کی تعبیر پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ایک ساقی تھا، جو بادشاہ کو شراب پلانے کی خدمت انجام دیتا تھا، اور دوسرا شاہی باورچی تھا۔ الزام تھا کہ ان دونوں میں سے کسی ایک نے بادشاہ کو زہر دینے کی کوشش کی ہے۔ پہلے نے خواب دیکھا کہ وہ انگور نچوڑ کر شراب بنا رہا ہے۔ دوسرے نے خواب دیکھا کہ اس کے سر پر روٹیوں کا ایک برتن ہے جس میں سے پرندے کھا رہے ہیں۔ انہوں نے یوسف علیہ السلام سے درخواست کی کہ

ہمیں خوابوں کی تعبیر بتائیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے خوابوں کی تعبیر کا علم اللہ نے سکھایا ہے میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا اور آخرت پر ایمان رکھتا ہوں۔ پھر اعلانِ توحید و رسالت کے بعد ان کو خوابوں کی تعبیر بتائی کہ ساقی الزام سے بری ہو جائے گا اور دوبارہ جا کر بادشاہ کی خدمت کرے گا، باورچی پر الزام ثابت ہو گا، اسے صلیب پر لٹکایا جائے گا، اور پرندے اس کے سر میں سے مغز نوچ کر کھائیں گے۔ یوسف علیہ السلام نے ساقی سے کہا کہ بادشاہ سے میرا ذکر کرنا کہ مجھے بے قصور قید میں ڈال دیا گیا ہے۔ اور ساقی بادشاہ کے سامنے آپ علیہ السلام کا ذکر کرنا بھول گیا۔

چھٹے مقامہ کا خلاصہ

آیت نمبر ۴۳ تا آیت نمبر ۵۷ :-

یہ مقامہ شاہِ مصر کے خواب دیکھنے، اور حضرت یوسف علیہ السلام کے اس کی تعبیر بتانے پر، اور بادشاہ مصر کا یوسف علیہ السلام کو ملاقات کے لیے طلب کرنے، پھر یوسف علیہ السلام کو اختیاراتِ سلطنت کی تفویض پر مشتمل ہے۔ شاہ مصر نے خواب دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں، جنہیں سات دبلی گائیں کھا جاتی ہیں۔ اناج کی سات پھلیاں سبز ہیں، اور سات خشک، شاہ مصر کے دربار میں کوئی بھی سردار اس خواب کی تعبیر نہ بتا سکا۔ ساقی بادشاہ کی اجازت سے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس خواب کی تعبیر پوچھنے کے لیے آیا۔ حضرت یوسفؑ نے خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ سات سال خوشحالی کے آئیں گے، جس میں پیداوار ہوگی، ان سالوں میں اناج کے دانے پھلیوں سے صرف اس قدر نکالے جائیں گے، جو خوراک کے لیے ضروری ہوں۔ اس کے بعد سات سال خشک سالی کے آئیں گے۔ اب پھلیوں میں محفوظ دان استعمال کر لئے جائیں، البتہ کچھ چھوڑ دیے جائیں تاکہ آئندہ بیج کے لیے استعمال کیے جا سکیں، پھر ایک سال ایسا آئے گا، جس میں خوب بارش ہوگی، اور بڑی عمدہ پیداوار ہوگی۔ اس تعبیر کے بتانے پر شاہ مصر نے متاثر ہو کر یوسف علیہ السلام کو قید خانے سے نکال کر اپنے پاس بلایا۔ یوسف علیہ السلام نے شاہ مصر کے پاس پہنچ کر فرمایا کہ مجھے زمین کے خزانوں پر مامور کر دیا جائے، یوں

حضرت یوسف علیہ السلام کو شاہ مصر کے پاس سے ایک خاص عہدہ اور منصب مل گیا۔

ساتویں مقامہ کا خلاصہ

آیت نمبر ۵۸ تا آیت نمبر ۶۸ :-

اس مقامہ کا حاصل یہ ہے کہ خوشحالی کے سات سال جب گزرے، تو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی خوراک کے حصول کے لیے فلسطین سے مصر آئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا لیکن انہوں نے نہیں پہچانا۔ بھائیوں نے اپنے لیے خوراک راشن حاصل کیا، اور چھوٹے بھائی بنیامین کو آئندہ ساتھ لانے کی بھی تاکید کی، کیونکہ وہ ان کے ساتھ نہیں آیا تھا نیز اپنے بھائیوں سے وصول کی ہوئی قیمت کو ان کے سامان میں رکھوایا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جب واپس پہنچے، تو اپنے والد صاحب سے آئندہ بنیامین کو ساتھ لے جانے کی درخواست کی، تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تم پر اعتماد نہیں کر سکتا، اس لیے کہ اس سے قبل تم یوسف علیہ السلام کے حوالے سے میرے اعتماد کو ٹھیس پہنچا چکے ہو۔ البتہ جب ان کے بیٹوں نے اپنے سامان میں دیکھا کہ ادا شدہ قیمت واپس کر دی گئی ہے، تو والد صاحب سے عرض کی کہ ایسا نفع کا معاملہ کیوں نہ دوبارہ کیا جائے۔ بہر حال جب انہوں نے یعقوب علیہ السلام کے سامنے اللہ کو ضامن بنا کر عہد کیا کہ وہ بنیامین کی ہر ممکن حفاظت کریں گے۔ تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنیامین کو مصر بھیجنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔

آٹھویں مقامہ کا خلاصہ

آیت نمبر ۶۹ تا آیت نمبر ۷۹ :-

اس مقامہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا اپنے چھوٹے بھائی سمیت مصر میں آنے کا ذکر ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے تمام بھائیوں کے لیے الگ الگ تھیلیوں میں خوراک لے جانے کا انتظام فرما دیا۔ پھر اللہ کے حکم سے اس پیالے کو بنیامین کے سامان میں رکھ دیا، جس کے ذریعے خوراک ناپ کر دی جاتی تھی، پیالہ غائب ہونے پر خوراک تقسیم کرنے والے کارندوں کو تشویش ہوئی، اور انہوں نے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں پر پیالہ چوری کرنے کا الزام لگایا۔ بھائیوں نے اس الزام کی تردید کرتے ہوئے ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ ہم میں سے کسی کے تھیلے سے مسروقہ پیالہ برآمد ہوا تو تم اسے اپنا غلام بنا لینا۔ پیالہ بنیامین کے تھیلے سے برآمد ہوا ،اور یوں تقدیر نے بنیامین کے لیے مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس ٹھہرنے کی تدبیر کر دی۔ وہ بادشاہ کے قانون کے تحت بھائی کو مصر میں نہیں روک سکتے تھے۔ بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے درخواست کی کہ بنیامین کی جگہ اور بھائی کو بطور سزا مصر میں روک لیا جائے، تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

نویں مقامہ کا خلاصہ

آیت نمبر ۸۰ تا آیت نمبر ۸۷ :-

اس مقامہ میں برادرانِ یوسف کا دوسرے سفر سے واپسی کا قصہ ذکر ہوا ہے کہ جب وہ بنیامین کی رہائی کے بارے میں ناامید ہو گئے، تو تنہائی میں مشورہ کر کے بڑے بھائی نے زمینِ مصر سے نہ نکلنے کا اعلان کیا۔ یہاں تک اس کے والد وہاں سے نکلنے کی اجازت دے، یا اللہ کا کوئی فرمان آوے۔ پھر جب باقی بھائی واپس جا کر پورا قصہ اپنے والد کو سنانے لگے، تو انہیں شدید صدمہ پہنچا۔ مسلسل رونے کی وجہ سے ان کی بینائی ختم ہو چکی تھی، انہوں نے شدت غم کے باوجود امید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا، اور اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ جاؤ اور تلاش کرو یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائی کو، اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔

دسویں مقامہ کا خلاصہ

آیت نمبر ۸۸ تا آیت نمبر ۹۳ :-

اس مقامہ میں برادرانِ یوسف کا یعقوب علیہ السلام کی ہدایت کے مطابق تیسری بار مصر کی طرف سفر کرنے کا ذکر ہے۔ کہ جب وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے حاضر ہوئے، تو اپنے خاندان والوں کے رنج والم کا ذکر کیا ،اور التجا کی کہ ان کے پاس اب خوراک کے حصول کے لیے مطلوبہ قیمت بھی نہیں ہے۔ لہذا دستیاب قیمت قبول کر کے خوراک کا کچھ حصہ قیمتا اور بقیہ حصہ صدقہ کے طور پر دے دیا جائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس موقع پر اپنے آپ کو ظاہر کرایا، بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنے کیے کی معافی مانگی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے معاف کر دیا، انہیں اپنا کرتا دیا، اور فرمایا کہ اسے جا کر والد صاحب کے چہرے پر ڈال دو، اس

سے ان کی بینائی لوٹ آئے گی، اور ان کے ساتھ باقی سب گھر والوں کو بھی میرے پاس لے کر آؤ۔

گیارہویں مقامہ کا خلاصہ

آیت نمبر ۹۴ تا آیت نمبر ۹۸ :-

اس مقامہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی واپس گئے، اور ان کا کُرتا حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالا، تو ان کی بینائی پھر سے لوٹ آئی، پھر برادرانِ یوسفؑ بولے اے ہمارے باپ آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعائے مغفرت کیجئے، بے شک ہم خطاوار ہیں۔

بارہویں مقامہ کا خلاصہ

آیت نمبر ۹۹ تا آیت نمبر ۱۰۱ :-

اس مقامہ میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا اپنے پورے خاندان کے ساتھ فلسطین سے مصر منتقل ہونے کا ذکر ہے۔ کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے سارے کنبہ سمیت مصر کو روانہ ہوئے، اور حضرت یوسف علیہ السلام خبر سن کر مصر سے باہر استقبال کے لیے نکلے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کا خاص اکرام کیا۔ یوسف علیہ السلام اب مصر کے بادشاہ بن چکے تھے، لہذا بادشاہ کے سامنے ان کے والد، والدہ اور تمام بھائیوں نے سجدہ تعظیمی کیا۔ گویا اس وقت شریعت میں سجدۂ تعظیمی کی اجازت تھی۔ یہ تھی یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر کہ سورج، چاند اور گیارہ ستارے ان کو سجدہ کر رہے ہیں۔ اور آخری آیت میں حضرت یوسف علیہ السلام کے خاتمہ بالخیر کے لیے دعا کا تذکرہ ہے۔

خاتمہ سورہ

آیت نمبر ۱۰۲ تا آیت نمبر ۱۱۱ :-

سورہ مبارکہ کی آخری دس آیتوں میں مندرجہ ذیل باتوں کا تذکرہ ہے۔

۱:) صدق رسول ﷺ اور آپ ﷺ کو تسلی۔

۲:) دلائل توحید سے اعراض کرنے پر مشرکین کو زجر اور توبیخ۔

۳:) دعوت دینے کی ترغیب برائے دفعِ عذابِ الٰہی۔

۴:) منکرین کے سوال کا جواب۔

۵:) آپ ﷺ کو تسلی دینا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد آئے گی۔

۶:) صدق رسالت کا اثبات در ضمن اثباتِ صدقِ قرآن کریم۔

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

قرآن کریم کی حقانیت برائے ترغیب

الٓرٰ ۚ تِلۡكَ ءَايَٰتُ ٱلۡكِتَٰبِ ٱلۡمُبِينِ ۝١

الٓرٰ یہ اس کتاب کی آیتیں ہیں جو حق کو واضح کرنے والی ہے۔

فائدہ 1

"الٓرٰ" ان حروف کو حروف مقطعہ کہا جاتا ہے؛ اسلئے کہ اس میں ہر حرف کو جدا جدا ساکن پڑھا جاتا ہے۔ جیسے: (الف، لام، را) اگرچہ لکھنے میں اکٹھے ہوتے ہیں۔[1] ان حروف کی تعداد "۸۷" ہے، جبکہ تکرار کے حذف کے ساتھ انکی تعداد چودہ (۱۴) ہے، یہ کلمات مبارکہ قرآن حکیم کی ۲۹ سورتوں کے شروع میں آئے ہیں۔[2]

فائدہ 2

ان حروف کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہیں، امام رازیؒ نے ان کے متعلق اہل علم کے اکیس (۲۱) اقوال نقل کیے ہیں۔ علامہ ابن عاشورؒ فرماتے ہیں کہ ان تمام اقوال میں سب سے زیادہ راجح بات یہ ہے کہ ان حروف کو اللہ تعالی نے مخالفین کو خاموش کرانے، اور اس بات کو ثابت کرنے کیلئے نازل فرمائے ہیں کہ یہ لوگ قرآن کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔[3] جبکہ حضرت مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتھم نے لکھا ہے صحیح بات یہ ہے کہ ان

---

1 أيسر التفاسير : ٢/٥٩١.

2 تفسير ابن كثير : ١٠/١٦٠.

3 التحرير والتنوير : ١/٢١٥.

کا ٹھیک ٹھیک مطلب اللہ تعالی کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ یہ اللہ تعالی کی کتاب کا ایک راز ہے۔ جسکی تحقیق میں پڑنے کی ضرورت نہیں، اور عقیدے یا عمل کا کوئی مسئلہ ان کے سمجھنے پر موقوف نہیں۔[1]

فائدہ 3

قرآن کریم کو اللہ تعالی نے "الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ" کہا ہے؛ اسلئے کہ یہ کتاب عام آسمانی کتب اور دیگر کتب سے بیان، ظہور، سہولت فہم اور معانی و مقاصد کو واضح بیان کرنے میں علیحدہ ایک ممتاز مقام رکھتی ہے۔[2]

عربی زبان میں نزول قرآن کی حکمت

إِنَّا أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝

ہم نے اس کو ایسا قرآن بنا کر اتارا ہے جو عربی زبان میں ہے، تاکہ تم سمجھ سکو۔

فائدہ 4

یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عربی زبان تمام زبانوں میں زیادہ فصیح، وسیع اور واضح ہے۔[3] حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے، شرافت میں تمام جہات سے یہ کامل اور مکمل کتاب ہے؛ کیونکہ زبانوں میں اشرف زبان میں، رسولوں میں اشرف رسول علیہ السلام پر، فرشتوں میں اشرف فرشتے کی وساطت سے، زمین کے اشرف حصے پر اور مہینوں میں اشرف مہینے میں نازل ہوئی ہے۔[4]

---

1 آسان ترجمہ : ٤١.

2 اتحاف الإلف : ٩.

3 نظم الارر ٥/٢.

4 تفسیر ابن کثیر :١/١٧٨.

فائدہ 5 2

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اصل قرآن عربی زبان میں ہی ہے، اور اگر عربی کے علاوہ قرآن کو کسی دوسری زبان میں منتقل کیا جائے گا، تو وہ قرآن نہیں کہلا سکتا۔[1]

فائدہ 6 3

قران پاک کو اللہ جل شانہ نے مختلف حکمتوں کیلئے نازل فرمایا ہے، جن کو مختلف مقامات پر ذکر کیا گیا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں.

(۱): تعقل، (سمجھنا)۔ جیسا کے یہاں فرمایا گیا: لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ

(۲): ھدایت، جیسا کہ سورہ بقرہ آیت نمبر (۲) میں بتایا گیا: هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ۔

(۳): ظلماتِ کفر و شرک اور جہالت سے نور اسلام کی طرف نکالنا، جیسا کے سورۃ ابراھیم آیت (۱) میں فرمایا گیا: لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ۔

(٤): بشارت اور انذار و تخویف، جیسا کے سورۃ کھف میں ہے: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَل لَّهُ عِوَجًا؛ قَيِّمًا لِّيُنذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا مِّن لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا مَّاكِثِينَ فِيهِ أَبَدًا وَيُنذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا۔ (الكهف ۱: ۲، ۳).

(٥): تدبر (وعظ و نصیحت کرنا)، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: طٰهٰ ○ مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ ○ إِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَن يَخْشَىٰ۔ (طٰهٰ: ۱، ۳).

(٦): تذکیر (غور و فکر کرنا) جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ○ (محمد: ۲۴).

(۷، ۸، ۹): تثبیت (دلوں کو تقویت پہنچانا)، وعظ و نصیحت، اور یاد دہانی۔ جیسا کہ

---

1 معالم العرفان: ۱۰/۵۸۵.

فرمایا: وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ۝۔ (ھود : ۱۲)۔

(۱۰): عبرت حاصل کرنا۔ جیسا کہ سورۃ یوسف میں ہے: لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ۔ (یوسف : ۱۱۱)

(۱۱): سوچ و سمجھ پیدا کرنا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا۔ (طٰہٰ : ۱۱۳)۔

(۱۲): تفکر اختیار کرنا، جیسا کہ فرمایا: وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔ (الحشر : ۲۱)۔

(۱۳): دلوں کی بیماریوں کے لئے شفاء کا ہونا، سورۃ یونس میں اللہ فرماتے ہیں: يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصدور وهدى ورحمة للمؤمنين۔ (یونس : ۵۷)[1]

1 اتحاف الالف : ۲۸۔

اثباتِ صدق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۚ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿٣﴾
(اے پیغمبر) ہم نے تم پر یہ قرآن جو وحی کے ذریعے بھیجا ہے اس کے ذریعے ہم تمہیں ایک بہت
بہترین واقعہ سناتے ہیں، جبکہ تم اس سے پہلے اس (واقعے سے) بالکل بے خبر تھے۔

فائدہ 1 7

قصہ یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے "احسن القصص" کہا ہے، جس کی اہل علم نے مختلف وجوہ ذکر فرمائی ہیں، جن میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

(۱): قرآن کریم کے قصوں میں یہ ایک ایسا قصہ ہے، جس میں دوسرے قصوں کے بنسبت کئی زیادہ عبرتیں اور حکمتیں پائی جاتی ہیں۔ حافظ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ اس قصے میں ایک ہزار سے زائد عبرتیں، حکمتیں اور فوائد ہیں۔

(۲): حضرت یوسفؑ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے اور ان کا نسب بھی سب سے احسن نسب تھا۔

(۳): حضرت یوسفؑ سب سے پہلے وہ نبی تھے جس نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لیے موت کی تمنا کی، جیسا کہ ارشاد ہے: تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ۔

(٤): بعض نے فرمایا کہ اس واقعے کو "أحسن القصص" اس لیے کہا گیا ہے کہ اس

میں بہت سے حقائق اور عجائبات موجود ہیں۔[1]

(۵): ہو سکتا ہے کہ "أحسن القصص" ہونے میں یہ پہلو بھی ہو کہ حضرت یوسفؑ اور برادران یوسفؑ کے درمیان جو واقعات پیش آئے وہ اس صورتحال کا نقشہ پیش کر رہے تھے جو رسول اللہ ﷺ اور قریش کے مابین پیش آنے والی تھی۔[2]

(٦): بعض نے لکھا ہے کہ اس قصے کو "احسن القصص" اس لیے کہا گیا ہے کہ اس میں انبیاء کرام علیہم السلام، صالحین، ملائکہ، جنات، شیاطین، انسان، پرندوں، بادشاہوں، رعایا، تجار، علماء، جہال، مردوں، عورتوں اور ان کے مکر و فریب اور حیلوں، توحید و فقہ، سیرت، تعبیر رویا، سیاست، معاشرت، معیشت کی تدبیر اور ایسے جملوں کا تذکرہ ہے جو دارین کے لیے مفید ہیں۔[3]

ان کے علاوہ بھی "أحسن القصص" کہنے کی کئی توجیہات ہیں جو کہ ہم نے اپنی عربی تفسیر بنام "کشف المنان تفسیر آیات القران" میں جمع کیے ہیں۔

فائدہ 8 2

یہ آیت بعض غالی اہل بدعت کے عقیدے کے باطل ہونے پر دلیل ہے، جیسا کہ مفتی احمد یار خان کہتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی والدہ کے پیٹ میں قرآن پاک کے حافظ تھے۔[4]

فائدہ 9 3

اس آیتِ کریمہ اور ان جیسی اور آیات قرآنیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علم تاریخ وہ علم ہے، جس کا جاننا اور سیکھنا ہر انسان کے لیے ضروری ہے، خاص کر دینی اور اسلامی تاریخ کا جاننا، قران پاک کی تئیں ایسی سورتیں

---

1 معالم العرفان : ١٠/٥٨٦.

2 تفسیر ماجدی : ١٦٠٩.

3 الباب فی علوم القرآن : ١١/٦.

4 ذخیرة الجنان.

ہیں جن کے نام ان تاریخی واقعات کے ناموں پر موسوم ہیں، جن کا تذکرہ ان صورتوں میں ہوا ہے جیسے سورۃ بقرۃ، آل عمران، مائدہ اور سورۃ یونس وغیرہ۔[1]

فائدہ 10 4

اس آیتِ کریمہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں ہے ورنہ اللہ تعالی آپ کو قرآن سے بے خبر نہ بتاتے۔[2]

فائدہ 11 5

اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں، کیونکہ آپ پر وحی کے ذریعے سے ہی یہ سچا واقعہ بیان کیا گیا ہے آپ نہ کسی کے شاگرد تھے کہ کسی استاد سے سیکھ کر بیان فرما دیتے، نہ کسی اور سے ہی ایسا تعلق تھا کہ جس سے سن کر تاریخ کا یہ واقعہ اپنے اہم جزیات کے ساتھ آپ بیان کر دیتے۔[3]

آغاز قصہ و بیان جواز

اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ﴿٤﴾
(یہ اس وقت کی بات ہے) جب یوسف نے اپنے والد (یعقوبؑ) سے کہا تھا کہ: ابا جان! میں نے
(خواب میں) گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ یہ سب مجھے
سجدہ کر رہے ہیں۔

1 اتحاف الإلف.

2 أحسن التفاسير : ٩/١٦.

3 أحسن التفاسير : ٩/١٦.

12 فائدہ 1

اس آیتِ کریمہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ باپ اپنی اولاد پر مہربان ہوتا ہے، اور تکلیف دہ اور پریشان کن بات اور کام کو ان سے دفع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ گویا کہ لفظ "یَا أَبَتِ" میں رحم اور شفقت طلب کرنے اور أَبُوَّۃ اور اس کے واجبات کو یاد دلانے کی طرف اشارہ ہے۔[1]

13 فائدہ 2

اپنے والدین کے ساتھ بات چیت کرنے میں ادب کا لحاظ رکھنا واجب ہے۔[2]

14 فائدہ 3

اپنے والدین کے ساتھ خطاب کے دوران نرمی کا پہلو اختیار کرنا واجب ہے۔[3]

15 فائدہ 4

آیت میں "شَمس" سے مراد ماں اور "قَمَر" سے مراد باپ ہے، تو شمس کو قمر پر مقدم کرنے سے بعض اہل علم نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ ماں کے ساتھ نیکی کرنا باپ کے ساتھ نیکی کرنا پر مقدم ہے۔[4]

16 فائدہ 5

بچہ ضرورت، مہربانی اور محتاجی میں اپنے والد کی بنسبت والدہ کی طرف زیادہ محتاج ہوتا ہے، لہذا "شمس" کی تاویل أُم (ماں) کے ساتھ بالکل درست ہے، اس لیے کہ سورج مخلوقِ خدا کو حرارت اور روشنی کے ذریعے فائدہ پہنچاتا ہے جیسا کہ ماں اپنے بچے کو بچانے، محبت و شفقت اور مہربانی کے ذریعے فائدہ پہنچاتی ہے[5]

---

1 اتحاف الإلف : ٤٧.

2 اتحاف الإلف : ٤٧.

3 اتحاف الإلف : ٤٧.

4 المحرر الوجيز لابن عطيه : ٣/١٢١٩.

5 اتحاف الإلف : ٥٤.

فائدہ 6 — 17

ارھاصات (وہ خارق عادت امر جو قبل بعثت پیغمبر سے ظاہر ہوتا ہے) بعد میں آنے والے حالات پر دلالت کرتے ہیں، لہذا حضرت یوسف ؑ کا یہ خواب آپ کے دینی اور اُخروی ترقیات کا مقدمہ بنا۔[1]

فائدہ 7 — 18

انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب وحی ہوا کرتے ہیں، اور حضرت یوسف ؑ کے خواب کی تعبیر حضرت یوسف ؑ کے بڑے معجزات میں سے ہیں۔[2]

فائدہ 8 — 19

حضرت یوسف ؑ کا خواب میں اپنے بھائیوں کو ستاروں کی صورت میں دیکھنا اس بات کی دلیل تھی کہ اُن کا خاتمہ اچھا ہوگا اور ان کے کام کا مآل خیر پر ہوگا، تو اس سے پتہ چلا کہ اعتبار خاتمے کا ہوتا ہے۔[3]

فائدہ 9 — 20

قصے کا آغاز حضرت یوسف ؑ کے خواب کے تذکرے سے ہوا، اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ ان کو نبوت کے لیے تیار کرنا چاہتے تھے، لہذا اس کی ابتدا اچھے خوابوں سے ہوئی۔[4]

---

1 تیسیر الکریم الرحمن: ۳۹۳.
2 اتحاف الالف : ۵۶.
3 اتحاف الالف : ۵۹.
4 التحریر و التنویر : ۱۲/۲۰۸.

حضرت یعقوبؑ کی حضرت یوسفؑ کو نصیحت

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

انہوں نے کہا: بیٹا! اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ بتانا، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے لیے کوئی سازش تیار کریں، کیونکہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

فائدہ 1 (21)

یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ایک مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی کے شر سے ڈرانا جائز ہے، اور یہ غیبت کے معنی میں داخل نہیں ہے۔[1]

فائدہ 2 (22)

اور یہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اُس آدمی کے سامنے جس کی طرف سے حسد کی وجہ سے شر پہنچنے کا خدشہ ہو، اس کے سامنے نعمت کا ترکِ اظہار جائز ہے۔[2]

فائدہ 3 (23)

اس آیت میں حضرت یعقوبؑ کی رفعت شان کی طرف بھی اشارہ ہے، کیونکہ انہوں نے خواب کی تعبیر

---

1 (الجامع للاحکام القرآن : ۹/۱۳۶)

2 (محاسن التأویل: ۹/۱۸۹)

بتائی، اور وہ اس خواب کی وجہ سے جان گئے کہ یہ اپنے بھائیوں پر غالب آئے گا۔[1]

24 فائدہ 4

چھوٹے "ناں" سننے کی عادت بھی ڈالیں، جب والد نے "لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ" کہہ کر ایک بات سے منع کر دیا، تو اب چھوٹوں کو سمجھنا چاہیئے کہ جب کسی بات سے منع کر رہے ہیں تو اس سے رک جانے میں ہی ہمارا فائدہ ہے، اس لیے چھوٹوں کو چاہیے کہ وہ "ناں" سننے کی بھی عادت ڈالیں۔[2]

25 فائدہ 5

خواب کو ایسے شخص کے سامنے نہیں بیان کرنا چاہیے جو مہربان اور آپ کا ناصح نہ ہو، اور نہ ایسے شخص کے سامنے بیان کرنا چاہیے جو تعبیر کو نہ جانتا ہو جیسا کہ ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ خواب کو صرف جاننے والی، آپ سے محبت کرنے والے یا خیر خواہ کے سامنے بیان کیا کریں۔[3]

26 فائدہ 6

معبر کو چاہیے کہ خواب دیکھنے والے کو تعبیر کے ساتھ اچھی تدبیر بھی بتادیں جیسا کہ حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹے کو بتائی۔[4]

27 فائدہ 7

چھوٹے بچے کے ساتھ محبت و پیار کرنا، اور مہربانی سے پیش آنا مشروع اور جائز ہے، جیسا کہ لفظ "يٰبُنَيَّ" اس بات پر دلالت کرتا ہے۔[5]

---

1 الباب: ١١/١٤.

2 سورہ یوسف کے 101 فوائد: ٦٩.

3 اللباب فی علوم القرآن: ١١/١٧.

4 حکمة القرآن: ٦/٥٠٠.

5 اتحاف الإلف: ٦١.

فائدہ 28 — 8

اس آیت مبارکہ سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مہتم بالشان کاموں سے احتیاط برتنا اور بچاؤ کا راستہ اختیار کرنا جائز ہے۔[1]

فائدہ 29 — 9

انسان اس بات پر مامور ہے کہ وہ احتیاط اور بچاؤ کا راستہ اختیار کریں، اگر اس کو اس سے نفع ہوا تو ٹھیک ہے، ورنہ اپنے آپ کو تو ملامت نہیں کریں گا۔[2]

فائدہ 30 — 10

گناہوں سے بچنا چاہیے خصوصا ان گناہوں سے جن پر اور گناہ مرتب ہوتے ہیں، اور ان کا شر مسلسل رہتا ہے۔[3]

فائدہ 31 — 11

اس آیت مبارکہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بھائیوں اور رشتہ داروں کے درمیان عام طور پر حسد ہوتا ہے۔[4]

فائدہ 32 — 12

شر اور جس کے شر سے خطرہ ہوتا ہے، اس سے دوری اختیار کرنا چاہیے۔[5]

---

1 ایسر التفاسیر : ۲/۵۸۵.
2 اتحاف الالف : ٦٣.
3 اتحاف الإلف : ٦٣.
4 اتحاف الإلف : ٦٤.
5 اتحاف الإلف : ٦٦.

فائدہ 13 (33)

بطور نصیحت کسی کی برائی بیان کرنا غیبت میں شمار نہیں ہوتا، بلکہ نصیحت کے لیے بیان کرنا مستحب ہے۔[1]

فائدہ 14 (34)

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ عمر میں بڑا آدمی عمر میں چھوٹے جوان کے ساتھ حسد رکھتا ہے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی عمر میں حضرت یوسف علیہ السلام سے باتفاقِ مفسرین اور مورخین کے کئی سال بڑے تھے۔[2]

فائدہ 15 (35)

اس آیت کریمہ سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ شیطان کو سارے لوگوں پر تسلط اور غلبہ ہوتا ہے، یہاں تک کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی اولاد پر بھی جیسا کہ اولادِ آدم علیہ السلام (ھابیل و قابیل) کے درمیان جو واقعہ درپیش ہوا البتہ خود انبیاء علیہم السلام شیطان کے غلبے اور تسلط سے محفوظ رہتے ہیں۔[3]

فائدہ 16 (36)

تعدد زوجات اکثر سوکنوں کے درمیان دشمنی اور عداوت کا ذریعہ بنتا ہے جو کہ ان کی اولاد کی طرف منتقل ہوتی ہے، اور بری تربیت کا نتیجہ ہوتا ہے نہ کہ تعدد کی وجہ سے؛ کیونکہ تعدد کو اللہ تعالیٰ نے مشروع قرار دیا ہے۔

فائدہ 17 (37)

لوگوں کے درمیان جھگڑے شیطان کے وسوسے کا اثر ہوتا ہے خاص کر جب خواہش نفسانی بھی ساتھ

---

1 نظم الدرر : ٤/١١.

2 اتحاف الإلف : ٦٩.

3 اتحاف الإلف : ٦٩

ہو۔[1]

فائدہ 18 (38)

شیطان انسان کو وہ مزین کر کے دکھاتا ہے جو اس کا نفس چاہتا ہو، اور اس کے دل میں گھومتا پھرتا ہے۔[2]

فائدہ 19 (39)

باپ اکٹھا کرنے والا ہوتا ہے اور بھائی جدا کرنے والا ہوتا ہے۔[3]

فائدہ 20 (40)

نصیحت اور ارشاد مومن کے دل میں صفائی اور طہارت کو بڑھاتا ہے، حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹے کو ڈرایا اور ساتھ ساتھ یہ یقین بھی تھا کہ یہ ڈرانا اس کے دل میں اپنے بھائیوں کے ساتھ بغض اور کراہت کو پیدا نہیں کرے گا کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسفؑ کے کمال عقل، باطنی صفائی اور مکارم اخلاق کی وجہ سے اس کا یقین تھا۔[4]

فائدہ 21 (41)

حضرت یوسفؑ کو اپنے خواب کی عظمت کا علم تھا کیونکہ انہوں نے اپنے خواب میں دیکھا تھا کہ شریف اشیاء ان کے سامنے سجدہ کر رہے ہیں۔[5]

فائدہ 22 (42)

عالم اور متعلم کے درمیان محبت اور اکرام و تعظیم کا ہونا علم میں اضافے اور تربیت کے ذریعے نفع حاصل

---

1 اتحاف الالف : ۷۲.

2 اتحاف الالف : ۷۳.

3 اتحاف الالف : ۱۲/۲۱٤.

4 التحریر و التنویر لابن عاشور : ۱۲/۲۱٤.

5 اتحاف الالف : ۷٤.

ہونے کا سبب ہوتا ہے جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے درمیان تھی، تو حضرت یوسف علیہ السلام کا دفاع کرتے ہوئے ان کو اس کی طرف متوجہ کیا، اور ان کو اس بات کی خبر دی، جو وہ جانتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات میں ہمارے لیے ایک عظیم مثال اور نمونہ ہیں۔[1]

فائدہ 43 23

مربی کی دانائی واقعے کے سمجھنے سے ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی حکمت اور دانائی اپنے بیٹوں کے واقعے کے سمجھنے سے ظاہر ہوئی۔[2]

فائدہ 44 24

خوابوں کی تعبیر کا علم اللہ تعالی کی طرف سے نیک لوگوں کو وہبی ہوتا ہے۔ ابن عاشورؒ فرماتے ہیں کہ تعبیر رویا ایک علم ہے، جو اللہ اپنے نیک بندوں کو بطور ہبہ کے دیتا ہے۔[3]

فائدہ 45 25

خوابوں کا سچا ہونا نیک نفوس کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ علامہ قرطبیؒ نے لکھا ہے کہ جس کی نیت اپنے رب کی عبادت اور یقین میں خالص ہو، اور بات کا سچا ہو تو اس کے خواب زیادہ سچے اور نبوت کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔[4]

فائدہ 46 26

حاسد کا مکر وفریب یا ہوشیار کا بچاؤ تقدیر کو بدل نہیں سکتا، مفسر ابو السعودؒ فرماتے ہیں کہ "فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا" کے معنی ہیں (تو وہ تمہارے لیے ایک ایسا مضبوط اور راسخ سازش تیار کریں، جس سے بچنے پر آپ قادر

---

1 اتحاف الالف : ٧٤.

2 اتحاف الالف : ٧٦.

3 التحرير : ١٢/١٩٤.

4 الجامع لإحكام القرآن : ٩/١٣٣.

نہیں ہوں گے) اور یہ معنی مقام تحذیر کے زیادہ موافق اور مناسب ہے اگرچہ حضرت یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ یہ اس کام کو بدلنے پر قادر نہیں ہے، جس کے واقعے ہونے پر خواب دلالت کرتا ہے۔[1]

فائدہ 27 (47)

سچے خواب ایک حالت ہوتی ہے جس کے ذریعے اللہ تعالی اپنے بعض ان بندوں کو نوازتے ہیں، جن کے دل پاک ہوں، تو وہ جو چاہتا ہے اس کے واقع ہونے سے پہلے اپنے بندوں پر منکشف کر دیتا ہے، صحیح روایت میں ہے کہ نیک بندے کا سچا خواب نبوت کے اجزاء میں سے چالیسواں جزء ہوتا ہے۔[2]

فائدہ 28 (48)

اس آیت کریمہ سے جمہور اہل علم نے یہ بات اخذ کی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی پیغمبر نہیں تھے۔ علامہ آلوسیؒ نے لکھا ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں پر شیطان کا غلبہ ممکن تھا، اور اسکی تائید اس سے ہوتی ہے کہ وہ انبیاء نہیں تھے اس وجہ سے ان پر شیطان کا غلبہ ممکن ہوا۔ اور یہی اکثر متقدمین اور متاخرین کی رائے ہے۔[3]

فائدہ 29 (49)

یہاں سے معلوم ہوا کہ یعقوب علیہ السلام نہ تھے کیونکہ اگر غیب دان ہوتے تو یہ منع بھی نہ فرماتے۔[4]

فائدہ 30 (50)

نیز خواب کے اظہار سے دو فائدے ہوتے ہیں۔

(1): تسلیِ یعقوب۔ (2): عدمِ تصرفِ یعقوب علیہ السلام۔[5]

---

1 تفسیر أبی السعود : ٤/٢٥٣.

2 اتحاف الألف : ٧٨.

3 روح المعانی : ٦/٣٧٦.

4 اعجاز القرآن : ٣٧٥

5 إعجاز القرآن : ٣٧٥.

فائدہ 31 (51)

جس کے مقدر میں پہلے سے اللہ کی کوئی تکوینی تدبیر لکھی ہوئی ہو تو، اس کی علامات ابتدا میں ظاہر ہونے لگتی ہیں جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی نیابت کی نشانیاں بدایہ میں شروع ہونے لگی۔[1]

فائدہ 32 (52)

آیت اس امر کی واضح دلیل ہے کہ شیطان کے اثر اور کینہ مرض سے محفوظ رکھنے کے لیے پیغمبر زادگی ہرگز کافی نہیں چہ جائیکہ مشائخ صالحین کی اولاد میں سے ہونا۔[2]

فائدہ 33 (53)

جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا تم اپنا خواب بھائیوں کو نہ سنانا، اسی طرح سالکین کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے احوال اور کیفیات عام لوگوں کے سامنے مت بیان کیا کریں۔[3]

فائدہ 34 (54)

اگر حضرت یعقوب علیہ السلام صرف اتنا ہی کہہ دیتے کہ "لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا" تو حضرت یوسف علیہ السلام کے دل میں بھائیوں کے بارے میں پھر بھی بدگمانیاں آسکتی تھی، تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اور صاف کر کے کہہ دیا کہ "إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ" یعنی بیٹا! بھائی تیرے دشمن نہیں، شیطان ان کے دلوں میں تیرے لیے حسد پیدا کر دے گا۔[4]

---

1 البحر المدید : ۲/۵۷٤.

2 تفسیر ماجدی : ۱۶۱۱.

3 سورہ یوسف کے 101 فوائد :٦٨.

4 سورہ یوسف کے 101 فوائد : ٦٨.

فائدہ 35 (55)

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر بات کو نقل کرنا خلاف حکمت ہے۔[1]

فائدہ 36 (56)

بات ہمیشہ سمجھا کر کریں، حضرت یعقوب علیہ السلام یہ بھی تو کہہ سکتے تھے "لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَى إِخْوَتِكَ" لیکن صرف اس پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ آگے تفصیل بھی بیان فرمائی "فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا"۔ تو مربی کو اگر تربیت کرنی ہو تو بندے کو صرف آرڈر نہیں کرنا ہوتا۔ بلکہ اس کے ساتھ کام کے فوائد یا نقصانات بھی بیان کرنا چاہئیے۔[2]

خواب کی تعبیر اجمالی از یعقوبؑ

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ
عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝
اور اسی طرح تمہارا پروردگار تمہیں (نبوت کے لیے) منتخب کرے گا، اور تمہیں تمام باتوں کا صحیح
مطلب نکالنا سکھائے گا (جس میں خوابوں کی تعبیر کا علم بھی داخل ہے) اور تم پر اور یعقوب کی
اولاد پر اپنی نعمت اسی طرح پوری کرے گا جیسے اس نے اس سے پہلے تمہارے ماں باپ پر ابراہیم اور اسحٰق پوری کی تھی، بیشک تیرا رب جاننے والا زبردست حکمت والا ہے۔

1 سورہ یوسف کے 101 فوائد : ۵۸۔

2 سورہ یوسف کے 101 فوائد : ٦٥

57 فائدہ 1

ہر انسان یہ چاہتا ہے کہ اس کی اولاد اس سے اچھی ہو، اس لیے تو حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹے کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ کے اس خواب میں ایک گہرا معنی ہے، اور وہ یہ کہ اللہ آپ کو عزت دے گا۔[1]

58 فائدہ 2

نبوت کا ملنا اور اس کا انتخاب مجاہدہ، کوشش، تمنا اور آرزو سے حاصل نہیں ہوتا، لہذا اس آیت کریمہ میں فلاسفہ اور غالی متصوفہ پر رد ہے۔[2]

59 فائدہ 3

اس سورۃ مبارکہ میں تعبیر رویا کے علم کے اصول ذکر کیے گئے ہیں، اس لیے یہ علم ایک مہم اور عظیم علم ہے، جس کی بنیاد خوب سمجھنے پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں تعبیر رویا کے علم کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کی تعریف کی گئی ہے۔[3]

60 فائدہ 4

اس آیت کریمہ میں اس انعام کا تذکرہ ہے جو اللہ تعالی نے آل ابراہیمؑ پر کیا تھا اور وہ یہ کہ اللہ تعالی نے انکے آباو اجداد اور اولاد کو نبوت سے نوازا تھا۔[4]

61 فائدہ 5

آیت کریمہ میں جد (دادا) کا اطلاق اب (باپ) پر ہوا ہے، لہذا اگر کسی نے کسی کو دادا کی طرف منسوب

---

1 حكمة القرآن : ٦/٥٠٢.

2 إتحاف الإلف : ٨٠.

3 تيسير كلام المنان : ٨١.

4 أيسر التفاسير : ٢/٥٩٥.

کرتے ہوئے کہا "یا ابن فلان" تو یہ یہ قذف میں داخل نہیں ہے۔[1]

فائدہ 62 — 6

کسی پر اللہ کا انعام اس کے اہل بیت اور رشتہ داروں اور ساتھیوں پر انعام ہوتا ہے۔[2]

فائدہ 63 — 7

کسی شخص کی آل کا اطلاق اس کے اہل بیت اور ان رشتہ داروں پر ہوتا ہے جو اس کے نام کی طرف منسوب ہوتے ہیں، اسی طرح اس کا اطلاق آدمی کے تمام تابعداروں پر بھی ہوتا ہے۔[3]

فائدہ 64 — 8

حضرت یوسفؑ اپنے زمانے کے سب سے بڑے معبّر تھے، اور سب سے صحیح تعبیر بتانے والے تھے۔[4]

فائدہ 65 — 9

اس آیت مبارکہ میں علماء کی فضیلت کی طرف بھی اشارہ ہے اسی طرح دقیق اور لطیف باتوں کے استنباط اور سنن و قوانین کو نکالنے کر سیکھنے کی فضیلت کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے۔[5]

فائدہ 66 — 10

آیت کریمہ کے آخری جملے "اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ" میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مذکورہ نعمتیں اس کے علم اور حکمت کے موافق ہیں۔[6] یعنی وہ ہر ایک کی مناسبت و استعداد سے باخبر ہے، اپنی حکمت سے

---

1 محاسن التاویل : ٦/١٩١

2 تیسیر الکریم المنان : ٣٦٣.

3 اتحاف الإلف : ٨٦.

4 الکشاف الزمخشری : ٢/٢٤٢.

5 اتحاف الإلف : ٩٣.

6 اتحاف الإلف : ٩٣.

اسی کے مناسب فیض پہنچاتا ہے۔[1]

فائدہ 11 (67)

تعلیم انتخاب، بادشاہت اور نبوت کے لوازم میں سے ہیں، مفسر ابو سعودؒ فرماتے ہیں کہ تعلیم کو درمیان میں ذکر کیا کیونکہ یہ نبوت اور اجتہاد (انتخاب) کے لوازم میں سے ہے۔[2]

فائدہ 12 (68)

نبوت ایک تام اور کامل نعمت ہے. امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ بشریت کے حق میں کامل اور تام نعمت نبوت ہی ہے، اور اس کے علاوہ بنسبت اس کے ناقص اور غیر تام ہیں۔[3]

فائدہ 13 (69)

خواب کی بنا پر آئندہ کے واقعات تکوینی طور پر مکشوف ہو جانے کا نام غیب دانی نہیں۔[4]

فائدہ 14 (70)

نعمت کے موقع پر حضرت یعقوبؑ نے اپنا ذکر تواضعاً نہیں فرمایا۔[5]

فائدہ 15 (71)

آیت کریمہ کے اس جملے "كَمَآ أَتَمَّهَا عَلَىٰٓ أَبَوَيْكَ" میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ باپ دادا کا معزز ہونا اعزاز کی بات ہے۔[6]

---

1 تفسیر عثمانی : ۳۲۲.
2 تفسیر ابی السعود : ۳/۲۵۴.
3 التفسیر الکبیر : ۹/۹۳.
4 تفسیر ماجدی : ۱۶۱۲.
5 تفسیر ماجدی : ۱۶۱۲.
6 سورہ یوسف کے 101 فوائد : ۳۷.

فائدہ 16 (72)

خواب کی تعبیر کبھی کبھی موخر ہوتی ہے اور اس کا مصداق کئیں سالوں کے بعد ظاہر ہوتا ہے۔[1]

فائدہ 17 (73)

"يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ" میں نعمت سے مراد دین اور شریعت کی نعمت ہے، دنیا کی دوسری چیزوں کا نعمت ہونا ایک امر اضافی ہے جب بندے کو دین اور شریعت کی نعمت ملتی ہے تب ہی یہ نعمت کامل ہوتی ہے۔[2]

فائدہ 18 (74)

یہاں حضرت یعقوب علیہ السلام نے خواب کی تعبیر نہیں بتائی، معلوم ہوا کہ اپنے کام سے کام رکھو۔ خواہ مخواہ کی تفصیلات میں جاکر اپنے وقت کو ضائع مت کرتے پھرو۔[3]

حکمت ذکر داستان یوسف علیہ السلام

لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِّلسَّائِلِينَ ۝

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ (تم سے یہ واقعہ) پوچھ رہے ہیں، ان کے لیے یوسف اور ان کے بھائیوں (کے حالات میں) بڑی نشانیاں ہیں۔

فائدہ 1 (75)

یہ سورۃ مبارکہ ایسے دروس اور عبر سے بھری ہوئی ہے کہ قرآن میں تدبر کرنے والے پر واجب ہے کہ ان

---

1 أيسر التفاسير : ٢١/٥٩٥.

2 تدبر القرآن : ٤/١٩٢.

3 سورہ یوسف کے 101 فوائد : ٨٨.

کے بارے میں پوچھے، اور ان کو جاننے کا اہتمام کرے۔ حافظ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ اس قصے میں ایک ہزار سے زائد عبرتیں، فوائد اور حکمتیں ہیں۔[1]

76 فائدہ 2

قرآن پاک کو پڑھنے والے مسلمان پر لازم ہے کہ تمام قصص قرآنیہ میں وجوہِ عبرت تلاش کرے، خاص کر قصہ یوسفؑ میں۔[2]

77 فائدہ 3

سائلین ہی آیاتِ قرآنیہ اور عبرتوں سے فائدے حاصل کر سکتے ہیں، بخلاف اعراض کرنے والوں کے، لہذا علم سے فائدہ اٹھانے والا وہی ہو سکتا ہے جو علم کا اہتمام کرے، اور اس کے بارے میں پوچھے۔[3]

78 فائدہ 4

اس آیت سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اللہ نے انفس اور افاق میں اپنی قدرت کی نشانیاں اس لیے ودیعت رکھی ہیں کہ اللہ تعالی کی وحدانیت اور اس کے کمالات ہر عیب سے پاک ہونے پر دلالت کریں۔[4]

79 فائدہ 5

آیت مذکورہ میں سائلین سے مراد مولانا حضرت حسین علیؒ کے نزدیک وہ معترضین ہیں جو توحید پر اعتراض کرتے ہیں۔ اس قصہ میں ان کے لیے بہت بڑی عبرت و نصیحت ہے، کیونکہ قصے کی ہر کڑی سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی نبی، ولی یا فرشتہ عالم الغیب، متصرف و مختار اور کارساز نہیں۔[5]

---

1 إتحاف الإلف : ٩٥. الجواب الكافي : ٣١٦.

2 دروس مستفاده من قصه يوسف : ١/٣١.

3 تيسير الكريم الرحمن : ٣٢٩.

4 إتحاف الإلف : ١٠١.

5 إعجاز القرآن : ٣٧٥.

فائدہ 6 (80)

مفسر قاشانیؒ "آیٰتٌ لِّلسَّائِلِیْن" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس واقعے سے تین اہم باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱): کہ نبوت اور رسالت کا تعلق خالص اللہ تعالیٰ کی مشیئت سے ہے جس کو چاہے، اس نعمت سے نوازتے ہیں۔

۲): اگر اللہ تعالیٰ کسی کو کوئی نعمت دینا چاہے، تو اس کو کوئی روک نہیں سکتا، اور جس کی اللہ تعالیٰ حفاظت کرتا ہے اس کو کوئی نقصان اور ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

۳): شیطان کے مکر و فریب سے انبیاء کرام علیہم السلام بھی خطرہ محسوس کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ ہر وقت شیطان کے وساوس اور مکر و فریب سے بچنے کی اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔[1]

فائدہ 7 (81)

"آیٰتٌ" کے ایک معنی ہیں اللہ کی قدرت کی نشانیاں اور یہ عجیب و غریب نشانیاں ہیں کہ بظاہر تو ذلت کا نقشہ ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کو اچانک عزت میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اور عزت کے نقشے میں اچانک آدمی کو ذلیل کر دیتا ہے۔ اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے۔ کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کا حال حضرت یوسف علیہ السلام کے حال کی طرح اور مکے والوں کا حال حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کے حال کی طرح ہونے والا ہے۔[2]

---

1 حكمة القرآن : ٦/٥٠٢.

2 حكمة القرآن : ٦/٥٠٢.

برادران یوسف علیہ السلام کے حسد کی وجہ

اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ
ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ۝
(یہ اس وقت کا واقعہ ہے) جب یوسفؑ کے ان (سوتیلے) بھائیوں نے (آپس میں) کہا تھا کہ:
یقینی طور پر ہمارے والد کو ہمارے مقابلے میں یوسف اور اس کے (حقیقی) بھائی (بنیامین) سے
زیادہ محبت ہے، حالانکہ ہم (ان کے لیے) ایک مضبوط بنے ہوئے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ
ہمارے والد کسی کھلی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔

فائدہ 82 — 1

میلان قلبی انسان کی طاقت سے باہر ہوتا ہے۔ مفسّر ابن عطیہؒ نے لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی حضرت یوسف علیہ السلام اور بنیامین سے محبت اس لیے زیادہ تھی کہ وہ دونوں چھوٹے تھے، اور انکی والدہ بھی فوت ہو چکی تھی، اور چھوٹے کے ساتھ محبت فطرت انسانی ہے۔[1]

فائدہ 83 — 2

بُعد و قُرب اور بُغض و محبت کا معیار مادی منافع نہیں ہوا کرتے، علامہ بقاعیؒ نے فرمایا کہ برادرانِ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ ہمارے والد صاحب نے ہم پر ان کو ترجیح دی ہے، حالانکہ قُرب (جو کہ محبت کو مقتضی ہے) ہم سب میں برابر ہے اس لیے کہ بیٹا ہونے میں ہم سب برابر ہیں بلکہ ہم ہمارے اندر ایسی باتیں موجود

1 المحرر الوجيز : ٣/٢٢١.

ہیں جو ہم کو فضیلت اور ترجیح دینے کا متقاضی ہیں، اور وہ ان میں موجود نہیں ہیں۔[1]

84 فائدہ 3

اس آیت کریمہ سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جو لوگ غالب ہوتے ہیں ان پر وہم مسلط ہوتا ہے۔[2]

85 فائدہ 4

بڑے اور شان والوں کا ذکر صراحتاً ہوتا ہے، اور نام لیا جاتا ہے، جبکہ ان کے تابعداروں کو ان کے ساتھ تبعاً ذکر کر دیا جاتا ہے۔ علامہ احمد نوفل ؒ فرماتے ہیں کہ برادرانِ یوسف ؑ نے حضرت یوسف ؑ کا نام لے کر تصریح کی ہے اور دوسرے بھائی کا نام چھپا۔ تو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حضرت یوسف ؑ پر غصہ تھے، اور دوسرا بھائی بنسبت یوسف ؑ کے مرتبہ والے نہیں تھے، لہذا ان کو تبعاً ذکر کیا۔[3]

86 فائدہ 5

قوت اور کثرت انسان میں غرور اور تکبر پیدا کر دیتی ہے۔[4]

87 فائدہ 6

صاحب صفات بچے سے فطری محبت ہوتی ہے، یعنی عمومی محبت تو باپ کو ساری اولاد سے ہوتی ہے، مگر جس میں جتنی صفات زیادہ ہوتی چلی جائیں گی، اس سے اتنی محبت بڑھتی چلی جائے گی۔[5]

88 فائدہ 7

اگر کسی نے اپنے حبیب کی طرف سے کوئی نفرت یا بے رخی محسوس کی، تو اس کو چاہیے کہ اپنے نفس کی

---

1 نظم الدرر : ۳/۱۲۔

2 إتحاف الإلف :۱۰۹۔

3 إتحاف الإلف :۱۱۰۔

4 إتحاف الإلف : ۱۱۲۔

5 سورہ یوسف کے 101 فوائد : ۵۵۔

طرف توجہ دے نہ کہ غیر کی طرف، یہی انصاف کی بات ہے، برادرانِ یوسفؑ نے اپنے باپ پر تہمت لگائی اور اپنے آپ کو قصوروار نہیں ٹھہرایا۔[1]

89 فائدہ 8

بے جا طرفداری شر، مکر و فریب اور سازش کرنے پر آمادہ کرتی ہے برادرانِ یوسفؑ پر "عصبہ" کا اطلاق اس لیے کیا گیا کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی کے خلاف سازش بنا رہے تھے۔[2]

90 فائدہ 9

حسد کرنے والا شان و شوکت اور حیثیت دار نہیں ہوتا۔ علامہ قشیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ برادرانِ یوسفؑ نے جب حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ حسد کیا، تو اللہ تعالی نے ناراض ہو کر ان کو حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے کھڑا کر دیا، اور وہ ان کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے تاکہ برادران یوسفؑ کو پتہ چلے کہ حاسد آدمی سردار اور صاحبِ حیثیت نہیں بنتا۔[3]

91 فائدہ 10

برادران یوسفؑ نے آپس میں مشورہ کیا اور حضرت یعقوبؑ کو پتہ بھی نہیں چلا، تو معلوم ہوا کہ عالم الغیب صرف اور صرف اللہ تعالی ہی ہے۔[4]

92 فائدہ 11

متصرّف فی الامور صرف اللہ ہی ہے؛ کیونکہ حضرت یعقوب کو برادرانِ یوسفؑ نے پریشان کر دیا، اور انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کوئی ضرر دفعہ نہیں کیا۔[5]

---

1 إتحاف الألف : ۱۱۴.
2 إتحاف الألف : ۱۱۴.
3 إتحاف الألف :۱۱۵.
4 رشد القرآن فی تفسیر آیات القرآن.
5 رشد القرآن.

93 فائدہ 12

محبت میں باپ کا ایک بیٹے کی طرف میلان بھائیوں کے درمیان عداوت اور دشمنی پیدا کر دیتا ہے۔[1]

94 فائدہ 13

سگے بھائی کے ساتھ محبت اور شفقت زیادہ ہوتی ہے، بنسبت باپ شریک بھائی کے۔[2]

95 فائدہ 14

زیادہ محبت امتحان کا سبب بنتی ہے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام سے ان کے والد کی محبت تھی تو بھائیوں نے انہیں کنویں میں ڈال دیا۔[3]

96 فائدہ 15

حب یعنی محبت کی دو قسمیں ہیں۔

۱): جائز جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی محبت۔

۲): ناجائز: جیسا کہ زلیخا کی محبت یوسف علیہ السلام کے ساتھ۔[4]

---

1 أيسر التفاسير : ٢/٥٩٦.

2 أيسر التفاسير : ٢/٥٩٧.

3 سورہ یوسف کے 101 فوائد :٨٩.

4 سورہ یوسف کے 101 فوائد.

برادران یوسف علیہ السلام کا مشورہ اور تین تجاویز

اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ
قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ﴿٩﴾
(اب اس کا حل یہ ہے کہ) یوسف کو قتل ہی کر ڈالو، یا اسے کسی اور سرزمین میں پھینک آؤ، تاکہ
تمہارے والد کی ساری توجہ خالص تمہاری طرف ہو جائے، اور یہ سب کرنے کے بعد پھر (توبہ
کر کے) نیک بن جاؤ۔
قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ
السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿١٠﴾
انہی میں سے ایک کہنے والے نے کہا: یوسف کو قتل تو نہ کرو، البتہ اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے تو
اسے کسی اندھے کنویں میں پھینک آؤ، تاکہ کوئی قافلہ اسے اٹھا کر لے جائے۔

فائدہ 97 — 1

یہاں سے شرعی قاعدے کی طرف اشارہ ہے جس پر پچھلے لوگوں نے بھی عمل کیا ہے کہ جب دو ضرریں ہوں تو ان میں سے اخف اختیار کرنا چاہیے، کیونکہ بعض شرور زیادہ آسان ہوتے ہیں۔[1]

---

1 إتحاف الإلف : ١١٦.

فائدہ 98 2

گناہ کے واقع ہونے سے پہلے توبہ کرنے کا عزم کرنا چاہیے علامہ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں: "ان کے قصے میں عجیب نکتہ ہے کہ انہوں نے گناہ کرنے سے پہلے توبہ کرنے کا پکا ارادہ کیا تھا" بعض علماء فرماتے ہیں: "اسی طرح مومن معصیت سے پہلے توبہ کرنے کے لیے تیار رہتا ہے"۔[1]

فائدہ 99 3

انسان جب شیطان کے وسوسے کے تابع ہو جاتا ہے، تو وہ انتہائی نچلی حالت میں چلا جاتا ہے۔[2]

فائدہ 100 4

سامنے آنے والی خواہش اور رغبت انسان کو اس بات پر ابھارتی ہے کہ وہ شر کو اپنے سینے میں چھپائے اور اپنے ہمسر اور ہم رتبہ شخص سے جان چھڑائے۔[3]

فائدہ 101 5

اس آیت کریمہ سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ قاتل کی توبہ قبول ہوتی ہے، کیونکہ یہاں اللہ تعالی نے ان کے قول پر رد نہیں فرمایا۔[4]

فائدہ 102 6

بغیر حق کے اہل فضل کا مقابلہ کرنا برے اخلاق میں سے ہے۔ ابن عاشورؒ نے لکھا ہے کہ یہ ایک بڑا جرم ہے اس لیے کہ یہ حسد، دوسرے کو نقصان پہنچانے اور جس کی حفاظت کا اللہ نے حکم دیا ہے، اس کی بے حرمتی

---

1 إتحاف الإلف :١١٦.

2 إتحاف الإلف :١١٦.

3 إتحاف الإلف :١١٧:

4 الجامع للاحكام القرآن : ٩/١٣١.

کرنے پر مشتمل ہوتا ہے۔[1]

فائدہ 7 (103)

غیظ و غضب کے دوران انسان کنٹرول سے باہر نکل جاتا ہے، بعض علماء فرماتے ہیں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ غصے ان کو بات سمجھنے سے نکال دیتا ہے جب ان کو غصہ آتا ہے تو اس کی علامات ان کی آنکھوں، پیشانیوں، چہروں اور زبانوں سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہ عصبیت والے مزاج کے لوگ ہوا کرتے ہیں شاید وہ بھائی جنہوں نے قتل کرنے کا مشورہ دیا تھا وہ بھی اس قبیل سے ہوں۔[2]

فائدہ 8 (104)

گناہ کرنے سے پہلے توبہ کرنے کی نیت سے جرم اور گناہ کا ارتکاب جائز اور مباح نہیں ہے، علماء فرماتے ہیں کہ!" یہ شیطان کے داخل ہونے کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ جس کی وجہ سے مومن کو دھوکہ دے کر معصیت پر ابھارتا ہے کہ گناہ کرو، بعد میں توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لو گے"۔[3]

فائدہ 9 (105)

مقاصد شریفہ تک رسائی وسائل شریفہ کے ساتھ ہی ہو سکتی ہے، علامہ علمیؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں ان ہوشیار انصاف دار برادرانِ یوسفؑ پر تعجب ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے باپ کی توجہ کی فضیلت اپنی طرف مبذول کرانے کے لیے ایسے جرم کے ارتکاب کا ارادہ کیا جو شرک کے بعد بڑے جرائم میں سے ہے۔[4]

فائدہ 10 (105)

برادرانِ یوسفؑ کی اس گفت اور شنید سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کبھی کبھی حسد کے غلبے اور تسلط کے

---

1 التحریر والتنویر :۱۲/۲۳۳.

2 إتحاف الالف : ۱۱۹.

3 إتحاف الالف :۱۱۹.

4 إتحاف الالف : ۱۱۹.

اٹھانے سے کمزور پڑتا ہے تو وہ ایک مہلک خطرناک کام کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے حالانکہ وہ اس خطرے کو جانتا بھی ہے لیکن وہ اپنے نفس کے غلبے اور اس کے مشورے سے عاجز آکر ہلاکت کے گڑھوں میں جا گرتا ہے۔[1]

107 فائدہ 11

انسان کو چاہیئے کہ لوگوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے حتی کہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ کیونکہ یہ بات کوئی دور نہیں کہ اس کو ضرر پہنچانے کے لیے اکٹھے ہو جائیں۔[2]

108 فائدہ 12

چاہیئے کہ گناہوں کی نحوست سے احتراز کرے۔[3]

109 فائدہ 13

ایک گناہ کئیں گناہوں کو کھینچ کر لاتا ہے جیسا کہ برادرانِ یوسفؑ نے ایک گناہ (حسد) کی وجہ سے اور گناہوں کا ارتکاب کیا۔[4]

110 فائدہ 14

ضروری ہے کہ نفس میں برے شعور پیدا ہونے کی ابتدا میں بیدار ہو جائے قبل اس سے کہ وہ کام کر ڈالے، اور اس کا شر عام ہو جائے۔ اور یہی حال تھا برادران یوسفؑ کا یوسفؑ علیہ السلام کے ساتھ، وہ اپنی غفلت سے بیدار نہیں ہوئے یہاں تک کہ انہوں نے "اقتلوا یوسف" کی آواز سنی۔[5]

---

1 إتحاف الإلف :١٢٢.
2 إتحاف الإلف :١٢٣.
3 إتحاف الإلف :١٢٣.
4 تيسير الكريم الرحمٰن : ٣٦٣.
5 إتحاف الإلف : ١٢٤.

111 فائدہ 15

شیطان کے داخل ہونے کی جگہ مختلف ہوا کرتی ہیں۔ اس کے ہر حال کا اپنا ایک اسلوب ہوتا ہے، اور ہر شخص کے ساتھ خطاب اپنا کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔[1]

112 فائدہ 16

حُبِّ جاہ (مرتبہ و حیثیت) انسان کو حسد کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے جیسا کہ مال کی محبت حسد کی طرف لے جاتی ہے۔[2]

113 فائدہ 17

آیت مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کی نافرمانی کے ذریعے اپنی مراد کو طلب کرنے سے اللہ تعالی سے دوری پیدا ہو جاتی ہے۔[3]

114 فائدہ 18

غالب یہی ہوتا ہے کہ آدمی کو اپنی ذات کی پرواہ ہوتی ہے، اور اپنی ذات کے لیے منافع حاصل کرنے کا اہتمام کرتا ہے جیسا کہ اس کی طرف "لَكُمْ" اور مابعد والے خطابات کو اختیار کرنے میں اشارہ ہے۔[4]

115 فائدہ 19

حسد انسان کو اپنے باپ کی اہانت پر بھی ابھارتا ہے۔[5]

---

1 إتحاف الإلف :١٢٥.

2 محاسن التاويل : ٩/٣٥٢٠.

3 إتحاف الإلف :١٢٥.

4 إتحاف الإلف : ١٢٦.

5 أحسن الكلام.

116 فائدہ 20

برادرانِ یوسفؑ کو بجائے حسد کے حضرت یوسف علیہ السلام جیسی اطاعت اور تقوی اختیار کرنا چاہئیے تھا جس کی وجہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی محبت حضرت یوسفؑ کے ساتھ زیادہ تھی، کیونکہ یہ اصول ہے کہ جس قوم کے ساتھ حسد ہو تو آپ اپنے آپ کو ان جیسا بنادو آپ کو بھی وہی مرتبہ ملے گا۔[1]

117 فائدہ 21

اس آیت میں اس کی طرف اشارہ ہے قران کریم کی عادت ہے کہ قصے کا جو مقصد ہوتا ہے اسی کو ذکر کرتا ہے نہ کہ ان ناموں کو جس پر قصہ مشتمل ہوتا ہے جیسا کہ یہاں " قَآئِلٌ مِّنۡهُمۡ "بغیر نام لیے ذکر کیا گیا ہے اور جیسا کہ ارشاد باری ہے:"وقال رجل مؤمن من آل فرعون"۔[2]

118 فائدہ 22

قتل ایک ناقابل برداشت بڑا گناہ ہے۔ علامہ جزائریؒ نے "لَا تَقۡتُلُوۡا يُوۡسُفَ "کی تفسیر میں لکھا ہے، کیونکہ قتل ایک ناقابل برداشت جرم ہے جس کا ارتکاب کسی بھی حال میں نہیں کرنا چاہیئے۔[3]

119 فائدہ 23

آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ لقطہ (گری پڑی چیز) کو اٹھانا جائز ہے، اور آپ ﷺ نے اجازت بھی دی ہے۔[4]

120 فائدہ 24

تیسری تجویز اور رائے میں ایک نصیحت یہ بھی ہے کہ انتقام لیتے وقت میانہ روی اختیار کرنی چاہیے، اور بغیر

---

1 حكمة القرآن : ٦/٥٠٥.

2 التحرير والتنوير :١٢/٢٢٤.

3 أيسر التفاسير : ٢/٥٩٧.

4 أيسر التفاسير :٢/٥٩٦.

افراط کے اتنے پر اکتفا کرنا چاہیئے، جس سے مقصد اور غرض حاصل ہو جائے کیونکہ ان کا مقصد حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے باپ سے دور کرنا تھا، اور وہ کسی ایک اندھے کنویں میں پھینکنے سے حاصل ہوتا تھا۔[1]

فائدہ 25 (121)

عاقل اور خیر خواہ لوگوں کا وجود خطرے، نقصان میں کمی اور شر میں مبالغے سے روکنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔[2]

فائدہ 26 (122)

غفلت اور غیظ و غضب کے وقت شر کا ظہور ہوتا ہے، اور انتقام لیا جاتا ہے۔[3]

فائدہ 27 (123)

برائی کرنے والے پر اس امید سے پردہ ڈالنا مستحب ہے کہ وہ اس برائی سے توبہ کرے گا۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ یہاں گنہگار پر پردہ ڈالنے کی وجہ سے کسی کا نام نہیں لیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نصیحت اور کسی پر نکیر کے دوران عمومی بات فرماتے اور کہتے! "کیا ہوا لوگوں کو"؟[4]

فائدہ 28 (124)

اعتبار قول اور بات کا ہوتا ہے قائل کا نہیں، کیونکہ حق کی پہچان رجال سے نہیں ہوتی بلکہ رجال کی پہچان حق کے ذریعے ہوتی ہے۔[5]

فائدہ 29 (125)

خیر کے مراتب اور درجے ہوتے ہیں اور شر کے منازل اور درکات (یعنی وہ منزلیں جو ایک دوسرے کے

---

1 الوسیط : ۷/۳۲۶.
2 إتحاف الإلف : ۱۲۸.
3 إتحاف الإلف :۱۲۹.
4 إتحاف الإلف :۱۲۹.
5 إتحاف الإلف :۱۲۹.

نیچے ہوں) ہوتے ہیں۔ دیکھیں! حضرت یوسف علیہ السلام کا ایسے کنویں (جس کے پاس قافلہ گزرتے تھے) میں پھینکنا بہت آسان تھا ان کو قتل کرنے یا بھیڑیوں والی زمین میں پھینکنے سے۔[1]

فائدہ 126 30

بعض شر و فساد بعض کے مقابلے سے کم اور آسان ہوتے ہیں۔[2]

فائدہ 127 31

غالباً بڑا بھائی چھوٹے بھائی سے زیادہ عقل مند ہوتا ہے۔[3]

فائدہ 128 32

"لقیط" (راستے گرے ہوا لڑکا) کا اطلاق چھوٹے پر ہوتا ہے بڑے، پر نہیں۔ علامہ قرطبیؒ نے لکھا ہے کہ شریعت میں کلمہ "لقیط" کا اطلاق صرف چھوٹے پر ہوتا ہے۔[4]

فائدہ 129 33

بھائیوں کے احوال مختلف ہوا کرتے ہیں باوجود یہ کہ سارے اس اصل میں ایک ہوتے ہیں، جس کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔[5]

فائدہ 130 34

اس آیت کریمہ سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ حاسد اس پر غصہ ہوتا ہے جس کا کوئی گناہ نہ ہو۔[6]

---

1 إتحاف الإلف : ١٣٠.
2 إتحاف الإلف : ١٣٠.
3 إتحاف الإلف : ١٣١.
4 إتحاف الإلف : ١٣١.
5 إتحاف الإلف : ١٣٣.
6 إتحاف الإلف : ١٣٣.

فائدہ 35 (131)

اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ نسب کی بلندی اور تربیت کبھی کبھی کچھ فائدہ نہیں دیتی اگر بندے کے ساتھ اللہ کی مہربانی اور توفیق نہ ہو۔[1]

فائدہ 36 (132)

جماعت کے اندر سے اصلاح زیادہ موثر ہوتی ہے اس حلقے میں جس میں عصبیت پارٹی بازی غالب ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب برادرانِ یوسفؑ کے درمیان سے ایک بھائی کی آواز آئی تو سب نے اس کی طرف کان لگائیں کیونکہ وہ اس کو اس کے ارادے میں متہم نہیں سمجھتے تھے۔[2]

فائدہ 37 (133)

اس آیت مبارکہ سے یہ معلوم ہوا کہ بڑے گناہ کے بجائے چھوٹے کو اختیار کرنا اور بڑی مصیبت کے بجائے چھوٹی مصیبت کو اختیار کرنا بہتر ہوتا ہے۔[3]

تمہید مطالبہ برائے یوسفؑ از باپ

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾

(چنانچہ) ان بھائیوں نے (اپنے والد سے) کہا کہ: ابا! یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ یوسف کے معاملے میں ہم پر اطمینان نہیں کرتے؟ حالانکہ اس میں کوئی شک نہ ہونا چاہیے کہ ہم اس کے پکے خیر خواہ ہیں۔

---

1 إتحاف الإلف : ۱۳۴.

2 إتحاف الإلف : ۱۳۵.

3 سورہ یوسف کے 101 فوائد : ۴۲۴.

فائدہ 1 (134)

پہلے لغو و بیہودہ کلام کیا جاتا ہے، پھر اس پر عمل ہوتا ہے جیسا کہ پہلی آیت میں برادرانِ یوسفؑ کے اس بیہودہ مشورے کی وضاحت تھی اور اس آیت کریمہ میں اس مشورے کی تنفیذ کی وضاحت ہے۔[1]

فائدہ 2 (135)

کسی برے کام پر اکسانا اور برانگیختہ کرنا اور اس میں مبالغہ کرنا فاسد نیت کی دلیل ہوا کرتی ہے۔[2]

فائدہ 3 (136)

ایک مومن کی سچائی دوسرے کو اس بات پر تیار کرتی ہے کہ وہ اگر مومن کے سامنے قسم اٹھائے تو اس کی تصدیق کرے گا لہذا اپنی بات کو تاکید کے ساتھ پیش کرتا ہے۔[3]

فائدہ 4 (137)

باپ کے مزاج میں پیدائشی طور پر اپنے بیٹے کے لیے شفقت اور مہربانی ہوتی ہے۔ علامہ شوکانیؒ نے لکھا ہے کہ "جب برادران یوسف علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینکنے کا پختہ ارادہ کیا تو اپنے باپ کے پاس آکر ان سے رحم طلب کرنے اور اس شفقت (جو باپ کی طبیعت میں اپنے بیٹوں کے لیے ہوتی ہے) کو ابھارنے اور اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لیے بطور وسیلہ کے اپنے باپ کو لفظ "ابوۃ" کے ساتھ مخاطب کیا۔[4]

فائدہ 5 (138)

کسی کام پر بار بار اصرار کرنا دل میں کوئی مجہول بات کے ہونے پر دلیل ہوتا ہے۔ مفسر قرطبیؒ نے تصریح کی ہے کہ اس مطالبہ سے پہلے برادران یوسفؑ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو لے جانے کا مطالبہ کیا تھا، لیکن باپ

---

1 إتحاف الإلف: ١٣٦.
2 أتحاف الإلف: ١٣٦.
3 إتحاف الإلف: ١٣٦.
4 فتح القدير: ٦/٩.

نے انکار کیا تھا۔[1]

فائدہ 6 (139)

کبھی کبھی بری نیت خطاب کے انداز اور کلام کے طرز اور لہجے سے ظاہر ہوتی ہے، پس جس نے اپنے باطن میں کچھ چھپا کے رکھا ہو، ضرور بضرور اس کا کچھ حصہ زبان پر آئے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کی باتوں کی اشارات سے محسوس کیا کہ یہ لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کی حفاظت نہیں کریں گے۔ اس لیے تو انہوں نے کہا کہ "مَالَكَ لَا تَأْمَنَّا"۔[2]

فائدہ 7 (140)

نصیحت اور خیر خواہی امانت کی دلیل اور سبب ہوتی ہے، علامہ بقاعیؒ نے لکھا ہے کہ خیر خواہی امانت کی دلیل اور سبب ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں کو اپنے قول "ناصحٌ أمينٌ"۔ (الاعراف:٦٧) ایک ساتھ ذکر کیا ہے۔[3]

فائدہ 8 (141)

یہ ممکن ہے کہ مکر و فریب کو دل میں رکھے، اور خیر اور شفقت اور مہربانی کا اظہار کیا جائے۔[4]

فائدہ 9 (142)

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دین کے پیچھے چھپ کر (یعنی دین کو ڈھال بنا کر) ذاتی مقاصد اور مطالب تک رسائی حاصل کی جاتی ہے، جیسا کہ برادرانِ یوسفؑ دین کا بہانہ بنا کر اپنے بھائی کے خلاف فیصلہ کرنے لگے، وہ دینی بہانہ یہ تھا کہ ہمارے باپ کو حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ زیادہ محبت نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ ہم اس

---

1 إتحاف الإلف: ١٣٧.
2 إتحاف الإلف: ١٣٧.
3 إتحاف الإلف: ١٣٨.
4 إتحاف الإلف: ١٣٨.

سے زیادہ فائدہ دینے والے ہیں حالانکہ ان کو اس کے فاسد ہونے کا پتہ تھا۔[1]

143 فائدہ 10

حسد کرنے والے پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ علامہ قشیریؒ فرماتے ہیں کہ "حاسد کی بات نہیں سنی جاتی، اور اس کا وعدہ قبول نہیں کیا جاتا اگرچہ یہ دونوں خیر خواہی کی صورت میں ہوں کیونکہ حاسد شہد کھلانے کے ساتھ اندرائن (جو ایک کڑوا پودا ہوتا ہے) کھلاتا ہے"۔[2]

144 فائدہ 11

کہا جاتا ہے جس نے اپنے محبوب کے خلاف دشمن کی بات لی تو اس کو ان جیسے مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا جو حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں کرنا پڑا۔[3]

145 فائدہ 12

نبض دیکھنے کی سیاست پرانی سیاست ہے جس کو سیاسی اور ہوشیار لوگ استعمال کرتے رہتے ہیں بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے دس بھائی اپنے باپ کے پاس آئے اور کہنے لگے "يَا أَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا" اس سیاست کو "سیاسة حبس النبض" کہا جاتا ہے اس جملے سے ان کا مقصد حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے سے ہٹانا تھا۔[4]

146 فائدہ 13

زبان ہمیشہ دل کی ترجمان نہیں ہوتی بلکہ کبھی کبھار خواہشات نفسانی کی بھی ترجمان ہوا کرتی ہے۔[5]

---

1 إتحاف الإلف: ١٤٠.
2 الطائف و الاشارات: ٣/١٧١.
3 إتحاف الإلف: ١٤٢:
4 إتحاف الإلف: ١٤٢.
5 إتحاف الإلف: ١٤٢.

فائدہ 14 (147)

اخوت نسبی کے تعلق کی وجہ سے تقرب حاصل کیا جاتا ہے۔ مفسر ابو السعود رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ "یَآبَانَا" کے ذریعے خطاب سے ان کا مقصد اس سلسلہ نسب پر ابھارنا تھا، جو باپ بیٹے کے درمیان تھا، اور ربط اخوت کو یاد دلانا تھا۔[1]

فائدہ 15 (148)

شیطان انسان کو رفتہ رفتہ بگاڑتا ہے، بعض علماء فرماتے ہیں کہ "شیطان کے طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہوتا ہے کہ انسان کے لیے شر کو مزین کر دیتا ہے، انسان اس کو خیر سمجھ کر بیٹھتا ہے پھر کرنے پر پشیمان ہو جاتا ہے"۔[2]

فائدہ 16 (149)

حسد محبتِ اصلی (قرابت وغیرہ) سے منع کرتا ہے۔

فائدہ 17 (150)

عزت اور ذلت دینا اللہ تعالی کے اختیار میں ہوتا ہے نہ کہ مخلوق کے ہاتھ میں۔[3]

فائدہ 18 (151)

"مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا" کے جملے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کی آنکھوں میں شر دیکھا تھا کہ یہ لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں اچھی سوچ نہیں رکھتے تو حضرت یوسف علیہ السلام کو ان سے بچاتے تھے اور بھائی بھی اس بات کو جانتے تھے۔[4]

---

1 تفسير ابی السعود: ٤/٢٥٧.
2 إتحاف الألف: ١٤٣.
3 تفسير تبصير الرحمان.
4 حكمة القرآن: ٦/٥٠٩.

فائدہ 152 — 19

ہر گمراہ کرنے والا خیر خواہ کے روپ میں آتا ہے جیسا کہ برادران یوسفؑ نے بھی کہا "وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ" حالانکہ ان کے دلوں میں خباثت تھی اور زبان پر بظاہر نصیحت تھی۔[1]

فائدہ 153 — 20

اگر فراست سے آدمی کو کسی کی طرف سے کوئی بدی محسوس ہو تو اس سے احتیاط کرنا روا ہے، اور ایسی بدگمانیاں درحقیقت گمانِ بد نہیں۔[2]

برادران یوسفؑ کا مطالبہ

اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿١٢﴾
کل آپ اسے ہمارے ساتھ (تفریح کے لیے) بھیج دیجیے، تاکہ وہ کھائے پیے، اور کچھ کھیل کود لے۔
اور یقین رکھیے کہ ہم اس کی پوری حفاظت کریں گے۔

فائدہ 154 — 1

اس آیت کریمہ سے اس مباح کھیل کا جواز معلوم ہوتا ہے، جس میں کوئی گناہ نہ ہو۔ تھانوی صاحبؒ لکھتے ہیں اصل یہ ہے کہ اس (آیت میں مذکور کھیل) سے لعب عبث مراد نہیں اس سے مسابقت اور تیر اندازی وغیرہ مراد ہے جو کہ امور مفیدہ میں سے ہے، جواب مشہور تو یہ ہے، اور احقر کہتا ہے کہ تجدید نشاط بھی جو کہ بچوں کے لیے ضروری اور مشاغل ضروریہ میں جی لگنے کا موقوف علیہ ہے، اور ضروری کا مقدمہ بھی ضروری

---

1 سورہ یوسف کے 101 فواند: ۹۷.

2 مواهب الرحمن: ۸/۱۷۸.

ہوتا ہے۔[1]

اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ کھیل کود کے جائز ہونے کی پانچ شرائط ہیں۔

۱): ستر کھلا نہ ہو۔ ۲): مخلوط کھیل نہ ہو۔ ۳): موسیقی کا استعمال نہ ہو۔

٤): ناچنا کودنا نہ ہو۔ ٥): صرف کفار کی نقالی نہ ہو۔[2]

155 فائدہ 2

بھائیوں کو چاہیئے کہ ایک دوسرے کی حفاظت کریں۔ علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ "یرتع" کے معنی ہیں ایک دوسرے کی چوکیداری کرنا، اور ایک دوسرے کا خیال رکھنا۔[3]

156 فائدہ 3

کھانے پینے اور کھیل کود کی وجہ سے بچے خوش ہوتے ہیں۔ مفسر ابن عطیہؒ فرماتے ہیں کہ برادرانِ یوسف علیہ السلام نے اپنے ساتھ لے جانے اور ان کو باپ سے طلب کرنے کے لیے بہانہ پیش کیا کہ ممکن ہے کہ بچپنے کی وجہ سے اس کو پسند کریں یعنی کھانا پینا اور کھیل کود اور نشاط حاصل کرنا۔[4]

157 فائدہ 4

باپ پر واجب ہے کہ وہ اپنے بیٹوں کا خیال اور رعایت رکھے۔ مفسر ابو حیانؒ لکھتے ہیں کہ لفظ "ارسله" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ کو اپنے پاس ہمیشہ رکھتے۔[5]

---

1 مختصر بیان القرآن

2 سورہ یوسف کے 101 فوائد : ۹۹.

3 الجامع ابن عطیہ: ۱۳۹/۹.

4 المحرر الوجیز: ۲۲٤/۳.

5 البحر المحیط: ۲۰۱/٦.

فائدہ 158 5

حفاظت کرنے کے ساتھ لحاظ رکھنا اور خیر خواہی مستلزم ہے۔ گزشتہ آیت کے آخر میں برادرانِ یوسف نے کہا تھا "وَإِنَّا لَهُ لَحَٰفِظُونَ" اور اس کے آخر میں کہا "وإنا له لنصحون" تو یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حفاظت کرنا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ لحاظ خیال بھی رکھے، اور ساتھ خیر خواہی بھی ہو، ورنہ جو کسی چیز کی حفاظت کا دعوی کرتا ہے، اور اس کا خیال نہیں رکھتا یا خیر خواہی نہ ہو، تو وہ اس چیز کو ضائع کرے گا۔[1]

فائدہ 159 6

کسی غیر کو اس کی رائے سے دستبردار کرنے کے لیے اس کے سامنے اس کو بے خوف کرنے اور اطمینان دلانے کی مصلحت کو بیان کرنا مشکل ترین کاموں میں سے ہے۔[2]

فائدہ 160 7

چمکدار پانی اور کھلی صاف ہوا اور کشادہ وسیع جگہ ورزش کی مشق کیلئے مفید ہوتی ہیں۔[3]

فائدہ 161 8

باپ کو ہر اس کام سے خوشی اور سکون ملتا ہے، جس کی وجہ سے اولاد کو ان کے دین اور دنیا میں خیر ملتی ہے۔[4]

فائدہ 162 9

اسفار اور ٹورز سیاحت والوں کیلئے کھانے کی اشتہاء کو مضبوط کر دیتے ہیں، اس لیے کہ یہ نفسانی راحت کے

---

1 اتحاف الإلف: ١٥٦.
2 اتحاف الإلف: ١٥٦.
3 اتحاف الإلف: ١٥٦.
4 اتحاف الإلف: ١٥٧.

لیے ذریعہ بنتے ہیں۔[1]

فائدہ 10 (163)

بغیر کسی نکیر اور ناپسندیدگی کے بڑوں کے لیے کھیل کود جائز ہے جیسا کہ چھوٹوں کے لیے جائز ہے۔[2]

فائدہ 11 (164)

کھانا کھانے کے بعد ورزش اہم اور ضروری ہے لوگ کہتے ہیں "زندگی چاہیئے تو آگے چلو اگرچہ دو قدم کیوں نہ ہوں"۔[3]

فائدہ 12 (165)

جب کسی پر ابہام یا شک ہوتا ہے، تو شک کو دور کرنے کیلئے اپنی بات کو مختلف قسموں کے ساتھ موکد کی جاتی ہے۔[4]

حضرت یعقوبؑ کی تشویش اور دو اعذار

قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ اَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَ اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾

یعقوب نے کہا: تم اسے لے جاؤ گے تو مجھے (اس کی جدائی کا) غم ہوگا۔ اور مجھے یہ اندیشہ بھی ہے کہ کسی وقت جب تم اس کی طرف سے غافل ہو، تو کوئی بھیڑیا اسے کھا جائے۔

---

1 اتحاف الإلف: ۱۵۷

2 اتحاف الإلف: ۱۵۷.

3 اتحاف الإلف: ۱۵۹

4 اتحاف الإلف: ۱۵۹.

166 فائدہ 1

غمگین ہونا ایک فطری عمل ہے علامہ جزائریؒ فرماتے ہیں کہ غمگین ہو جانا جائز ہے اور اس میں کوئی گناہ بھی نہیں ہے آپ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیمؓ کے انتقال پر اپنے غم کا اظہار کچھ یوں کیا تھا: "وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ" (اخرجہ البخاری)۔[1]

167 فائدہ 2

خصم کو اپنی حجت اور دلیل کی تلقین مناسب نہیں ہے علامہ سمرقندیؒ نے لکھا ہے کہ خصم کو دلیل بتانا مناسب نہیں ہے کیونکہ برادرانِ یوسفؑ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ بھیڑیا لوگوں کو کھاتا ہے حتی کہ یہ بات حضرت یعقوبؑ نے بتائی۔ بحر العلوم: ۲۰/۲۹۸. اور حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ یہ بات انہوں نے حضرت یعقوبؑ کے منہ سے لی اور اس کو اپنے کیے ہوئے کیلئے بطور بہانہ استعمال کیا۔[2]

168 فائدہ 3

بلاء اور مصیبت بات کے تابع ہوتی ہے علامہ قشیریؒ نے فرمایا کہ کہا جاتا ہے کہ حضرت یعقوبؑ کی زبان پر جب بھیڑیا کی بات آئی تو یہ ان کے لیے تلقین کی طرح ہو گئی اگر یہ بات وہ نہ سنتے تو بھیڑیے کی طرف ان کی توجہ نہ جاتی۔[3]

169 فائدہ 4

کسی چیز کے بارے میں زیادہ شغف اور رغبت تمہیں اس کے بارے میں خائف (ڈرنے والا) بنا دیتی ہے۔[4]

---

1 ایسر التفاسیر: ۲/۲۹۸.

2 مختصر تفسیر ابن کثیر: ۲/۲۴۲.

3 الطائف و الإشارات: ۳/۱۷۳.

4 إتحاف الإلف: ۱۶۱.

170 فائدہ 5

بھیڑیے ان کمزوروں پر جری ہوتے ہیں، جو جزع فزع اور ڈرنے کا اظہار کرتے ہیں۔ ابن عاشورؒ نے لکھا ہے کہ بھیڑیئے اس پر دلیر ہوتے ہیں جس کے بارے میں یہ محسوس کریں کہ یہ اپنے دفاع میں کمزور ہے۔[1]

171 فائدہ 6

کھیل کود اور مصالح اور ان کاموں میں منہمک ہونا جو انسان کو پریشان کرتے ہیں انسان کو غفلت میں ڈال ہے۔[2]

172 فائدہ 7

باپ کو اپنے بیٹوں کے بارے میں اچھا گمان رکھنا چاہیے۔ علامہ قاسمیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کے بارے میں بھیڑیے سے خوف کا اظہار کیا جب برادرانِ یوسفؑ اپنے کھانے پینے اور کھیل کود کی وجہ سے اس سے غافل ہوں یا قلت اہتمام ہو۔[3]

173 فائدہ 8

جس کو اللہ تعالیٰ کوئی ذمہ داری سونپے، تو اس کو چاہیے کہ اس کی حفاظت اور دیکھ بھال کرے۔[4]

174 فائدہ 9

نیک بیٹے کی شان یہ ہوتی ہے کہ ہر اس بات اور کام سے بچے، جو اس کے باپ کو پریشان کر دے۔ ابن عاشورؒ فرماتے ہیں کہ "حضرت یعقوبؑ نے ان کو بتایا کہ حضرت یوسفؑ کو کل لے جانا اس کو آئندہ کے لیے پریشان کر دے گا تاکہ اس کو اپنے ساتھ لے جانے کے اصرار سے ان کو پھیر دے، اس لیے نیک بیٹے کی شان

---

1 التحرير والتنوير: ۱۲/۲۳۰.
2 محاسن التأويل: ۶/۲۰۱.
3 محاسن التأويل: ۶/۲۰۱.
4 اتحاف الإلف: ۱۷۳.

یہ ہوتی ہے کہ وہ ہر اس کام اور بات سے بچتا ہے جو اس کے باپ کو پریشان کر دے۔[1]

فائدہ 10 — 175

فطری خوف انسان پر جبراً طاری ہوتا ہے، ادھر سے جہاں سے اس کو پتہ نہ ہو۔[2]

فائدہ 11 — 176

مربی اور مربّی کے درمیان اعتماد برقرار رکھنا اصلاح اور تربیت کے لیے راستہ اور ذریعہ ہوتا ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ: "باپ نے ان کے سامنے دو عذر پیش کیے، اور ان کے اخلاص پر کوئی الزام اور تہمت نہیں لگائی بلکہ حکمت اور بڑی تربیت کے اسلوب کو سوچا کیونکہ یہ حکمت نہیں ہے کہ اعتماد کے پل کو توڑ دے"۔ پس حضرت یعقوبؑ کو اپنے بیٹوں کے بارے میں یقینی طور پر ان کے سوء باطنی کا علم تھا لیکن پھر بھی ان کو اس کے ساتھ مخاطب نہیں کیا تاکہ حیا کا وہ دھاگہ جو بیٹوں کے دلوں میں تھا وہ برقرار رہے۔ اگر وہ ٹوٹ جاتا تو مذکورہ معصیت سے زیادہ پر جری ہوتے۔ اس نقطے کو والدین اور مدرسین خوب سمجھیں۔[3]

فائدہ 12 — 177

حضرت یعقوبؑ نے اپنے حبیب کی جدائی ایک ساعت کے لیے بھی برداشت نہیں کی۔ اسی طرح بندے کو چاہیے کہ اپنے آقا سے ایک لحظہ کے لیے بھی غافل نہ رہے کیونکہ غفلت ایک قسم کی جدائی ہے اور بندہ اپنے آقا سے اس جدائی پر صبر نہیں کر سکتا۔[4]

---

1 التحرير والتنوير: ۱۲/۲۳۱.
2 إتحاف الإلف ۱۷۰.
3 إتحاف الإلف: ۱۷۷.
4 البحر المديد: ۲/۵۷۷.

178 فائدہ 13

اس آیت سے معلوم ہوا کہ محبوب اولاد کا کسی خاص ضرورت کے بغیر جدا ہونا بھی ماں باپ کے لیے تکلیف دہ ہوتا ہے۔[1]

179 فائدہ 14

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر باپ ایک بیٹے کے ساتھ بتقاضائے طبیعت زیادہ محبت کرے، تو یہ منع نہیں ہے۔ بشرطیکہ خرچہ اور ظاہری اشیاء میں عدل سے کام لیتا ہو۔[2]

180 فائدہ 15

یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی بیوی اور اولاد کے ساتھ محبت کرنا بھی جائز ہے، بشرطیکہ احکامِ الٰہی کو توڑنے تک نوبت نہ پہنچے۔[3]

181 فائدہ 16

اس آیت میں حزن اور خوف دونوں کا اثبات حضرت یعقوبؑ پیغمبر کے حق میں ہے، اس سے ظاہر ہے کہ ان کیفیات طبعی کا طاری ہونا کاملین کے لیے ان کے کمال کے منافی نہیں۔[4]

182 فائدہ 17

ظاہری علامات اور آثار کی وجہ سے بچاؤ کا راستہ اختیار کر لینا جائز ہے۔[5]

---

1 آسان ترجمہ: ٤٦٨.
2 حکمۃ القرآن: ٦/٥١٠.
3 حکمۃ القرآن: ٦/٥١٠.
4 تفسیر ماجدی: ١٦١٩.
5 الجواہر المفیدہ.

فائدہ 183 — 18

حضرت یعقوب علیہ السلام کے اس قول "إني ليحزنني أن تذهبوا به" سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر غم پہنچنے کی ہو تو بھی دل مغموم ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے غار ثور میں حضرت ابو بکرؓ کے غم کی کیفیت کو دیکھ کر فرمایا "لا تحزن ان الله معنا" محبوب کو تکلیف پہنچے تو غم کا ملنا یہ فطری چیز ہے۔[1]

فرزندانِ یعقوبؑ کا اصرار باجواب
مانع ثانی

قَالُوْا لَىِٕنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

وہ بولے: ہم ایک مضبوط جتھے کی شکل میں ہیں، اگر پھر بھی بھیڑیا اسے کھا جائے تو ہم تو بالکل ہی گئے گزرے ہوئے۔

فائدہ 184 — 1

دشمن آنکھ جھپکتے ہی غفلت میں حملہ کرتا ہے۔ علامہ جزائری فرماتے ہیں کہ بھیڑیا انسان کو تب کھاتا ہے جب اس کو غفلت کی حالت میں پائے۔[2]

فائدہ 185 — 2

جس نے دشمن کو اپنے اوپر قدرت دی، تو وہ تباہی اور خسارے کا مستحق ٹھہرے گا۔[3]

---

1 سورہ یوسف کے 101 فوائد: ١٠٤.

2 أيسر التفاسير: ٢/٥٩٨.

3 إتحاف الإلف: ١٧٩.

186 فائدہ 3

کثرت، اتحاد اور اتفاق قوت وطاقت کے اسباب میں سے ہے۔[1]

187 فائدہ 4

جس نے اپنے بھائی کو ضائع کر دیا، تو وہ اور اموال کو زیادہ ضائع کرنے والا ہو گا۔[2]

188 فائدہ 5

نبوت، علم اور تقوی میراث میں نہیں ملتے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ: "یہ لازمی نہیں کہ نبی کا بیٹا بھی نبی ہو بلکہ نبی کا بیٹا متقی ہونا اس کا متقاضی نہیں البتہ کبھی کبھی اتفاقاً ہوتا بھی ہے"۔[3]

189 فائدہ 6

کثرت کو ترجیح دی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب برادرانِ یوسفؑ نے اپنے باپ کا جواب نفی میں سنا، تو ان میں حمیت کی آگ بھڑک اٹھی اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگے کہ انکی قوت اور طاقت کی وجہ سے ان کو ترجیح دینی چاہیے[4]

190 فائدہ 7

حق بات کہنے سے کبھی کبھی باطل مراد لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ برادران یوسفؑ کا فیصلہ کرنا کہ اگر یوسفؑ کو بھیڑیے نے کھالیا تو ہم خسارے میں ہوں گے۔ یہ فیصلہ حق ہے لیکن اس قول سے ان کا مقصد اپنی باطل غرض کو حاصل کرنا تھا۔[5]

---

1 إتحاف الإلف: ۱۷۹.
2 إتحاف الإلف: ۱۸۰.
3 إتحاف الإلف: ۱۸۱.
4 إتحاف الإلف: ۱۸۱.
5 إتحاف الإلف: ۱۸۱.

فائدہ 8 (191)

کسی امر کے مقصد تک پہنچنے کے لیے مضبوط لہجے والے کلمات اور حروف استعمال کیے جاتے ہیں جیسا کہ مذکورہ آیات میں استعمال ہوئے ہیں۔[1]

فائدہ 9 (192)

جس نے اپنی ذات کو کسی چیز کے ساتھ موصوف کیا تو کچھ نہ کچھ اس میں سے اس کے ساتھ لاحق ہوگا۔[2]

فائدہ 10 (193)

حضرت یعقوبؑ برادرانِ یوسفؑ کے اس خیال پر کہ ہم ایک جماعت قوی ہیں خاموش ہوئے، پس اللہ تعالی نے اس کو قطع کر دیا اور ان عہد و امانت والوں نے اس کو لیجا کر جب کنویں میں ڈال دیا، اور بنیامین کو ساتھ کرتے وقت "اللہ خیر حافظا" کہا تھا تو اللہ تعالی نے اپنے حفظ سے اس کو یوسفؑ تک پہنچا دیا اور یوسفؑ سمیت ان سب کو یعقوبؑ کے پاس جمع کر دیا۔ یہی عبرت و نصیحت ہے کہ اللہ تعالی پر بھروسہ کرنے کا حال اور غیر پر اعتماد کا نتیجہ کیسا ہوتا ہے۔[3]

فائدہ 11 (194)

تقدیر ازلی کو قوت تدبیر دفع نہیں کر سکتی (جیسا کہ آیت کریمہ سے ظاہر ہے)۔[4]

---

1 إتحاف الألف: ۱۸۲.

2 إتحاف الألف: ۱۸۳.

3 مواهب الرحمن: ۸/۱۸۰.

4 مواهب الرحمن: ۸/۱۸۱.

برادران یوسفؑ کی عہد شکنی

فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٥﴾

پھر ہوا یہ کہ جب وہ ان کو ساتھ لے گئے، اور انہوں نے یہ طے کر ہی رکھا تھا کہ انہیں ایک اندھے کنویں میں ڈال دیں گے، (چنانچہ ڈال بھی دیا) تو ہم نے یوسف پر وحی بھیجی کہ (ایک وقت آئے گا جب) تم ان سب کو جتلاؤ گے کہ انہوں نے یہ کیا کام کیا تھا۔ اور اس وقت انہیں پتہ بھی نہ ہوگا (کہ تم کون ہو؟)

تنبیہ:-

یہاں مفسرین نے حضرت یوسفؑ کو کنویں میں ڈالنے کی کیفیت کے بارے میں ایسی روایات ایسے رقت آمیز پیرائے میں نقل کی ہیں جن کو سن کر پتھر بھی موم ہو جاتا ہے۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے ان پر رد کرتے ہوئے فرمایا کہ "ان کی کوئی سند نہیں ہے جس پر اعتماد کیا جائے" اور ابو حیانؒ نے فرمایا کہ "قرآن اور حدیثِ صحیح نے ان کی طرف تعرض نہیں کیا ہے۔ صاحب منارؒ نے لکھا ہے کہ یہ اسرائیلیات ہیں جو اسلام سے مسلمانوں کو دور کرنے والی ہیں۔[1]

فائدہ 195 — 1

اس آیت کریمہ سے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر لطف و کرم ظاہر ہوتا ہے کہ محنت اور مشقت کو عطایا میں کر دیتا ہے جیسا کہ حضرت یوسفؑ کو بتایا کہ تم اپنے بھائیوں کو ان کے کئے ہوئے کی خبر دیں گے۔[2]

---

1 كشف المثان عن تفسير آيات القرآن.

2 إتحاف الإلف: ١٨٥.

فائدہ 196 2

ایک مومن سے گناہ کبیرہ صادر ہو سکتا ہے۔[1]

فائدہ 197 3

کسی حکمت الٰہی کی بنا پر چھوٹے کو بچپن میں وحی کی جا سکتی ہے۔ اسی قول کو قرطبیؒ نے زیادہ ظاہر کیا ہے اور علامہ شوکانیؒ نے اسی آیت کو بطور دلیل کے پیش کیا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ اور یحییٰؑ کو بھی بچپن میں وحی کی گئی تھی۔[2]

فائدہ 198 4

وحی کا کبھی کبھی کسی کو پتہ نہیں ہوتا۔ علامہ سمرقندیؒ نے "لتنبئنهم" کے تحت لکھا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کو وحی بھیجی حالانکہ برادران یوسفؑ کو معلوم نہیں تھا"۔[3]

فائدہ 199 5

انبیاء کرام علیہم السلام ظاہر کو دیکھ کر فیصلہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ آیت کریمہ سے واضح ہے۔[4]

فائدہ 200 6

انسان کا فطری طور پر خیر کی طرف میلان ہوتا ہے، البتہ اسبابِ خواہش و حرص اس کو شر کی طرف کھینچ لیتے ہیں۔[5]

---

1 إتحاف الإلف: ۱۸۷.
2 فتح القدیر: ۳/۱۰.
3 إتحاف الإلف: ۱۸۹.
4 إتحاف الإلف: ۱۹۰.
5 إتحاف الإلف: ۱۹۷.

فائدہ 7 (201)

آزمائش کے منافع میں سے بندوں کا رفع درجات بھی ہے۔ علامہ احمد نوفل ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوبؑ کو اس آزمائش میں مبتلا کرنے میں بڑی حکمت ان کے درجات کو بلند کرنا تھا۔[1]

فائدہ 8 (202)

عبودیت کا کامل ترین مرتبہ یہ ہے کہ بندہ خالص اللہ کا ہو جائے۔ علامہ احمد نوفل ؒ نے لکھا ہے "کہ اللہ تعالی یہ پسند کرتا ہے کہ ہم اللہ کے ساتھ خالص اور مخلص ہوں" اور جب حضرت یعقوبؑ کا تعلق حضرت یوسفؑ سے زیادہ بڑھ گیا تو ان سے چھین لیا یہاں تک کہ اللہ نے جو چاہا پورا ہو گیا پھر حضرت یوسفؑ کو ان کی طرف واپس لوٹا دیا۔[2]

فائدہ 9 (203)

لمبے عرصے کا گزر جانا اور حالات کا تغیر بھلا دیتا ہے، اسی بات کی طرف اللہ کے اس قول "وھم لا یشعرون" میں اشارہ ہے کہ آپ کے بھائی آپ کو نہیں پہچانتے ہوں گے کہ آپ ان کے بھائی یوسفؑ ہیں زیادہ زمانہ گزرنے کی وجہ سے۔[3]

فائدہ 10 (204)

بے شک اللہ کی رحمت اور لطف و کرم محسنین کے قریب ہوتا ہے، جب بھی بندہ اللہ کو حالت مظلومیت میں پکارتا ہے، اللہ مدد فرماتا ہے اسی طرح تکلیف میں مبتلا آدمی جب پکارتا ہے، تو اللہ اس کے دل کو تسلی اور اطمینان بخشتا ہے، اور سلامتی کی خوشخبری دیتا ہے یہی تو وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت یوسفؑ کو الہام کیا کہ

---

1 [إتحاف الإلف: ١٩٩.

2 [إتحاف الإلف: ١٩٩.

3 [إتحاف الإلف.

اللہ اس کو ان مصائب سے نجات دے گا اور اس کی مدد کرے گا۔[1]

فائدہ 205 11

کسی گناہ پر اجماع (متفق ہونا) اس کو جائز ہونے کا سبب نہیں بن سکتا۔[2]

فائدہ 206 12

اللہ کے زیادہ مقرب بندے آزمائشوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ "حضرت یوسفؑ کی جدائی سے لیکر ملاقات کا زمانہ اسی (۸۰) سال تھا۔ جس میں حضرت یعقوبؑ کی آنکھیں خشک نہیں ہوئی، حالانکہ سطح زمین پر اس وقت اللہ کے ہاں سب سے مکرم بندے تھے"۔[3]

فائدہ 207 13

اللہ کے نیک بندوں میں نرمی ہوتی ہے اس لیے وہ لوگوں سے متاثر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت یعقوبؑ برادران یوسفؑ کی باتوں سے متاثر ہوئے۔[4]

فائدہ 208 14

جب ظاہری اَسباب ختم ہو جاتے ہیں تو اسی وقت اللہ تعالی کی مدد آجاتی ہے جیسا کہ حضرت یوسفؑ کو وحی کی گئی ہے یہ اللہ کی مدد تھی۔[5]

---

1 التفسير المنير: ١٢/٢٢٤.
2 أحسن الكلام.
3 تفسير الخازن.
4 حكمة القرآن: ٦/٥١٠.
5 حكمة القرآن: ٦/٥١١.

برادران یوسفؑ کی حیلہ سازی

وَجَآءُوْۤ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾

اور رات کو وہ سب اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے پہنچ گئے۔

قَالُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾

کہنے لگے: ابا جی! یقین جانیے، ہم دوڑنے کا مقابلہ کرنے چلے گئے تھے، اور ہم نے یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا، اتنے میں ایک بھیڑیا اسے کھا گیا۔ اور آپ ہماری بات کا یقین نہیں کریں گے، چاہے ہم کتنے ہی سچے ہوں۔

فائدہ 209 — 1

آنکھ آنکھ سے حیا کرتی ہے۔ علامہ جزائریؒ نے فرمایا: "کہ برادرانِ یوسفؑ عذر پیش کرنے کے لیے رات کو آئے دن کو نہیں۔ اس لیے کہ آنکھ آنکھ سے حیا کرتی ہے"۔[1] اور امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ وہ اندھیرے میں ہوں اور ان کا عذر قبول کریں۔[2] کہا جاتا ہے اپنی حاجت رات کو طلب نہ کیا کریں کیونکہ حیا آنکھوں میں ہوتی ہے۔[3]

فائدہ 210 — 2

یہ آیت کریمہ اس بات پر دلیل ہے کہ کسی شخص کا رونا اس کی بات کی سچائی پر دلالت نہیں کرتا۔ ممکن ہے

---

1 أيسر التفاسير.20

2 الكبير.

3 نظم الدرر: ٤/١٧.

کہ اس کا رونا بناوٹی ہو۔[1] اعمشؒ نے خوب فرمایا کہ: "برادرانِ یوسف کا گریہ اور بکاء سننے کے بعد ہم کسی شخص کو محض چشم اشکبار سے سچا نہیں سمجھ سکتے۔[2]

فائدہ 3 (211)

آدمی میں جو طبیعت رکھی گئی ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ جب اپنی مراد پوری کرنی ہو تو بہت نرم بن جاتی ہے۔ اور رونے کو چاہو تو رونا آجاتا ہے۔[3]

فائدہ 4 (212)

جس کا مقدمہ کمزور ہوگا اسی کی آواز بلند ہوگی اور جس کے پاس کوئی ٹھوس دلیل ہوگی وہ تحمل کے ساتھ بات کرے گا۔ وہ رونے کو بہانہ بنا کر آئے ان کا یہ رونا سچ کا رونا نہیں تھا۔[4]

فائدہ 5 (213)

رونا کبھی کبھی بناوٹی بھی ہوتا ہے۔ حافظ ابن قیمؒ نے رونے کی دس قسمیں ذکر کی ہیں۔

١): رحم و شفقت کی وجہ سے رونا۔

٢): ڈر کی وجہ سے رونا۔

٣): محبوب کی جدائی پر رونا۔

٤): خوشی کی وجہ سے رونا۔

٥): سخت بیماری کی وجہ سے رونا۔

---

1 القرطبی: ٩/٤٥.

2 تفسیر عثمانی: ٧٢٥.

3 مواهب الرحمن: ٨١/١٧٥.

4 سورہ یوسف کے 101 فوائد: ١٢١.

٦): سخت غم کی وجہ سے رونا۔

٧): بزدلی کی وجہ سے رونا۔

٨): نفاق اور ریاکاری کے طور پر رونا۔

٩): اجرت کے لیے رونا: جیسا کہ نوحہ خواں عورت ہوتی ہے۔ زاد المعاد: ١٨٤.

١٠): کسی کے ساتھ موافقت کی وجہ سے رونا۔

فائدہ 214 6

جرائم کا ارتکاب غالبا رات اور اندھیرے میں کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس وقت میں چھپنا اور بھاگنا آسان ہوتا ہے۔[1]

فائدہ 215 7

ہر رونے والے کی تصدیق نہیں کی جاتی ہے۔ قاضی شریحؒ کے پاس روتی ہوئی ایک خاتون آئی، بہت رو رہی تھی کسی نے کہا آپ اس کے رونے کو نہیں دیکھ رہے، تو فرمایا کہ "برادران یوسفؑ اپنے باپ کے پاس رات کو روتے ہوئے آئے تھے حالانکہ جھوٹے اور ظالم تھے۔ کسی کے لیے مناسب نہیں کہ فیصلہ کریں مگر حق کے ساتھ"۔[2]

فائدہ 216 8

مکر (دھوکہ اور فریب) کبھی عملا ہوتا ہے، اور کبھی قولا ہوتا ہے۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ "پہلی آیت میں مکر فعلی کا اور دوسری آیت میں مکر قولی کا ذکر ہے"۔[3]

---

1 الجامع للاحکام القرآن: ٩/١٤٤.

2 إتحاف الإلف: ٢٠٢.

3 درسی تفسیر: ٣٢٥.

فائدہ 9 (217)

ایک جرم کو نبھانے کے لیے دوسرے جرائم تک فطرتِ بشری مجرم کو ناگزیر طور پر لے جاتی ہے۔[1]

فائدہ 10 (218)

اس آیت میں دوڑ کی مشق یا تیر اندازی کی مشق کرنے کے مشروع ہونے کی دلیل ہے۔ مسابقہ شریعت میں جائز ہے اور یہ آپ ﷺ نے بذات خود گھوڑوں کے ذریعے کروایا ہے۔[2]

فائدہ 11 (219)

جھوٹ کے بطلان پر کوئی نہ کوئی دلیل ہوتی ہے۔ علامہ بقاعیؒ نے فرمایا "کہ جب ان کو پتہ تھا کہ حضرت یعقوبؑ اپنے نورِ قلبی، فراست اور ان کے مشکوک ہونے کی وجہ سے ہماری بات کی تصدیق نہیں کرے گا۔ اس لیے انہوں نے اپنے کلام کو تاکید کے ساتھ بیان کیا۔[3]

فائدہ 12 (220)

آیت کریمہ میں نور قلبی اور ذکاوت و دانائی کی قوت کی وجہ سے صحت فراست کی دلیل ہے۔[4]

فائدہ 13 (221)

جو شبہات کے راستوں میں داخل ہوا متّہم ہوگا۔ حافظ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ "برادران یوسفؑ نے اپنے باپ سے کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ آپ ہماری تصدیق نہیں کریں گے۔ حال تو یہ ہے کہ اگر ہم آپ کے ہاں سچے ہوتے حالانکہ آپ ہمیں متہم سمجھتے ہیں لہذا آپ ہم کو جھٹلانے میں معذور ہیں۔[5]

---

1 تفسیر ماجدی: ۱۲۶۶.

2 إتحاف الإلف: ۲۰۵.

3 نظم الدّرر: ۴/۱۱۷۔

4 نظم الدّرر: ۴/۱۷.

5 مختصر ابن کثیر: ۲/۲۴۳.

فائدہ 14 (222)

مجرم کے دعوی میں تناقض اور تعارض ہوتا ہے۔ جیسا کہ برادرانِ یوسفؑ حضرت یوسفؑ کو کھانے، پینے اور کھیل کود کے لیے لے گئے تھے، اور حفاظت کا بھی کہا تھا لیکن حضرت یوسفؑ کو انہوں نے چوکیداری کے لیے رکھا۔ لہذا انہوں نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ اس وجہ سے ان کے قول میں تناقض آگیا۔[1]

فائدہ 15 (223)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ سفر میں اپنے سامان کی حفاظت کرنی چاہیے۔[2]

فائدہ 16 (224)

سچے دعاوی کی بنیاد واضح دلائل پر ہوتی ہے۔ علامہ سمعانیؒ فرماتے ہیں کہ "وَمَآ أَنتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ" کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ آپ ہماری تصدیق نہیں کرتے کیونکہ ہمارے پاس ہماری سچائی پر کوئی دلیل نہیں اگرچہ ہم اللہ کے ہاں سچے ہیں۔[3]

فائدہ 17 (225)

جھوٹ بولنے والے کی علامت میں سے ایک علامت یہ بھی ہوتی ہے کہ اپنی بات کو موکد کر کے پیش کرتا ہے۔ جیسا کہ آیت کریمہ میں برادرانِ یوسف اپنی بات کو "وَمَآ أَنتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ" تاکیدات کے ساتھ پیش کیا حالانکہ ابھی تک حضرت یعقوبؑ نے جواب بھی نہیں دیا تھا۔[4]

فائدہ 18 (226)

"فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ" یعنی کھیل میں ہم سے غفلت ہوگئی، اس سبب سے اس کو بھیڑیا کھا گیا۔ جو لوگ عبرت

---

1 إتحاف الإلف: ٢٤١.

2 الجواهر المفيده.

3 إتحاف الإلف: ٢٤١.

4 حكمة القرآن: ٦/٥١٣.

حاصل کرتے ہیں انہوں نے یہاں دیکھا کہ آدمی اگر اپنے دل کو یاد الٰہی سے غفلت میں ڈال دے تو دشمن جان سے بڑھ کر دشمن شیطان اس کو مردہ کر دیتا ہے۔[1]

فائدہ 227 19

کوئی بھی کام ہو اس کے اہل کو سپرد کرنا چاہیے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ "اگر برادرانِ یوسفؑ کا دعوی (کہ ہم نے یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑا) صحیح ہوتا تو حضرت یوسفؑ اس کی حفاظت کرتے۔ لیکن ان کا دعوی کمزور تھا۔ اس لیے وہ جھوٹے تھے۔ وہ اپنی ذات کا دفاع نہیں کر سکتے چہ جائیکہ ان کے سامان کی حفاظت کرتے لہذا ان کا یہ قول "فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ" ان کے خلاف حجت ہے۔[2]

مکر فعلی دوم (خون آلود قمیص پیش کرنا)

وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

اور وہ یوسف کی قمیص پر جھوٹ موٹ کا خون بھی لگا کر لے آئے۔ ان کے والد نے کہا: (حقیقت یہ نہیں ہے) بلکہ تمہارے دلوں نے اپنی طرف سے ایک بات بنالی ہے۔ اب تو میرے لیے صبر ہی بہتر ہے۔ اور جو باتیں تم بنا رہے ہو، ان پر اللہ ہی کی مدد درکار ہے۔

1 مواهب الرحمن: ۸/۱۷٦.

2 إتحاف الإلف: ۲٤۲.

فائدہ 228 1

جس نے کسی چیز کو اس کے وقت سے پہلے طلب کیا، اس چیز سے وہ محروم کیا جائے گا۔[1]

فائدہ 229 2

صبر کرنا اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے ہی ہوتا ہے۔ علامہ بغویؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "تم نے جو جھوٹ بولا ہے اس پر میں صبر کرنے میں اللہ سے مدد مانگوں گا۔[2]

فائدہ 230 3

صبرِ جمیل وہ ہوتا ہے جس میں کوئی شکوہ و شکایت نہ ہو۔[3]

فائدہ 231 4

محرکاتِ نفسانیہ جزع فزع کے اظہار کے متقاضی ہوتے ہیں اور یہ قوی ہوتے ہیں۔ امام رازیؒ مذکورۃ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "دواعی نفسانیہ اظہار جزع کو متقاضی ہیں۔ جو کہ قوی ہیں جبکہ روحانی دواعی صبر اور رضا بالقدر کو متقاضی ہیں"۔ گویا کہ دونوں کی آپس میں لڑائی ہوتی ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی مدد نہ ہو تو دواعی نفسانیہ پر غلبہ نہیں ہو سکتا۔[4]

فائدہ 232 5

نفس شر پر اکساتا ہے، اور شر کو مزین کر کے دکھاتا ہے، یہاں تک کہ بڑے بڑے کام آسان کراتا ہے۔[5]

---

1 إتحاف الإلف: ٢٤٤.

2 مختصر معالم التنزيل: ١/٤٣٤.

3 زاد الميسر: ٤/١٩٣.

4 محاسن التأويل: ٦/٢٠٥.

5 إتحاف الإلف: ٢٤٧.

فائدہ 6 (233)

اگر کوئی شخص کسی کام پر راضی نہ ہو تو اس کو اعتراض کرنا جائز ہے، اگرچہ گمان کی بناء پر ہو۔[1]

فائدہ 7 (234)

انبیاء کرام علیہم السلام ہادی ہوتے ہیں، نہ کہ مغرور اور بے رحم۔ خیر کے رہنما ہوتے ہیں، نہ کہ زہر کرنے والے۔[2]

فائدہ 8 (235)

بنی اسرائیل حیلہ باز اور دھوکے باز قوم ہے۔[3]

فائدہ 9 (236)

خیر کا منتفی ہونا فسادِ فطرت کی دلیل ہے۔ بعض علماءؒ فرماتے ہیں کہ جس کی فطرت بگڑ جائے یہاں تک اس میں اپنے باپ اور بھائی کے لیے خیر باقی نہ رہے، تو اس شخص سے دور کے لوگوں کے لیے خیر کی امید نہیں رکھی جاسکتی۔[4]

فائدہ 10 (237)

مسلمان جب کسی گناہ میں پڑ جاتا ہے، تو وہ اپنے لیے کوئی بہانہ تلاش کرتا ہے، جس کی وجہ سے اپنے نفس کو راحت پہنچاتا ہے۔[5]

---

1 إتحاف الألف: ٢٤٨.

2 إتحاف الألف: ٢٤٨.

3 إتحاف الألف: ٢٥٠.

4 سورہ یوسف کے 101 فوائد: ١/٣٩٧.

5 إتحاف الألف: ٢٥٢.

238 فائدہ 11

سچا اور بیدار دل والا مومن فاجر لوگوں کے جھوٹ اور تہمت لگانے والوں کی باتوں کو سننے سے دھوکہ نہیں کھاتا۔[1]

239 فائدہ 12

مومن پر جب مصائب آپڑتے ہیں، تو وہ ان کا مقابلہ ایک عظیم الشان اسلحہ کے ذریعے کرتا ہے، اور وہ ہے صبر جمیل۔[2]

240 فائدہ 13

مومن جانتا ہے کہ مصیبت اللہ تعالی کی طرف سے آتی ہے، لہذا وہ اس پر راضی رہتا ہے اور اس کو اللہ کے سپرد کر دیتا ہے۔[3]

241 فائدہ 14

اللہ تعالی پر ایمان رکھنے کا اثر انسانی نفس پر پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت یعقوبؑ کا اپنی اولاد کو صبر کی طرف متوجہ کرنا اور اللہ کے لطف و کرم پر ایمان رکھنا اللہ پر اعتماد اور یقین کی وجہ سے تھا۔[4]

242 فائدہ 15

جرام کے دلائل ہمیشہ کمزور ہوا کرتے ہیں۔ علامہ عبدالحمید کیلؒ فرماتے ہیں کہ "برادرانِ یوسفؑ نے اپنی سچائی پر باپ کے سامنے دلائل پیش کئے۔ یعنی رونا اور خون آلود قمیض پیش کرنا۔ اور دونوں کمزور تھے جیسا کہ

---

1 دروس مستفادہ من سورۃ یوسف: ١٩.

2 دروس مستفادہ من سورہ یوسف: ١٦.

3 المجالسة و جواهر العلم: ٤/٣٢٣.

4 إتحاف الألف: ٢٥٣.

ظاہر ہے۔[1]

فائدہ 16 — 243

غور و فکر اور بار بار سوچنے والے کے سامنے مجرم کے دلائل ہمیشہ کے لیے اس کے خلاف ہوتے ہیں۔ صاحب منارؒ نے لکھا ہے کہ برادرانِ یوسفؑ نے حضرت یوسفؑ کی قمیض کو ان کے خون کے علاوہ دوسرے خون سے آلودہ کر کے دعوی کرنے لگے کہ یہ حضرت یوسفؑ کا خون ہے تاکہ ان کی سچائی پر گواہی دے۔ تو ان کے جھوٹ پر دلیل تھی لہذا کلمہ "دم" کو نکرہ لایا اور ان کے مذکورہ دعوی کو جھوٹ میں ظاہر ہونے میں مبالغہ پیدا کرنے کے لیے "دم" کو اسم "کذب" ساتھ موصوف کیا یہاں تک وہ بعینہ جھوٹ نکلا۔[2]

فائدہ 17 — 244

کسی مقصد اور مراد کو پہچاننے میں اقتصار سے کام لینا سب سے مختصر ترین طریقہ ہے۔ جیسا کہ حضرت یعقوبؑ نے اختیار کیا تھا ورنہ وہ اس بات پر قادر تھے کہ وہ مطالبہ کرتے کہ عادت یہ نہیں ہو سکتی کہ بھیڑیا انسان کو پورا کا پورا کھالے۔ لہذا اس کی تحقیق کرنے سے شرور کا دروازہ کھلنے کے ڈر سے چھوڑ دیا۔[3]

فائدہ 18 — 245

دعوی کرنے والا واقعات کو بڑا بناتا ہے اور امور کو الٹ پلٹ کر کے پیش کرتا ہے تاکہ لوگ اس کی تصدیق کریں۔[4]

فائدہ 19 — 246

مصائب پر صبر کرنا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنن میں سے ہے۔[5]

---

1 إتحاف الإلف: ٢٥٦.
2 تفسير المنار: ١٢/٢٦٧.
3 إتحاف الإلف: ٢٥٩.
4 إتحاف الإلف: ٢٥٩.
5 إتحاف الإلف: ٢٥٩.

فائدہ 247 20

حضرت یعقوبؑ کے اس قول "وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ" میں شرک فی الاستعانة فی المصائب پر رد ہے۔[1]

فائدہ 248 21

صبر جمیل وہ ہے جس میں شکوہ شکایت نہ ہو یعنی یہ جانتا ہو کہ اس مصیبت کا نازل کرنے والا اللہ ہی ہے، پھر یہ بھی جانتا ہو کہ وہی اللہ مالک الملوک ہے اور مالک جب اپنے مملوک کی کسی چیز میں تصرف کرتا ہے تو کسی کو اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے، اور صبر تب تک صبرِ جمیل نہیں ہو سکتا جب تک اللہ کی قضا اور تقدیر پر راضی نہ ہو۔[2]

فائدہ 249 22

شیطان انسان کو مکر و فریب سے سکھاتا تو ہے لیکن ناقص تاکہ وہ اس میں پھنس جائے۔ جیسا کہ یہاں برادرانِ یوسفؑ نے قمیص پر خون تو لگا دیا، لیکن قمیص کو صحیح سالم چھوڑا، جس میں پھٹن کے کوئی آثار نہیں تھے۔[3]

فائدہ 250 23

وسوسہ کبھی شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور کبھی نفس کی طرف سے، یہی وجہ ہے کہ حضرت یعقوبؑ نے تسویل کی نسبت ان کے نفوس کی طرف کی۔[4]

فائدہ 251 24

آیت کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ صبر کرنا بہت مشکل کام ہے۔ اس لیے اس میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی جاتی

---

1 احسن الکلام۔
2 التفسیر المنیر: ۱۲/۲۲۷۔
3 حکمة القرآن: ٦/٥١٤۔
4 حکمة القرآن: ٦/٥١٤۔

ہے۔[1]

252 فائدہ 25

فریب و مکر اہلِ ایمان اور نورِ فراست والوں پر پوشیدہ نہیں ہوتا۔[2]

253 فائدہ 26

سچ ہے "ورد ع گورا حافظہ نہ باشد" (یعنی جھوٹ بولنے والے کا حافظہ نہیں ہوتا) خون کے چھینٹے تو دیے مگر یہ خیال نہ رہا کہ قمیص کو بے ترتیبی سے نوچ کر اور پھاڑ کر پیش کرتے۔[3]

254 فائدہ 27

اس آیت کریمہ میں فقہائے کرام نے استدلال کیا ہے کہ مسائلِ فقہ میں علامات پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ جیسے قسامت وغیرہ میں اس لیے کہ حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو جھوٹا ہونے پر اس سے استدلال کیا کہ قمیص بالکل صحیح سالم تھی کہیں سے اس میں پھٹن نہیں تھی۔[4]

255 فائدہ 28

آیت مبارکہ سے صبر جمیل کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔[5]

256 فائدہ 29

بڑی سے بڑی مصیبت کے وقت بھی اگر ذہن میں اس کا استحضار رہے کہ یہ ابتلاء حضرتِ حق کی طرف سے ہے جو ہر طرح حکیم بھی ہیں، اور ہر طرح رحیم و شفیق بھی، تو ظاہر ہے کہ انتہائی رنج طبعی کے ساتھ یہ

---

1 حكمة القرآن: ٦/٥١٤.

2 مواهب الرحمن: ٨/١٨٨.

3 تفسير عثماني: ٧٢٥.

4 الهامش على ايسر: ٢/٦٠٠.

5 أيسر التفاسير: ٢/٦٠٠.

تسکینِ عقلی بھی ضرور شامل رہے گی کہ بہرحال ہماری ہی ہر طرح کی مصلحتیں اس سے وابستہ ہیں اور اسی کا نام صبر جمیل ہے۔[1]

فائدہ 257 30

آیت کریمہ کے آخری جملے "وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ" میں ایک بڑا نقطہ ہے جب بندے کو کوئی پریشانی اور مصیبت آئے تو اس کو چاہیئے کہ وہ اس مصیبت میں مخلوق کے پیچھے بھاگنے کے بجائے اپنے اللہ کی طرف رجوع کرے۔[2]

اہل قافلہ کا حضرت یوسفؑ کو کنویں سے نکالنا

وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَىٰ دَلْوَهُ ۖ قَالَ يَا بُشْرَىٰ هَٰذَا غُلَامٌ ۚ وَأَسَرُّوهُ
بِضَاعَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾
اور (دوسری طرف جس جگہ انہوں نے یوسف کو کنویں میں ڈالا تھا، وہاں) ایک قافلہ آیا۔ قافلے کے
لوگوں نے ایک آدمی پانی لانے کے لیے بھیجا، اور اس نے اپنا ڈول (کنویں میں) ڈالا تو (وہاں یوسفؑ کو
دیکھ کر) پکار اٹھا: لو خوشخبری سنو! یہ تو ایک لڑکا ہے۔ اور قافلے والوں نے انہیں ایک تجارت کا مال سمجھ
کر چھپا لیا، اور جو کچھ وہ کر رہے تھے، اللہ کو اس کا پورا علم تھا۔

1 تفسیر ماجدی: ١٦٢٤.

2 سورہ یوسف کے 101 فوائد: ١٤٠.

فائدہ 1 (258)

خوشی کے موقع پر خوش ہونا اور اس کا اعلان کرنا جائز ہے۔[1]

فائدہ 2 (259)

کسی کام (خواہ دینی ہو یا دنیاوی) کے لیے احتیاط کرنا جائز ہے۔ (جیسا کہ "وَأَسَرُّوهُ بِضَاعَةً" سے ظاہر ہوتا ہے)۔[2]

فائدہ 3 (260)

آیت سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ قیمتی اشیاء کو ان کا مالک چھپاتا ہے۔[3]

فائدہ 4 (261)

جملہ "وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ" میں آپ ﷺ کو تسلی ہے ان تمام تکالیف سے جو کفار سے آپ کو پہنچتی رہی۔[4]

فائدہ 5 (262)

آیت کا آخری جملہ اس بات پر دلیل ہے کہ اللہ تعالی نے باعتبارِ علم اور قدرت کے ہر عمل کا احاطہ کیا ہوا ہے۔[5]

---

1 البحر المحيط: ٦/٢٥٢.
2 أيسر التفاسير: ٢/٢٠٣.
3 إتحاف الإلف: ٣٦٢.
4 إتحاف الإلف: ٣٦٣.
5 نظم الدرر: ٤/١٩.

فائدہ 263 — 6

جب اللہ تعالی انسان کے ساتھ ہو جاتا ہے تو عادت کے خلاف دریا کی گہرائیوں سے نکل کر آسمان کے منازل تک پہنچ جاتا ہے۔[1]

فائدہ 264 — 7

آیت کریمہ کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ "کبھی کبھی راحت اس جگہ سے ملتی ہے جہاں سے گمان بھی نہیں کیا جاتا، اور جہاں سے مصیبت اور تنگی کے انتظار میں ہو"۔[2]

فائدہ 265 — 8

آیت سے یہ فائدہ بھی نکلتا ہے کہ جو کسی چیز کے طلب میں نکلتا ہے تو کبھی کبھی اس کو ایسی چیز ملتی ہے جو اس کے خیال و خاطر میں نہ ہو۔[3]

فائدہ 266 — 9

ایک قوم کی مصیبت دوسری قوم کے لیے فائدہ بھی بن سکتی ہے۔ جیسا کہ ساقی کو حضرت یوسفؑ ملنے پر خوشی اور فائدہ ہے جبکہ ان کے باپ کے لیے حضرت کا فقدان مصیبت تھا۔[4]

فائدہ 267 — 10

معلوم ہوا کہ حضرت یعقوبؑ غیب دان نہ تھے، لخت جگر چند میلوں کے فاصلے پر ایک کنویں میں پڑا ہے

---

1 مؤتمر تفسیر سورہ یوسف: ١/٢٥٤.
2 محاسن التأویل: ٦/٢٠٧.
3 تبصیر الرحمن.
4 إتحاف الإلف: ٢٦٣.

مگر اس کا ان کو علم نہیں۔[1]

تھوڑی قیمت پر یوسفؑ کی فروختگی

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ ۚ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ﴿٢٠﴾

اور (پھر) انہوں نے یوسف کو بہت کم قیمت میں بیچ دیا جو گنتی کے چند درہموں کی شکل میں تھی، اور ان کو یوسف سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

فائدہ 1 (268)

آیت کریمہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ کلمہ "شراء" کا اطلاق "بیع" پر ہو سکتا ہے۔[2]

فائدہ 2 (269)

عدد کا ذکر قلت کی دلیل ہوا کرتی ہے۔[3]

فائدہ 3 (270)

مفسر قرطبیؒ نے لکھا ہے کہ "اس آیت میں اس بات پر واضح دلیل ہے کہ متہم بالشان قیمتی چیز کو تھوڑی قیمت سے فروخت کرنا جائز ہے اور بیع لازم ہوگی۔[4]

---

1 جواهر القرآن: ٢/٥٢٤.

2 أيسر التفاسير: ٢/٦٠٣.

3 إتحاف الإلف: ٣٦٥.

4 الجامع لأحكام القرآن: ٩/١٥٧.

فائدہ 4 (271)

غلاموں کا بیچنا اسلام سے پہلے تمام امتوں کے ہاں ایک پرانا طریقہ چلا آرہا ہے۔[1]

فائدہ 5 (272)

آزاد آدمی کے بیچنے کی رقم حرام ہوتی ہے اگرچہ غیر معمولی ہو اس لیے کہ حریت کا اندازہ ثمن (پیسوں) میں نہیں لگایا جاتا۔[2]

فائدہ 6 (273)

جس چیز سے انسان بے رغبت ہو جاتا ہے، تو اس کو ناقص ترین قیمت پر بیچ دیتا ہے۔[3]

فائدہ 7 (274)

جو چیز لقطہ کے طور پر ملے اس کو حقیر اور معمولی سمجھا جاتا ہے اگرچہ وہ چیز قیمتی کیوں نہ ہو۔[4]

فائدہ 8 (275)

چور لوگ قیمتی چیز کو کم قیمت میں بیچ دیا کرتے ہیں جیسا کہ قافلہ والوں نے (ایک قول کے مطابق) حضرت یوسف تھوڑی قیمت میں بیچ دیا۔[5]

فائدہ 9 (276)

کبھی عالی مرتبہ قیمتی چیز کو بعض ایسے امور عارض ہوتے ہیں جن کی وجہ سے حقیر بن جاتی ہے۔ علامہ ابن عادلؒ نے لکھا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے مذکورہ ثمن کو تین اوصاف کے ساتھ بیان کیا ہے:

---

1 إتحاف الإلف: ٢٦٦.
2 إتحاف الإلف: ٢٦٩.
3 إتحاف الإلف: ٢٦٩.
4 إتحاف الإلف: ٢٦٩.
5 حكمة القرآن: ٦/٥١٧.

۱): ناقص ہونا۔ ۲): چند گنی ہونا۔ ۳): بیچنے والوں کا بے رغبت ہونا"۔

تو یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان امور نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے ہاں حقیر بنا دیا۔[1]

فائدہ 277 10

بعض علماء کے قول کے مطابق برادرانِ یوسفؑ نے قافلہ والوں کے سامنے حضرت یوسفؑ کو اپنا غلام بیان کیا اس پر وہ خاموش رہے حالانکہ حر "(آزاد) کی بیع جائز نہیں۔ اس سے مسئلہ یہ نکلتا ہے کہ خوف ضرر سے امر منکر سے انکار نہ کرنا اور اس پر سکوت کرنا منافی کمال نہیں ہے۔[2]

فائدہ 278 11

قافلے والوں نے حضرت یوسفؑ کو چند کھوٹے سکوں کے بدلے بیچ دیا۔ حضرات مفسرین فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ سمجھانا چاہتے ہیں کہ حسن ظاہر کی قیمت ہمارے نزدیک چند کھوٹے سکوں کے سوا کچھ نہیں۔[3]

مصری زندگی کا آغاز بمع اعزاز

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ لِامْرَأَتِهِ أَكْرِمِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا ۚ وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۚ وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢١﴾

اور مصر کے جس آدمی نے انہیں خریدا، اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ: اس کو عزت سے رکھنا۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ ہمیں فائدہ پہنچائے گا، یا پھر ہم اسے بیٹا بنالیں گے، اس طرح ہم نے اس سرزمین میں یوسف کے قدم جمائے تاکہ انہیں باتوں کا صحیح مطلب نکالنا سکھائیں، اور اللہ کو اپنے کام پر پورا اقابو حاصل ہے،

1 اللباب فی علوم الکتاب: ۱۱/۵۰،۵۱۔
2 تفسیر ماجدی: ۱۶۲۶۔
3 سورہ یوسف کے 101 فوائد: ۱۵۱۔

لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

فائدہ 279 — 1

اگر کسی نے خرید و فروخت کی یا کسی سے خدمت لی یا کسی چیز کو استعمال میں لایا اور اس کو پتہ نہیں کہ یہ غیر شرعی ہے تو اس پر گناہ نہیں ہے۔[1]

فائدہ 280 — 2

قرآنی قصص میں مقصود عبرتیں اور نصیحتیں ہوا کرتی ہیں، نہ کہ ناموں اور مقامات کا تذکرہ۔ صاحب مینارؒ نے لکھا ہے کہ "قرآن نے حضرت یوسف کو خریدنے والے کا نام لیا ہے نہ کہ اس کا منصب کو بیان کیا ہے، اور نہ اس کی بیوی کا نام ذکر کیا ہے کیونکہ قرآن پاک حوادث (قصص) اور تاریخ کی کتاب نہیں ہے، بلکہ قرآن کے قصوں میں مقصود عبر، حکمتیں، وعظ و نصیحت اور تہذیب الأخلاق ہوتا ہے۔[2]

فائدہ 281 — 3

اولاد اللہ جل شانہ کی ایک نعمت ہوتی ہے، لہذا ان کی دیکھ بھال کرنا ضروری ہے جیسا کہ آیت کریمہ اس پر دلالت کرتی ہے۔[3]

فائدہ 282 — 4

شریعت محمدی ﷺ سے پہلے شریعتوں میں منہ بولا بیٹا بنانا جائز تھا، اسلام نے اس کو منسوخ کر دیا۔[4]

فائدہ 283 — 5

أوامر اور نواہی کی حکمت کو بیان کرنے سے مخاطب کا یقین اور انشراح صدری بڑھ جاتا ہے۔ بعض

---

1 إتحاف الإلف: ۲۷۹.

2 تفسیر المنار: ۱۲/۲۷۲.

3 إتحاف الإلف: ۲۷۹.

4 إتحاف الإلف: ۲۸۱.

علماءؒ فرماتے ہیں کہ "عزیز مصر نے بیوی کو وصیت کرتے ہوئے اس کی حکمت اور علت بھی بیان کی تاکہ اس حکم کو ماننے کے دواعی کو حرکت میں لائے" اور یہی قرآن کا منہج ہے کہ جب بھی اللہ تعالی ہمیں کوئی حکم دیتا ہے، تو اس کی حکمت بھی بیان فرماتا ہے۔[1]

فائدہ 284 6

جب گھر والے گھر کی قیادت عورت کے حوالے کر دیتے ہیں، تو خطرناک مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے۔[2]

فائدہ 285 7

خوابوں کی تعبیر کا علم اور معرفت اس شخص کی شرافت اور اکرام ہوتا ہے جس کو اللہ تعالی یہ علم عطا فرمائے۔[3]

فائدہ 286 8

جو اللہ تعالی پر غالب آنا چاہے گا، مغلوب ہو کر رہے گا۔ اور کسی میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اللہ کے حکم اور امر کو رد کر سکے۔[4]

فائدہ 287 9

زمین میں تمکین یعنی اقتدار سے پہلے دلوں [illegible] ن ہوتی ہے۔ ابن عاشورؒ نے فرمایا کہ "زمین میں تمکین سے مراد یہاں اس کی ابتدا ہے"۔ جیسا کہ یہا [illegible] ف کا عزیز مصر کا مکمل توجہ بننا ان کیلئے زمین میں کامل طریقے پر اقتدار کا ایک راستہ بنا۔[5]

---

1 إتحاف الألف: ٢٨٣.

2 إتحاف الألف: ٢٨٣.

3 أيسر التفاسير: ٢/٦٠٣.

4 مختصر تفسير البغوي: ١/٤٣٥.

5 التحرير والتنوير: ١٢/٢٤٧.

288 فائدہ 10

آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ مہمان کا اکرام کرنا چاہیے۔[1]

289 فائدہ 11

علمِ فراست کسبی چیز نہیں ہے، بلکہ وہبی چیز ہے۔ جیسا کہ عزیز مصر نے اپنی بیوی کو حضرت یوسفؑ کے بارہ میں بتایا "اَكْرِمِي مَثْوٰهُ"۔[2]

290 فائدہ 12

اچھا پاکیزہ ماحول فطرتِ سلیمہ کی تکمیل کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ صاحب مینارؒ نے لکھا ہے کہ "عزیز مصر ایک ذکی اور اچھی فراست کا مالک تھا اس نے حضرت یوسفؑ کی حسنِ صورت و سیرت اور ذکاوت و اچھے اخلاق سے یہ سمجھ لیا کہ اس کے لیے اچھا معاشرہ اور ماحول اور اچھی تربیت اس کی اچھی فطری استعداد کے لیے بہترین تکمیل کا ذریعہ بن سکتی ہے، اس لیے کہ ہوشیار اور ذہین لوگوں کے اخلاق کو برا ماحول اور بری رہنمائی تباہ کر دیتی ہے"۔[3]

291 فائدہ 13

علم کی دو قسمیں ہیں:

۱): علم وہبی (علم لدنی) جو محض اللہ کے فضل و کرم سے حاصل ہوتا ہے جس کا سبب بندے کا اخلاص اور تقوی ہوتا ہے۔

۲): علم کسبی: یہ وہ علم ہوتا ہے جو کوشش اور محنت اور شب بیداری سے حاصل ہوتا

---

1 إتحاف الإلف: ۲۸۸.

2 إتحاف الإلف: ۲۸۹.

3 تفسیر المنار: ۷۲ :

ہے۔[1]

فائدہ 14 (292)

اکثر لوگ جانتے ہی نہیں کہ تمام امور اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ اور قدرت میں ہوتے ہیں جیسا کہ آیت کے آخر سے بالکل واضح ہے۔[2]

فائدہ 15 (293)

جب انسان کے پاس دین نہ ہو جس کے ذریعے وہ اپنے اعمال کسی راہ پر ڈالنے میں اور اپنے مقاصد کے متعین کرنے میں رہنمائی حاصل کرے، تو اللہ تعالیٰ کی رضا والے راستے کو چھوڑ کر مالی منافع کے راستے پر چل پڑتا ہے۔[3]

فائدہ 16 (294)

ہر وہ مومن جو آزمائش اور مصائب میں پڑ جاتا ہے، اور وہ اللہ سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے اللہ کے لیے صبر کرتا ہے، اور اپنا کام اللہ کے سپرد کر دیتا ہے اور اللہ سے مدد طلب کرتا ہے اسی یقین کے ساتھ کہ اللہ اس کی اور کمزور دل کی مدد کرتا ہے۔ تو یہ بات لازمی ہے کہ اللہ اس پر کشادگی لائے گا اور اچھے جان کے ساتھ کامیاب ہوگا، اور اس کو اللہ زمین میں تمکین دے گا اور اس کی ذلت کو عزت اور خوف کو امن میں تبدیل کر دے گا۔[4]

فائدہ 17 (295)

اللہ جل شانہ کی قدرت واقع ہو کر رہتی ہے اگر اللہ کسی چیز کے وقوع کا ارادہ فرماتا ہے، تو اس کے سامنے

---

1 إتحاف الإلف: ۲۹۰.

2 إتحاف الإلف: ۲۹۱.

3 إتحاف الإلف: ۲۹۱.

4 دروس مستفادہ من سورہ یوسف: ۱۸.

کوئی رکاوٹ نہیں آسکتی۔ اللہ وہی ذات ہے جو حالات کو برابر کر دیتا ہے تاکہ پائے ثبوت تک وہ امر پہنچ جائے جس کا اللہ نے ارادہ کیا ہے۔[1]

فائدہ 296 18

ایک ملک یا علاقے سے دوسرے ایسے ملک یا علاقے کی طرف سفر کرنا جو مرتبہ اور حیثیت سے بڑا ہو علم کی زیادتی اور علم کے مادے کی بڑھوتری کا ذریعہ بنتا ہے۔[2]

فائدہ 297 19

یہ بات نہایت ضروری ہے کہ زندگی میں کسی بات پر اتفاق کی بنیاد حقائق پر ہونی چاہیے نہ کہ اوہام پر اور اسی تدبیر و انتظام پر ہو جس کا واقعہ سے کوئی تعلق ہو۔ یہی کام برادران یوسفؑ کے ساتھ پیش آیا۔[3]

فائدہ 298 20

اللہ کا یہ قول "وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ" اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی متصرف نہیں۔[4]

فائدہ 299 21

اللہ تعالی کے علاوہ کوئی علم غیب نہیں جانتا، اس پر دلیل اللہ کا یہ قول "وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ" ہے۔[5]

---

1 دروس مستفادہ من سورہ یوسف: ۱۸۔
2 إتحاف الإلف: ۲۹۲۔
3 إتحاف الإلف: ۲۹۳۔
4 الجواهر المفيده۔
5 أحسن الكلام۔

فائدہ 300 — 22

"وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ" سے یہ سبق ملتا ہے کہ جو امور عقل انسانی کو متبعد معلوم ہوتے ہیں اللہ ان کا سامان بھی خفی اور لطیف طریقوں سے کر دیتا ہے۔[1]

حضرت یوسفؑ کے کمال حکمت و علم کا بیان

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٢٢﴾
اور جب یوسف اپنی بھرپور جوانی کو پہنچے تو ہم نے انہیں حکمت اور علم عطا کیا، اور جو لوگ نیک کام کرتے
ہیں ان کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

فائدہ 301 — 1

احسان کا بدلہ احسان ہی ہوتا ہے، یا نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہوتی ہے۔ جیسا کہ آیت مبارکہ سے ظاہر ہے اور احسان کے تین ارکان ہیں:

۱): صحیح ایمان۔ ۲: صحیح اعمال۔ ۳): آداب اور اخلاق کا فاضلہ۔[2]

فائدہ 302 — 2

اچھا بدلہ اچھے ارادے اور عمل کے ساتھ مشروط ہے۔ علامہ شوکانیؒ "وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "پس ہر وہ شخص جو اپنے عمل میں احسان اختیار کر لیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو اچھا بدلہ دیتا

---

1 تفسیر ماجدی: ۱۶۲۷

2 سورہ یوسف دراسة تحلیلیة: ۳۳۶.

ہے"۔[1]

فائدہ 3 (303)

آیت کریمہ میں مذکور بدلہ ہر احسان کرنے والے مومن کو عام ہے، تو بندے کے احسان کی بقدر اللہ تعالی اس کو بدلہ دیتا ہے اس لیے کہ یہ خطاب حضرت یوسفؑ اور آپ ﷺ اور سب کو شامل ہے۔[2]

فائدہ 4 (304)

علم نافع احسان کے نتائج میں سے ہے۔ علامہ سعدیؒ نے لکھا ہے کہ "آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت یوسفؑ مرتبہ احسان میں تھے، تو اللہ نے ان کو لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کی صلاحیت اور علم کثیر و نبوت سے نوازا"۔[3]

فائدہ 5 (305)

محسن کو جو دیا جاتا ہے وہ مفت میں نہیں دیا جاتا۔ بلکہ اس کے اقوال، اعمال، اور باطن کے احسان کی وجہ سے دیا جاتا ہے۔ آیت میں اس کی طرف اشارہ ہے۔[4]

فائدہ 6 (306)

انسان کی ترقی و کامرانی اور ناکامی و انحطاط کی علتوں کی علت علم یا جہل ہے۔[5]

فائدہ 7 (307)

احسان کرنے والے کو اللہ تعالی ہدایت، علم اور بصیرت عطا کر دیتا ہے۔[6]

---

1 فتح القدير: ٣/١٤.

2 أيسر التفاسير: ٢/٦٠٣.

3 تيسير الكريم الرحمن: ٣٥١.

4 إتحاف الإلف: ٢٩٩.

5 إتحاف الإلف: ٢٩٨.

6 دروس مستفادة من سورة يوسف: ١٨.

فائدہ 8 (308)

حسن بصریؒ نے اس آیت سے یہ فائدہ بھی لیا ہے کہ جس نے جوانی میں اپنے رب کی عبادت اچھے طریقے سے بجالائی ہو اللہ تعالی اسکو کھولت (بڑی عمر) میں حکمت عطا کر دیتا ہے۔[1]

فائدہ 9 (309)

اللہ کی طرف سے بدلہ نسب پر نہیں ملتا بلکہ سبب پر ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے یوں نہیں فرمایا کہ: "وَكَذٰلِكَ نَجْزِي أَوْلَادَ الْأَنْبِيَاءِ"۔[2]

فائدہ 10 (310)

آیت میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ امت کے ملکی معاملات کی تدبیر و انتظام چلانے والے علماء ہی ہوا کرتے ہیں۔[3]

فائدہ 11 (311)

حکمت علم اور دین دونوں سے پیدا ہوتی ہے جیسا کہ "اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا" میں "حُكْمًا" کے بعد علم کو ذکر کرنے میں اسکی طرف اشارہ ہے۔[4]

فائدہ 12 (312)

جب اللہ جل شانہ کسی کام کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لیے اسباب بھی مہیا کر دیتا ہے جیسا کہ حضرت

---

1 سورہ یوسف دراسة تحليلية: ٣٣٤.

2 مؤتمر تفسير سورة يوسف: ١/٤٧٤.

3 إتحاف الإلف: ٣٠٠.

4 إتحاف الإلف: ٣٠٢.

یوسفؑ کے لیے مہیا کیے۔[1]

فائدہ 13 (313)

الٰہی عطیہ بندے تک پہنچ جاتا ہے، جب اس کا وقت آجاتا ہے۔ اگرچہ لمبا زمانہ گزر جائے لہذا طالبِ حق کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے احسان کا انتظار کرے اور ناامید نہ ہو۔[2]

فقرہ 14 (314)

آیت کریمہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ فرمانبردار کے لیے حکمت کے چشمے جاری ہوتے ہیں۔[3]

حضرت یوسفؑ سخت آزمائش کی زد میں

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْۤ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

اور جس عورت کے گھر میں وہ رہتے تھے، اس نے ان کو ورغلانے کی کوشش کی، اور سارے دروازوں کو بند کر دیا، اور کہنے لگی: آ بھی جاؤ!۔ یوسف نے کہا: اللہ کی پناہ! وہ میرا آقا ہے، اس نے مجھے اچھی طرح رکھا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ جو لوگ ظلم کرتے ہیں انہیں فلاح حاصل نہیں ہوتی۔

---

1 إتحاف الإلف: ٣٠٤.

2 حدائق الروح و الريحان: ١٣/٣٦٩.

3 حدائق الروح و و الريحان: ١٣/٣٦٩

315 فائدہ 1

جماع خلوت اور پردے ہی میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عزیز مصر کی بیوی نے پردے لٹکانے کے ساتھ دروازے بند کر دیے اس ڈر سے کہ کہیں کوئی داخل نہ ہو جائے۔[1]

316 فائدہ 2

بھڑکانے اور اکسانے کا کام عورت ہی کرتی ہے۔ جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے کہ عورت ہی اس زنا کے لیے باعث بنتی ہے جو شہوت کو بھڑکاتی ہے۔[2]

317 فائدہ 3

صبر کے مراتب کو پاس کرنے کے بعد حضرت یوسفؑ کی تکمیل ہوئی۔ خواہ وہ صبر اضطراری ہو جیسے اپنے بھائیوں کی اذیت پر صبر کرنا، اپنے والدین سے دور ہونا اور کئی سال جیل میں گزارنا یا صبر اختیاری ہو جیسے کہ اپنی مالکہ کے در غلانے پر صبر کرنا باوجودیکہ قوی اسباب موجود تھے۔[3]

318 فائدہ 4

انسان کا کمال یہ ہے کہ اپنی خواہش اور چاہت کو کنٹرول کرے، اور اپنی خواہشات کا ڈٹ کر مقابلہ کرے۔[4]

319 فائدہ 5

عزت اور آبرو میں اصل پردہ ڈالنا اور تصریح نہ کرنا ہوتا ہے۔ ابو حیانؒ نے لکھا ہے: "کہ اللہ تعالیٰ نے پردہ

---

1 إتحاف الإلف: ٣٠٦.
2 إتحاف الإلف: ٣٠٦.
3 إتحاف الإلف: ٣٠٦.
4 إتحاف الإلف: ٣٠٨.

ڈالنے کے لیے نہ اس کا نام لیا اور "امراۃ العزیز" کہا۔[1] علامہ صاویؒ فرماتے ہیں: "کہ گویا کہ اللہ نے فرمایا کہ ادب یہ ہے کہ کسی کی بیوی کا نام ذکر نہ کیا جائے بلکہ کنایہ کے ساتھ ذکر کیا جائے"۔[2]

فائدہ 320 6

خلوت، خوبصورتی اور کنوارپن اکثر فتنہ کے اسباب اور دواعی میں سے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت محمدی ﷺ نے شرعی حقیقی حجاب کا حکم دیا ہے۔[3]

فائدہ 321 7

آیت سے بادشاہوں کے محلات کا بڑا ہونا اور ان کا آسودہ حال ہونا معلوم ہوتا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ مذکورہ دروازے بالترتیب نہیں تھے بلکہ مختلف اطراف سے تھے اور سارے کے سارے اس گھر سے نکلنے کے راستے تھے۔[4]

فائدہ 322 8

فواحش کے ارتکاب کیلئے سب سے بڑا مانع اور رکاوٹ اللہ تعالی کا اپنے بندے کو بچانا ہوتا ہے۔ جیسا کہ یہاں اللہ تعالی نے حضرت یوسف کو بچایا۔[5]

فائدہ 323 9

چاہیئے کہ صرف اللہ تعالی ہی کے ساتھ پناہ لی جائے۔ علامہ بقاعیؒ "معاذ اللہ" کے معنی میں لکھتے ہیں کہ "میں اس ذات کی پناہ کو لازم پکڑتا ہوں جو کہ صفاتِ کمال کے مالک ہیں، اور علم و قدرت کے اعتبار سے ہر چیز کا احاطہ

---

1 (البحر المحیط ٦/٢٥٦).
2 (الصاوی).
3 تیسیر الکریم الرحمن: ٣٥١.
4 إتحاف الإلف: ٣١٠.
5 إتحاف الإلف: ٣١٢.

کئے ہوئے ہیں، اور وہی جائے پناہ ہے جس کے ساتھ پناہ لینا مناسب ہے۔[1]

324 فائدہ 10

احسان کرنے والے کو برا بدلہ دینا ظلم ہے جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے۔[2]

325 فائدہ 11

معصیت اور گناہ کی طرف اگر کوئی دعوت دے تو اس سے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ و حفاظت طلب کرنا واجب ہے۔[3]

326 فائدہ 12

قبیح عمل کو بعض اسباب کی وجہ سے چھوڑنا جائز ہے۔ علامہ بقاعیؒ نے لکھا ہے کہ "قبیح عمل کو اس کی قباحت اور غیر کے حق کی رعایت اور عار کے ڈر، فقر کے ڈر یا خوف وغیرہ کی وجہ سے چھوڑنا جائز ہے اور یہ نہیں کہنا چاہئیے کہ اس پر ثواب نہیں ملے گا"۔[4]

327 فائدہ 13

حسن سلوک اور احسان کا اچھا بدلہ دینا ضروری ہے اور جس نے اس بدلہ دینے میں کوتاہی کی تو وہ ظالم ہوگا۔[5]

328 فائدہ 14

احسان کی معرفت اور پہچان واجب ہے۔ اس لیے کہ حضرت یوسفؑ دو باتوں کی وجہ سے رکے،

---

1 نظم الدرر: ٤/٣٠.

2 تفسير السمرقندي: ٢/١٥٧.

3 إتحاف الإلف: ٣١٣.

4 إتحاف الإلف: ٣١٤.

5 زاد الميسر: ٤/٢٠٣.

معصیت اور ظلم کی وجہ سے اور ان کے ساتھ شوہر کے احسان کی وجہ سے۔[1]

فائدہ 329 15

شادی شدہ عورت کے ساتھ زنا کرنا اس کے شوہر کے ساتھ ظلم اور زیادتی ہے۔[2]

فائدہ 330 16

قریب البلوغ، ہجڑوں اور غلاموں کو گھروں سے دور رکھنا واجب ہے۔[3]

فائدہ 331 17

اس واقعہ مراودۃ (ورغلانے کا واقعہ) کے ذکر کرنے میں ایک حکمت یہ ہے کہ عورتوں کو یہ تعلیم دینا مقصود ہے کہ جوان لڑکیوں کا جوان لڑکوں کے ورغلانے کا نتیجہ اور انجام رسوائی، شرم اور بری شہرت ہی ہے۔[4]

فائدہ 332 18

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام پاک دامن متقی اور قبل النبوۃ کبائر سے محفوظ ہوتے ہیں۔[5]

فائدہ 333 19

جب ایک مومن کو شیطانی وساوس پیش آتے ہیں، تو اس کو چاہیے کہ ہر چیز سے پہلے اللہ کو یاد کرے اور اس کی پناہ میں آئے اور اللہ کی حفاظت میں پناہ حاصل کرے۔[6]

---

1 تفسير السمرقندي: ٢/١٥٧.
2 إتحاف الإلف: ٣١٥.
3 إتحاف الإلف: ٣١٥.
4 إتحاف الإلف: ٣١٦.
5 إتحاف الإلف: ٣١٩.
6 دروس مستفادہ من سورہ یوسف: ١٩.

فائدہ 334 — 20

عورت کا اپنے آپ کو خراب کرنا اور اپنی ذات کو پیش کرنا بے عزتی اور ذلت و خواری پیدا کر دیتا ہے۔[1]

فائدہ 335 — 21

ان عورتوں کے ساتھ خلوت سے ڈرنا چاہیے، جن کی وجہ سے فتنے میں پڑنے کا خدشہ ہوتا ہے۔[2]

فائدہ 336 — 22

اس محبت سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے، جس کے نقصان سے ڈرا جاتا ہے۔[3]

فائدہ 337 — 23

مراقبہ (اللہ کا خوف دل میں رکھنا) غائب نہیں ہوتا۔ علامہ عبدالحمید کحیلؒ فرماتے ہیں: "کہ حضرت یوسفؑ کے قول "مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْٓ" میں عزیز مصر کی بیوی کو اس بات کی طرف متوجہ کرنا تھا کہ گھر اگرچہ نگہبانوں سے خالی ہے لیکن ان دونوں پر ایک ایسا نگہبان ہے، جو غائب ہوتا ہی نہیں اور وہ ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ جس کے عقاب اور غضب سے ڈرنا واجب ہے۔[4]

فائدہ 338 — 24

ایمان عزت کا ذریعہ ہے، اور معصیت و گناہ ذلت کا سبب ہے، جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے۔[5]

فائدہ 339 — 25

آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ گناہوں سے بچنے میں انبیاء کرام علیہم السلام اللہ کی طرف محتاج

---

1 إتحاف الإلف: ٣٢٠.
2 إتحاف الإلف: ٣٢١.
3 إتحاف الإلف: ٣٢١.
4 إتحاف الإلف: ٣٢١.
5 إتحاف الإلف: ٣٢١.

ہوتے ہیں۔[1]

340 فائدہ 26

آیت مبارکہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ غیر اللہ پر رب کا اطلاق جائز ہے، اس شرط پر کہ مطلقاً نہ ہو اور نہ اضافت عامہ کے ساتھ ہو جیسے رب العالمین و رب الناس۔[2]

341 فائدہ 27

حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ محسن کا خیال رکھنا چاہیے، اگرچہ وہ کافر کیوں نہ ہو۔[3]

342 فائدہ 28

قرآن نے اس عورت کا نام نہیں لیا بلکہ "وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا" کہا اس میں ہمارے لئے بڑا سبق ہے کہ ہم بھی اگر کبھی کسی کے بارے میں بات کریں تو نام لے کر نہ کریں، ہاں مجہول انداز میں ایسی بات کرنا کہ بات بھی پہنچ جائے اور اگلا اس بات کو سمجھ بھی جائے تو یہ چیز غیبت نہیں کہلاتی۔[4]

343 فائدہ 29

حضرت یوسفؑ نے جواب میں "معاذ الله" کہا یہ مومن بندے کے پاس نفس اور شیطان کے مکر سے بچنے کے لیے ایک ہتھیار ہے، چنانچہ جب بھی شیطان حملہ کریں تو بندے کو چاہیئے کہ وہ اللہ کی پناہ مانگے۔[5]

344 فائدہ 30

جب بھی کسی نے اللہ کی پناہ چاہی اللہ نے اسے فتنوں سے بچایا جیسا کہ حضرت یوسفؑ کو بچایا۔[6]

---

1 أحسن الكلام.
2 أحسن الكلام.
3 تفسير ماجدي:١٦٣٩.
4 سورہ یوسف کے 101 فوائد: ١٦٣.
5 سورہ یوسف کے 101 فوائد: ١٦٤.
6 سورہ یوسف کے 101 فوائد: ١٦٥.

فائدہ 345 31

یہاں حضرت یوسفؑ کی صفت احسان ذکر کی گئی ہے کہ مشکل ترین جگہ میں ان کی نظر اللہ پر لگی اس لیے کہ محسن وہ ہوتا ہے جس کی نظر ہر وقت اللہ کی طرف ہو اور اللہ کے حکم میں سوچتا ہو۔[1]

عزیز مصر کی بیوی کا پختہ ارادہ اور حضرت یوسف کے ساتھ تائید خداوندی

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْۗءَ
وَالْفَحْشَاۗءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٢٤﴾
اس عورت نے تو واضح طور پر یوسف (کے ساتھ برائی) کا ارادہ کر لیا تھا، اور یوسف کے دل میں بھی اس
عورت کا خیال آچلا تھا، اگر وہ اپنے رب کی دلیل کو نہ دیکھ لیتے، ہم نے ایسا اس لیے کیا تاکہ ان سے برائی
اور بے حیائی کا رخ پھیر دیں۔ بیشک وہ ہمارے منتخب بندوں میں سے تھے۔

فائدہ 346 1

ھم (قصد) کے دو معنی ہیں:

۱): ھم بمعنی خطرات۔ (اس خیال کو کہا جاتا ہے جو انسان کے ذہن میں آئے لیکن اس کے کرنے کا عزم نہ کرے)۔ ۲): ھم بمعنی اصرار۔ (یعنی قصد اور ارادے کے ساتھ گناہ کا عزم بھی ہو)۔

---

1 حکمة القرآن: ٦/٥٢١.

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ پہلی قسم پر کوئی مواخذہ نہیں، جبکہ دوسری قسم پر مواخذہ ہے۔[1]

347 فائدہ 2

اللہ تعالیٰ کا برہان بندے کو سارے کاموں میں برائی سے بچاتا ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "جیسا کہ ہم نے حضرت یوسفؑ کو وہ برہان دکھایا جس نے ان کو پھیر دیا، اسی طرح ہم ان کے سارے کاموں میں گناہ اور بے حیائی سے بچاتے رہے"۔[2] برھان کی تعیین میں کئی اقوال ہیں۔ بقول مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم اس سے مراد اس عمل کے گناہ ہونے کی دلیل ہے جس کی طرف انہوں نے دھیان رکھا اور گناہ سے محفوظ رہے۔[3]

348 فائدہ 3

بدکاری اور فتنے سے بھاگنا ایک قابل تعریف عمل ہے۔[4]

349 فائدہ 4

یہ آیت کریمہ عصمت انبیاء علیہم السلام اور حضرت یوسفؑ کے برأت پر واضح دلیل ہے۔[5]

350 فائدہ 5

اِخلاص پریشانیوں اور گناہوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ "جب مومن اپنے رب سے مدد مانگتا ہے، اور اخلاص کے ساتھ اس کی طرف رجوع کرتا ہے، اور دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا استحضار رکھتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اسے گناہوں اور بے حیائی سے بچاتا ہے، اور شیطان کے مکر و فریب سے

---

1 إتحاف الألف: ٣٢٣.
2 مختصر تفسير ابن كثير: ٢/٢٤٦.
3 آسان ترجمہ: ٤٧١.
4 إتحاف الألف: ٣٢٨.
5 إتحاف الألف: ٣٢٩.

اسے پھیر دیتا ہے"۔[1]

فائدہ 6 (351)

متقین کا انجام اچھا ہوتا ہے جبکہ ساقطین (بے وقعت) لوگوں کا انجام برا ہوتا ہے چاہیئے کہ ہم دونوں سے عبرت حاصل کریں۔[2]

فائدہ 7 (352)

مخلص آدمی گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے محفوظ ہوتا ہے۔ حضرت یوسف کا اخلاص اور اللہ کا ان کو اپنے لئے خالص کر دینا ہی حضرت یوسفؑ کی پاک دامنی اور نجات کا ذریعہ تھا۔[3]

فائدہ 8 (353)

مردوں کی زندگی میں عورت ایک بڑا فتنہ ہے تو مومن کو چاہیئے کہ عورتوں کے جال میں پھنسنے سے اپنے آپ کو بچائے لہذا اپنی آنکھوں کو حرام سے محفوظ رکھے اور اجنبی عورت کی خلوت سے بھی بچے۔[4]

فائدہ 9 (354)

اللہ تعالی اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے ہیں، چن لیتا ہے۔ اور اس کو کمال کے درجات پر ہر بلند کر دیتا ہے اور طاعات پر دوام کی نعمت سے نوازتا ہے۔[5]

فائدہ 10 (355)

عورت جب مرد سے اپنے مقاصد حاصل نہیں کرتی، تو اس کے خلاف مکر و فریب اختیار کر لیتی ہے۔[6]

---

1 إتحاف الإلف: ٣٣١.

2 مؤتمر تفسير سوره يوسف: ١/٤٨٩.

3 إتحاف الإلف: ٣٣٥.

4 دروس مستفاده من سوره يوسف: ٢٠.

5 دروس مستفاده من سوره يوسف: ٢٠.

6 إتحاف الإلف: ٣٣٢.

356 فائدہ 11

اللہ تعالی اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے جب بندہ اپنے آپ کو گناہ سے بچانے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کے ساتھ مدد کرتا ہے، اور اس کا دل اپنے لیے خالص کر دیتا ہے۔[1]

357 فائدہ 12

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے بتایا کہ حضرت یوسف کو اللہ تعالی نے ان کے اخلاص کی وجہ سے عشق اور بدکاری سے محفوظ رکھا۔ حافظ ابن قیم فرماتے ہیں کہ "جب دل اور عمل اللہ تعالی کے لیے خالص ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالی صورتوں کے عشق کو اس پر قادر نہیں بنانے دیتا۔ اس لیے صورتوں کا عشق ایسے دل پر قدرت پاتا ہے جو دل اللہ اور رسول کی محبت سے خالی اور فارغ ہو"۔ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ "صورتوں کے عشق میں وہ دل مبتلا ہو جاتے ہیں جو اللہ کی محبت سے فارغ، اعراض کرنے اور اللہ کے بدلے غیر کو لینے والے ہوں۔ البتہ اگر دل اللہ تعالی کی محبت سے معمور ہو، اور اللہ تعالی سے ملاقات کا مشتاق ہو تو اللہ جل شانہ صورتوں کے عشق کی بیماری کو اس سے دور کر دیتا ہے"۔ بعض سلف کا کہنا ہے کہ "عشق فارغ دلوں کی حرکت کا نام ہے"۔ پھر فرماتے ہیں کہ "یہ بات سب کو معلوم ہے کہ صورتوں کے عشق میں نہ دینی مصلحت ہے نہ دنیاوی مصلحت ہے بلکہ اس سے بڑھ کر اس میں دینی اور دنیاوی خرابیاں ہیں"۔[2]

دروازہ کی طرف بھاگ دوڑ، قمیص کا پھٹنا اور عورت کا بہتان

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِن دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ ۚ قَالَتْ مَا

---

1 حكمة القرآن: ٦/٥٢٦.

2 الضوء المنير: ٣/٥٢٢.

جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٢٥﴾

اور دونوں آگے پیچھے دروازے کی طرف دوڑے، اور (اس کشمکش میں) اس عورت نے ان کی قمیص کو پیچھے کی طرف سے پھاڑ ڈالا۔ اتنے میں دونوں نے اس عورت کے شوہر کو دروازے پر کھڑا پایا۔ اس عورت نے فوراً (بات بنانے کے لیے اپنے شوہر سے) کہا کہ: جو کوئی تمہاری بیوی کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے، اس کی سزا اس کے سوا اور کیا ہے کہ اسے قید کر دیا جائے، یا کوئی اور دردناک سزا دی جائے؟

فائدہ 358 — 1

فتنوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے اسباب کو اختیار کرتے ہوئے بھاگنا چاہیئے، اور کوشش کرنا چاہیئے۔[1]

فائدہ 359 — 2

جس جگہ گناہ میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہو اس جگہ ہی کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ جیسا کہ حضرت یوسفؑ نے وہاں سے بھاگ کر اس کا ثبوت دیا۔[2]

فائدہ 360 — 3

احکامِ الٰہیہ کی اطاعت میں انسان پر لازم ہے کہ اپنے مقدور بر کوشش کرے اور اس میں کمی نہ کرے۔ خواہ اس کا نتیجہ بظاہر کچھ برآمد ہوتا نظر نہ آئے، نتائج اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں ہیں، انسان کا کام اپنی محنت اور مقدور کو اللہ کی راہ میں صرف کر کے اپنی بندگی کا ثبوت دینا ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسفؑ نے دروازے سب بند ہونے کے باوجود دروازے کی طرف دوڑنے میں اپنی پوری قوت خرچ فرما دی۔[3]

---

1 دروس مستفادہ من سورہ یوسف: ۲۱.
2 معارف القرآن: ٥/٥٤.
3 معارف القرآن: ٥/٥٤.

فائدہ 4 (361)

"وَاسْتَبَقَا الْبَابَ" میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حق اور باطل میں ہمیشہ کے لیے کشمکش، ٹکراؤ اور مقابلہ رہتا ہے۔[1]

فائدہ 5 (362)

آیت کریمہ میں "سَيِّدَهَا" "زوجها" کے معنی میں ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ شوہر کا درجہ بیوی پر اعلی ہوتا ہے۔[2]

فائدہ 6 (363)

لفظ "سیّد" کا اطلاق "زوج" پر درست ہے، اور دوسری بات یہ ہے کہ قبطی لوگ زوج کو سیّد کہا کرتے تھے۔[3]

فائدہ 7 (364)

اسی طرح سے معلوم ہوتا ہے کہ "اهل" کا اطلاق "زوجة" پر درست ہے۔[4]

فائدہ 8 (365)

کسی پر پردہ ڈالنا اور بدکاری سے بچنا شریف لوگوں کا مزاج ہوا کرتا ہے۔[5]

---

1 إتحاف الإلف: ٣٤٦.

2 سوره يوسف دراسة تحليلية: ٣٦٧.

3 مختصر ابن كثير: ٢/٢٤٧.

4 إتحاف الإلف: ٣٥١.

5 إتحاف الإلف: ٣٥١.

فائدہ 9 (366)

"وغلقت الابواب" صوفیہ عارفین نے کہا ہے کہ کشاد قفل میں اشارہ اسی کی طرف ہے کہ جو دنیائے حرام سے بھاگنے کی ہمت کرتا ہے، اس کے لیے نجات کی راہیں غیب سے کھل جاتی ہیں۔[1]

فائدہ 10 (367)

عورت نے ان کا کرتہ پیچھے سے پھاڑ ڈالا۔ صوفیہ عارفین نے کہا ہے کہ شیطان کا آخری حملہ غضب کا ہوتا ہے۔ تاہم نیک بندے کسی طرح اس کے ہتھے نہیں چڑھتے۔[2]

فائدہ 11 (368)

نفسانی محبتوں میں خود غرضی ہوتی ہے، فقط اپنی غرض پورا کرنے کیلئے ہوتی ہے۔ یہی کام اس عورت نے بھی کیا کہ بلا خود رہی تھی اور ابھی کہا کہ اس بندے کی کیا سزا جو تمہارے اہل خانہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے۔[3]

فائدہ 12 (369)

"وَاَلْفَيَا" سے معلوم ہوا کہ بندہ زنا چھپ کر کرتا ہے، لیکن اللہ تعالی اس کو ظاہر کرتا ہے۔ جیسا کہ عزیز مصر اس سے پہلے اس وقت نہیں آیا کرتا تھا لیکن اللہ نے یہ کرنا تھا کہ وہ عین اسی وقت آیا۔ تو اگر ایک وقت کے لیے پوشیدہ بھی رہے بعد میں ظاہر ہو گا۔[4]

---

1 تفسیر ماجدی: ١٦٣١.

2 تفسیر ماجدی: ١٦٣١.

3 سورہ یوسف کے 101 فوائد: ١٩٤.

4 حکمة القرآن: ٦/٥٢٧.

فائدہ 370 — 13

عشق مجازی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مشکل وقت میں انکار کرتی ہے۔ اگر اس کی خواہش کا لحاظ رکھا جائے، تو پیار کرتی ہے ورنہ دشمن بن جاتی ہے۔[1]

فائدہ 371 — 14

مکر و فریب اور جھوٹ میں جب بندہ مشکوک بن جاتا ہے، تو اس الزام سے اپنے آپ کو پاک کرنے کے لیے حیلہ بازی کی طرف جلدی کرتا ہے جیسا کہ عزیز مصر نے یہ کام کیا۔[2]

جواب بہتان اور یوسفؑ کی بے گناہی پر ایک شاہد کی شہادت

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَّفْسِي ۚ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِن كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِن قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٢٦﴾
یوسف نے کہا: یہ خود تھیں جو مجھے ورغلا رہی تھیں، اور اس عورت کے خاندان ہی میں سے ایک گواہی
دینے والے نے یہ گواہی دی کہ: اگر یوسف کی قمیص سامنے کی طرف سے پھٹی ہو تو عورت سچ کہتی ہے اور
وہ جھوٹے ہیں۔
وَإِن كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِن دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٢٧﴾
اور اگر ان کی قمیص پیچھے کی طرف سے پھٹی ہے تو عورت جھوٹ بولتی ہے، اور یہ سچے ہیں۔

1 حكمة القرآن: ٥٢٧/٦.
2 إتحاف الإلف: ٣٤٨

تنبیہ:-

ظاہر قرآن یہ بتاتا ہے کہ شاہد بڑا آدمی تھا کوئی بچہ نہ تھا اور جو روایت نقل کی گئی ہے کہ وہ جھولے میں چھوٹا بچہ تھا یہ روایت آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔[1]

372 فائدہ 1

اس سے یہ ثابت ہوا کہ کسی شخص پر کوئی غلط تہمت باندھی، تو اپنی صفات پیش کرنا سنت انبیاء ہے۔ یہ کوئی توکل یا بزرگی نہیں کہ اس وقت خاموش رہ کر اپنے آپ کو مجرم قرار دے دے۔[2] اور تھانوی صاحبؒ نے فرمایا کہ مخالف کی شرارت کا ایسے وقت میں اظہار جبکہ اخفاء میں اپنے ضرر کا احتمال ہو، مکارم اخلاق کے منافی نہیں۔[3]

373 فائدہ 2

فاسق کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ علامہ قشیری فرماتے ہیں کہ "حضرت یوسفؑ نے کھل کر اس کا جرم بتادیا اس لیے کہ فاسق کی حرمت اور عزت نہیں ہوتی جسکی حفاظت کرنا واجب ہو"۔[4]

374 فائدہ 3

مقدمات اور خصومات کے فیصلوں میں قرائن اور علامات سے کام لیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ اس شاہد نے کُرتے کے پیچھے سے پھٹنے کو اس کی علامت قرار دیا کہ یوسفؑ بھاگ رہے تھے زلیخا پکڑ رہی تھی۔[5]

---

1 حاشیہ بر حل القرآن: ٩٦.

2 معارف القرآن: ٥/٥٥.

3 تفسیر ماجدی: ١٦٣٢.

4 إتحاف الإلف. الطائف و الإشارات: ٣/١٨١.

5 معارف القرآن: ٥/٥٦.

فائدہ 4 (375)

آیت کریمہ میں مذکورہ شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ قیاس مشروع ہے۔ عرف، عادت اور قرائن کا اعتبار کیا جاتا ہے جب تک شریعت کے خلاف نہ ہو۔[1] البتہ قرائن سے عقوبت ثابت کرنا صحیح نہیں اس پر ہمارے علماء سب متفق ہیں۔[2]

فائدہ 5 (376)

حق اور سچائی کی نشانیاں اور علامات ہوتی ہیں جن کے ذریعے حق اور سچائی کی پہچان ہوتی ہے۔[3]

فائدہ 6 (377)

محبت کرنے والے کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ محبوب کو ترجیح دیتا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ "جب عزیز مصر کی بیوی نے اپنی برأت کے لیے حضرت یوسفؑ پر الزام لگایا تو پتہ چلا کہ وہ محبت میں سچی نہیں تھی اس لیے کہ محبت کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ محبوب کو ترجیح دیتا ہے"۔[4]

فائدہ 7 (378)

زبانِ حال زیادہ بلیغ ہوتا ہے زبانِ قال سے جیسا کہ آیت کریمہ سے ظاہر ہے۔[5]

فائدہ 8 (379)

سچائی کی علامت کو پہلے پیش کرنا خصم پسند کرتا ہے جو بظاہر اس کے متہم بالشان کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت میں خصم کے جھوٹ کو ثابت کرنے کے لیے ہوتا ہے۔[6]

---

1 إتحاف الإلف: ۳۵۳.
2 اشرف التفاسیر: ۲/۳۳۳.
3 تیسیر الکریم الرحمن: ۳۵۲.
4 الجامع للاحکام القرآن: ۹/۱۷۲.
5 الجامع للاحکام القرآن: ۹/۱۷۲.
6 إتحاف الإلف: ۳۶۱.

فائدہ 9 (380)

مومن کو چاہیئے کہ باطل پر خاموشی اختیار نہ کرے، اور نہ پاک دامن پر الزام لگانے پر راضی ہو لہذا حق سے خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہوتا ہے۔[1]

فائدہ 10 (381)

گواہ کو گواہی کے دوران چاہیئے کہ کسی کو رسوا کرنے کا ارادہ نہ کرے بلکہ خصمین کے درمیان انصاف کا راستہ اختیار کرے جیسا کہ آیت کریمہ میں مذکور گواہی سے ظاہر ہے۔[2]

فائدہ 11 (382)

"وَ شَهِدَ شَاهِدٌ" کے معنی ہیں: "و حكم حاكم" (یعنی ایک فیصلہ کرنے والے نے فیصلہ کیا) دوسرے جملے کے بجائے پہلا جملہ استعمال کیا اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ علامت شاہد کے قائم مقام تھی گویا کہ وہ فیصلہ گواہی تھی۔[3]

فائدہ 12 (383)

مخلص بندے کی عزت کی حفاظت اللہ خود فرماتے ہیں (جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے)۔[4]

فائدہ 13 (384)

گنہگار پر پردہ ڈالنا مستحب ہے اور لوگوں میں گناہوں کو پھیلانا ایک مکروہ عمل ہے۔[5] علامہ صاویؒ فرماتے ہیں کہ "حضرت یوسف علیہ السلام نے "هِيَ رَاوَدَتْنِي" اس لیے کہا کہ زلیخا نے ان پر الزام لگایا ورنہ اگر وہ

---

1 دروس مستفادہ من سورہ یوسف: ۲۱.

2 إتحاف الإلف: ۳٦۲.

3 إتحاف الإلف: ۳٦٤.

4 سورہ یوسف کے 101 فوائد: ۲۰۱.

5 أيسر التفاسير: ۲/٦۲۷.

خاموش رہتی تو حضرت یوسفؑ کچھ نہ بولتے۔[1]

عزیز مصر کا فیصلہ اور معاملہ فہمی

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾
پھر جب شوہر نے دیکھا کہ ان کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو اس نے کہا کہ: یہ تم عورتوں کی مکاری ہے،
واقعی تم عورتوں کی مکاری بڑی سخت ہے۔
يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾
یوسف! تم اس بات کا خیال نہ کرو، اور اے عورت! تو اپنے گناہ کی معافی مانگ، یقینی طور پر تو ہی خطا کار
تھی۔

فائدہ 385 — 1

کبھی کبھی آزمائش اور مصیبت میں بھی عطیہ ہوتا ہے جیسا کہ حضرت یوسفؑ کی قمیض پھٹ جانے (جو کہ بظاہر ایک مصیبت تھی) میں ایک بڑا فائدہ تھا اور ان کی برأت تھی اس الزام سے جس کی نسبت کی گئی تھی۔[2]

فائدہ 386 — 2

صرف حال کی گواہی کو دیکھ کر فیصلہ کرنا جائز ہے۔[3]

فائدہ 387 — 3

خائن اور مجرم کا دفاع کرنا ناجائز ہے اور مجرمین کی طرفداری کرنا حرام ہے۔ جیسا کہ مذکور گواہ نے زلیخا کے

---

1 الصاوی۔

2 إتحاف الإلف: ۳۶۸۔

3 تفسیر بحر العلوم: ۲/۱۸۹۔

ساتھ قرابتداری کا کوئی لحاظ نہیں رکھا اور نہ تدلیس سے کام لیا۔

فائدہ 4 (388)

علامات اور حال کے شواہد سے استدلال کرنا فراست (سمجھ اور دانائی) میں سے ہے۔[1]

فائدہ 5 (389)

اس آیت کریمہ میں بادشاہ اور ماتحت لوگوں کیلئے یہ تعلیم ہے کہ قضاۃ کے فیصلوں سے اتفاق کریں اور انکے فیصلوں کو سمجھ لیں جیسا کہ عزیز مصر نے شاہد کے فیصلے سے اتفاق کیا۔[2]

فائدہ 6 (390)

فیصلہ تب کیا جاتا ہے کہ جب آنکھوں سے دیکھے گواہوں کو سنے اور ادلہ میں غور و فکر کرے۔[3]

فائدہ 7 (391)

عورتوں کے مکر و فریب شیطان کے مکر و فریب سے بڑے ہوتے ہیں۔ علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے "عظیم" کہا کیونکہ عورتوں کا فتنہ اور مکر و فریب بڑا ہوتا ہے"۔[4]

فائدہ 8 (392)

مکاری اور فریب ضعیف لوگوں کی صفات میں سے ہے یہ عقل اور حکمت سے پیدا نہیں ہوتا۔[5]

فائدہ 9 (393)

عورت مرد سے زیادہ کمزور ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ خفیہ تدابیر (یعنی مکروہ فریب) کے ذریعے ہتھیار بند ہو

---

1 إتحاف الإلف: ٣٦٦.
2 إتحاف الإلف: ٣٦٦.
3 إتحاف الإلف: ٣٦٧.
4 الجامع للاحكام القرآن: ٩/١٧٥.
5 إتحاف الإلف: ٣٦٨.

کر پناہ لیتی ہے۔[1]

فائدہ 394 10

مومن کو چاہیے کہ فیصلے کے ارادہ کرنے میں آہستہ روی اختیار کرے اور جب حقائق کی پوری تحقیق کرے اور راجح اور قوی دلائل پر اعتماد کرتے ہوئے تمام اطراف کو سنے تب جا کر فیصلہ کرے۔[2]

فائدہ 395 11

کوٹھیوں والوں اور آسودہ حال لوگوں میں غیرت کم ہوتی ہے۔ علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ "عزیز مصر میں غیرت نہیں تھی اس لیے تو خاموش رہا"۔[3]

فائدہ 396 12

گناہ سے استغفار (توبہ) کرنا واجب ہے۔[4]

فائدہ 397 13

اصحاب اقتدار کی نظر فقط ظاہری احوال کی حفاظت پر ہوتی ہے۔[5]

فائدہ 398 14

آدمی کے اخلاقیات کا فاسد ہونا اس کے گھر والوں کے فاسد ہونے کا باعث ہوتا ہے اور یہ اجتماعی قاعدہ اکثریہ ہے۔ بعض اس سے مستثنیٰ بھی ہوتے ہیں جو کہ بہت کم ہوتے ہیں۔[6]

---

1 إتحاف الإلف: ٣٦٩.

2 دروس مستفادہ من سورہ یوسف: ١/٢١.

3 الجامع لاحکام القرآن: ٩/١٧٥.

4 تفسیر بحر العلوم: ٢/١٥٥.

5 إتحاف الإلف: ٣٧٥.

6 إتحاف الإلف: ٣٧٥.

فائدہ 15 (399)

معصیت (گناہ) کی پہچان گنہگار کے چہرے اور باتوں سے ہوتی ہے۔[1]

فائدہ 16 (400)

ہر انسان خطاکار ہوتا ہے لیکن اللہ تعالی نے ہمارے گناہوں کو معاف کرنے کے لیے توبہ اور استغفار کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔[2]

فائدہ 17 (401)

اس قصے میں اس زمانے کے امراء، وزراء اور خود مختار مردوں اور عورتوں کے لیے بڑی عبرتیں ہیں۔[3]

فائدہ 18 (402)

کبھی کبھی بعض امور کو چھپانا ہی زیادہ مناسب ہوتا ہے۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ "اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا" یعنی اس کا تذکرہ کسی کے سامنے نہ کرے اس لیے کہ ان جیسے امور کو چھپانا زیادہ اور بہت ہی اچھا ہے۔[4]

فائدہ 19 (403)

مردوں کا عورتوں کے ساتھ اختلاط اکثر بدکاری میں مبتلا ہونے کا سبب بنتا ہے اس لیے کہ مرد کا میلان عورت کی طرف اور عورت کا میلان مرد کی طرف ایک طبعی امر ہے۔

---

1 إتحاف الألف: ٣٧٥.

2 دروس مستفادة من سورة يوسف: ٢٢.

3 إتحاف الألف: ٣٧٦.

4 البداية و النهاية: ٢/٢٠٤.

فائدہ 404 20

چالاک اور عاقل کے درمیان فرق ہوتا ہے۔ یعنی چالاکی کے ساتھ عقل کا ہونا لازم نہیں اس پر قرآن سے دلیل نقلی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے "اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ" میں عورتوں کے مکر کو عظیم قرار دیا۔ جبکہ حدیث میں ان کو ناقص العقل فرمایا گیا ہے معلوم ہو گیا کہ عقل اور چیز ہے اور کید اور چیز ہے۔[1]

فائدہ 405 21

عزیز مصر کا اپنی بیوی کو سزا نہ دینے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اکثر وزراء اور اصحاب اقتدار اپنی بیویوں سے کمزور ہوتے ہیں اور ان سے مجبور ہوتے ہیں۔[2]

فائدہ 406 22

واضح رہے کہ عورتوں پر مکاری کا حکم بطور جنس کے ہے۔ یعنی جنس عورتوں کی بڑی مکار ہوتی ہے اس سے یہ لازم نہیں ہے کہ ہر ایک عورت بڑی مکار ہو بلکہ اگر آدمی بڑا مکار ہو تو عورت کی جنس سے ہوگا۔[3]

شہر کی عورتوں کا زلیخا پر طعن

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۭ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

اور شہر میں کچھ عورتیں یہ باتیں کرنے لگیں کہ: عزیز کی بیوی اپنے نوجوان غلام کو ورغلا رہی ہے۔ اس نوجوان کی محبت نے اسے فریفتہ کر لیا ہے۔ ہمارے خیال میں تو یقینی طور پر وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہے۔

---

1 أشرف التفاسير: ٢/٣٦٤.

2 [illegible]: ٦/٥٣١.

3 مواهب الرحمن: ٨/٢١٥.

فائدہ 1 (407)

خبروں کے ٹوہ میں لگنا اور باخبر ہونے کو پسند کرنا انسان کی طبیعت میں ہے۔ خاص کر عورتیں اس بات کو بہت پسند کرتیں ہیں۔[1]

فائدہ 2 (408)

خادم اپنے آقا کے سامنے کمزور اور ضعیف ہوتا ہے۔[2]

فائدہ 3 (409)

عورتیں مردوں کے مقابل میں کمزور ہوتی ہیں اور مردوں جیسے تحمل پر قدرت رکھنا ان میں نہیں ہوتا۔[3]

فائدہ 4 (410)

ناجائز عشق اور محبت سیدھے اور درست راستے سے ہٹ کر کھلی غلطی ہے بلکہ کھلی گمراہی ہے۔[4]

فائدہ 5 (411)

جتنا شہر بڑا ہوتا ہے اتنا اس کا اہل زیادہ عقلمند اور حکمت کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ علامہ بقاعیؒ نے فرمایا کہ "عورتوں کی جماعت نے جب بات پھیلا دی اور جب شہر بڑا تھا تو اس کا اہل زیادہ عقل والے اور زیادہ حکمت کے قریب تھے"۔[5]

---

1 أيسر التفاسير: ٢/٣٦٠.

2 إتحاف الإلف: ٣٧٨.

3 أيسر التفاسير: ٢/١٦١٠.

4 إتحاف الإلف: ٣٧٩.

5 نظم الدرر: ٤/٣٤.

فائدہ 412 — 6

بڑے لوگوں کی خبروں کی طرف نفس زیادہ مائل ہوتا ہے۔[1]

فائدہ 413 — 7

ہر راز جب دو سے آگے بڑھے، تو وہ پھیل جاتا ہے، جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے۔[2]

فائدہ 414 — 8

ہر وہ کام جس کی شرم سے ڈرا جاتا ہے اگر شوہر اپنی بیوی کو اس سے بچانے میں تساہل اور سستی سے کام لیتا ہے تو اس کو اس جیسا بدلہ ملتا ہے۔[3]

فائدہ 415 — 9

ہمارے ذمہ یہ لازم ہے کہ اپنی بیویوں اور بیٹیوں کی ہر وقت نگرانی کریں کیونکہ سارے جوان یوسفؑ جیسے معصوم (پاک دامن) نہیں ہوا کرتے۔[4]

فائدہ 416 — 10

بدنامی اور رسوائی دیواریں چھپاتی ہیں، نہ پردے لوٹاتی ہیں۔ مسلمانوں کے معاشرے پر لازم ہے کہ نہ بدنامی کی باتیں نقل کریں اور نہ بدکاری کو پھیلائے تاکہ اس کو عام کرنے اور ابھارنے کا ذریعہ اور سبب نہ بنے۔[5]

فائدہ 417 — 11

محبت نہیں ہوتی مگر اس کے لیے ایک ملامت کرنے والی زبان مہیا کی جاتی ہے جس کو وہ تعبیر کرتی ہے۔

---

1 نظم الدرر: ٤/٢٤.

2 إتحاف الإلف: ٣٨٠.

3 إتحاف الإلف: ٣٨١.

4 إتحاف الإلف: ٣٨٢.

5 دروس مستفادہ من سورہ یوسف: ١/٢٣.

علامہ قشیریؒ فرماتے ہیں کہ "جب اس کی محبت حضرت یوسفؑ کے ساتھ ثابت اور ظاہر ہو گئی تو اس کے بارہ میں عورتوں نے ملامت کی زبانیں دراز کر دیں"۔[1]

فائدہ 418 12

"وَ قَالَ نِسْوَةٌ" ان جیسی باتیں کرنا فاسد دلوں کا کام ہوتا ہے کہ دوسروں کی غلط باتوں سے مزے لیتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ کئیں لوگ گناہوں کے قصے بیان کرتے ہوئے ان سے لذت حاصل کرتے ہیں حالانکہ یہ بھی گناہ ہے۔[2]

فائدہ 419 13

نوکروں کو گھر کی باتوں سے الگ رکھیں مفسرین نے لکھا ہے کہ شہر کی دوسری عورتوں کو اس بات کا جو پتہ چلا وہ گھر میں کام کرنے والوں کے ذریعے پتہ چلا۔[3]

خواتینِ شہر کی ضیافت برائے اظہار عذر

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَ اَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّ اٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّ قَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾

چنانچہ جب اس (عزیز کی بیوی) نے ان عورتوں کے مکر کی یہ بات سنی تو اس نے پیغام بھیج کر انہیں (اپنے گھر) بلوالیا۔ اور ان کے لیے ایک تکیوں والی نشست تیار کی، اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں

1 الطائف و الإشارات: ۳/۱۸۲.
2 حكمة القرآن: ۶/۵۲۳.
3 سورہ یوسف کے 101 فوائد: ۲۰۹

ایک چاقو دے دیا۔ اور (یوسف سے) کہا کہ: ذرا باہر نکل کر ان کے سامنے آجاؤ، اب جو ان عورتوں نے
یوسف کو دیکھا تو انہیں حیرت انگیز (حد تک حسین) پایا، اور (ان کے حسن سے مبہوت ہو کر) اپنے ہاتھ
کاٹ ڈالے، اور بول اٹھیں کہ: حاشاللہ! یہ شخص کوئی انسان نہیں ہے، ایک قابل تکریم فرشتے کے سوا یہ
کچھ اور نہیں ہو سکتا۔

فائدہ 1 420

تکیہ لگا کر بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں البتہ کھانا کھاتے وقت درست نہیں ہے۔[1]

فائدہ 2 421

نشست گاہوں میں گدھے، کرسیاں، قالین اور پھر وہاں پر کھانا لگانا مباح ہے۔[2]

فائدہ 3 422

محلات اور کوٹھیوں میں آسودہ حالی زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے۔[3]

فائدہ 4 423

اس آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتیں بھی عورتوں کے ساتھ مکاری کرتی ہیں۔[4]

فائدہ 5 424

بات کا امتثال کرنا مومن کا سلیقہ ہوتا ہے جب تک اس میں گناہ نہ ہو۔ علامہ بقاعیؒ فرماتے ہیں "کہ حضرت یوسفؑ نے زلیخا کے حکم کی تعمیل کی جیسا کہ ان کا سلیقہ تھا زلیخا کے ساتھ ہر اس کام میں جہاں گناہ نہ ہو

---

1 إتحاف الإلف: ۳۹۰.
2 إتحاف الإلف: ۳۹۰.
3 إتحاف الإلف: ۳۹۰.
4 إتحاف الإلف: ۳۹۰.

اور فوراً باہر نکلے"۔[1]

فائدہ 425 6

طبائع میں یہ بات راسخ ہے کہ ہر اعلیٰ معنی کی نسبت ملائکہ کی طرف ہوتی ہے یعنی حسن و جمال اور پاکدامنی وغیرہ کی۔[2]

فائدہ 426 7

کبھی کبھی حسن انسانوں کو ضرر، امتحان اور آزمائشوں میں ڈالتا ہے۔ علامہ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ "حضرت یوسفؑ اپنے حسن و اجمال کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہو کر جیل میں چلے گئے"۔[3]

فائدہ 427 8

اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ نے اچھے اخلاق اور اچھی شکل و صورت کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ ان کی دعوت کو قبول کرنے میں اور لوگوں کو ان کے پاس جمع ہونے میں معاون ہوں۔[4]

فائدہ 428 9

یہ آیت کریمہ بتاتی ہے کہ حضرت یوسفؑ کو وہ اعلیٰ حسن و جمال عطا کیا گیا تھا جس کو دیکھ کر انسان ہکا بکا رہ جاتا جیسا کہ صحیح روایت میں آیا ہے کہ شب معراج کے موقع پر آپ ﷺ نے حضرت یوسفؑ کو تیسرے آسمان پر دیکھا کہ ان کو آدھا حسن دیا گیا تھا۔[5]

---

1 نظم الدرر: ٤/٣٤.
2 إتحاف الإلف: ٤/٣٥.
3 تيسير الكريم الرحمن: ٣٦٥.
4 إتحاف الإلف: ٣٦٣.
5 إتحاف الإلف: ٣٦٤.

فائدہ 10 (429)

انسان کا دل جب کسی چیز میں مشغول ہو اگر اس کو کوئی تکلیف پہنچے تو اس کو پتہ نہیں چلتا جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے۔ علامہ بغویؒ نے لکھا ہے کہ "ان خواتین نے کوئی تکلیف محسوس نہیں کی اس لیے کہ ان کے دل حضرت یوسفؑ میں لگ کر اور چیزوں سے غافل ہو گئے"۔[1]

فائدہ 11 (430)

متاثر ہونا کام میں شروع کرنے والوں کی صفت ہوتی ہے۔ علامہ قشیریؒ فرماتے ہیں کہ "خواتینِ مصر نے حضرت یوسفؑ کو دیکھ کر ان سے متاثر ہو کر اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے حالانکہ عزیز مصر کی بیوی نے یہ کام نہیں کیا کیونکہ بدلنے کی صفت کام میں ابتدا کرنے والوں کی ہوتی ہے اور جب یہ معنی قائم و برقرار رہا تو وصف تغیر زائل ہو گیا"۔[2]

فائدہ 12 (431)

اکثر عورتوں کی فطرت مرد کے بارے میں منحرف ہو جاتی ہے، مرد کی چمک دمک دیکھ کر تعجب کرنے لگتی ہیں۔[3]

فائدہ 13 (432)

عورت کبھی کبھار اپنے ہم جنس عورتوں کے سامنے شرماتی نہیں بلکہ ان پر فخر کرتی ہے۔[4]

فائدہ 14 (433)

حکیم اگر بطور نصیحت اور نہی عن المنکر نہ ہو تو وہ رسوائی اور عار دلانے کے لیے ہوتی ہے۔ علامہ سمرقندیؒ

---

1 إتحاف الإلف: ۳۹۵.
2 اللطائف و الإشارات: ۲/۱۸۳.
3 إتحاف الإلف: ۳۹۷.
4 إتحاف الإلف: ۳۹۷.

فرماتے ہیں کہ "خواتین مصر کے قول کو مکر اس لیے کہا گیا" واللہ اعلم "کہ ان کی باتیں نصیحت اور نہی عن المنکر کے طور پر نہیں تھیں بلکہ رسوا کرنے اور عادو لانے کے لیے تھیں"۔[1]

فائدہ 434 15

کسی کا عیب ظاہر ہو تو ہنسنا نہیں چاہئے یہی عورتیں تھی جو پہلے زلیخا پر باتیں بنا رہی تھیں اور اب وہ خود اسی میں گرفتار ہو گئیں۔ یہاں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ انسان کے سامنے جب کسی کا عیب کھلے تو اس پر ہنسنا نہیں چاہیے۔[2]

زلیخا کا اعتراف حقیقت اور دھمکی

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ۭ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ۭ وَلَىِٕنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿٣٢﴾
عزیز کی بیوی نے کہا: اب دیکھو! یہ ہے وہ شخص جس کے بارے میں تم نے مجھے طعنے دیے تھے۔ یہ بات
واقعی سچ ہے کہ میں نے اپنا مطلب نکالنے کے لیے اس پر ڈورے ڈالے، مگر یہ بچ نکلا، اور اگر یہ میرے
کہنے پر عمل نہیں کرے گا، تو اسے قید ضرور کیا جائے گا، اور یہ ذلیل ہو کر رہے گا۔

فائدہ 435 1

عذر کا اظہار اور اس کو قبول کرنا کسی چیز پر اصرار کرنے کو جائز قرار نہیں دیتا اگر وہ منہی عنہ ہو۔[3]

---

1 تفسیر السمرقندی: ۲/۱۵۹.

2 سورہ یوسف کے 101 فوائد: ۲۱۶

3 إتحاف الألف: ۲۹۸.

436 فائدہ 2

چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے مشقت برداشت کی جائے اور مصائب کے وقت صبر کرے، اور راحت اور ازالہ مصیبت کا انتظار کرے جیسا کہ حضرت یوسفؑ نے یہ عمل اختیار کیا ہے۔[1]

437 فائدہ 3

بعض عشاق کی یہ عادت ہوتی ہے کہ اپنے بعض خالص ساتھیوں کے سامنے راز کی باتیں فاش کرتے ہیں۔[2]

438 فائدہ 4

آیت سے معلوم ہوا کہ عورتیں راز کی باتوں کو محفوظ رکھنے پر صبر نہیں کر سکتیں۔[3]

439 فائدہ 5

عزیز مصر کی بیوی یہ سمجھ رہی تھی کہ رسوائی اور ذلت اس میں ہے کہ شوہر اس کی بات نہ مانے حالانکہ ذلت اور رسوائی ساری کی ساری گناہ میں ہوتی ہے اور عزت ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کی عبودیت میں ہے۔[4]

440 فائدہ 6

فاسق عورتوں کے سامنے فاسق عورت کے اعتراف کرنے پر کبھی بھی دینی فائدہ مرتب نہیں ہوتا جیسا کہ زلیخا نے ان عورتوں کے سامنے اعتراف کیا لیکن اعتراف اپنی غلطی کا اعتراف نہیں تھا۔[5]

---

1 إتحاف الألف: ٣٩٨.
2 إتحاف الألف: ٣٩٨.
3 إتحاف الألف: ٤٠٣.
4 إتحاف الألف: ٤٠٤.
5 إتحاف الألف: ٤٠٤.

441 فائدہ 7

جاہل آدمی کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے اگر وہ بات کرتا ہے یا تو دل کے حق میں ہوتا ہے یا اس کے خلاف کرتا ہے۔[1]

442 فائدہ 8

فاجر آدمی کے ساتھ بھائی چارہ مت قائم کریں۔ اس لیے کہ وہ آپ کے لیے اپنا فعل مزین کر کے دکھائے گا اور چاہے گا کہ آپ بھی اس کی طرح بن جائے۔[2]

443 فائدہ 9

مختلف قسم کے فتنوں کے دوران ایک مومن کے لیے ان سے بچاؤ کے لیے اللہ تعالی سے بڑھ کر بہترین قلعہ نہیں ہو سکتا۔[3]

حضرت یوسفؑ کی دعا

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ ۖ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ وَأَكُن مِّنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٣٣﴾
یوسف نے دعا کی کہ: یارب! یہ عورتیں مجھے جس کام کی دعوت دے رہی ہیں، اس کے مقابلے میں قید خانہ مجھے زیادہ پسند ہے۔ اور اگر تو نے مجھے ان کی چالوں سے محفوظ نہ کیا تو میرا دل بھی ان کی طرف کھنچنے لگے گا، اور جو لوگ جہالت کے کام کرتے ہیں، ان میں میں بھی شامل ہو جاؤں گا۔

1 المجالسة و جواهر العلم: ٤/٣٣٥.

2 المجالسة و جواهر العلم: ٤/٣٣٥.

3 دروس مستفادة من سورة يوسف: ٢٤.

444 فائدہ 1

اللہ تعالی کی نافرمانی پر جیل کو ترجیح دینا صدیقیت کا مظہر ہے۔[1] یعنی مصیبت کو معصیت پر اختیار کرنا صدیقین کا شیوہ ہے۔[2]

445 فائدہ 2

اپنے تقوی و تحمل پر بھروسہ نہ رکھنا؛ بلکہ معصیت کے دواعی و اسباب سے بھاگتے رہنا سعادت مندوں کا شعار ہے۔[3]

446 فائدہ 3

یوسفؑ کی یہ دعا ذرا بھی منافیِ عصمت نہیں کیونکہ یہ عصمت بھی تو بدولت حفاظتِ خداوندی ہی کے ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی نظر اصل موثر کی طرف ہوتی ہے اس لیے ان کو اپنے عصمت پر اعتماد اور ناز ذرا نہیں ہوتا۔[4]

447 فائدہ 4

کبھی کبھی جیل میں داخل ہونے کے ابتدائی واقعات کا ظاہر پریشان کن ہوتا ہے۔ لیکن باطن ان کے خلاف ہوتا ہے جیسا کہ حضرت یوسفؑ کے ساتھ ہوا۔[5]

---

1 أيسر التفاسير: ٢/٦١٠.
2 تفسير ماجدي: ١٦٣٩.
3 تفسير ماجدي: ١٦٣٩.
4 بيان القرآن بحواله تفسير ماجدي: ١٦٣٩.
5 أيسر التفاسير: ٢/٦١٠.

448 فائدہ 5

جیل میں جانا ہمیشہ اس بات کی دلیل نہیں ہوتی کہ جیل مجرموں اور منحرف لوگوں کا گھر ہوتا ہے اس لیے کہ جیل میں اللہ تعالی کا چنا ہوا بندہ حضرت یوسف علیہ السلام بھی داخل ہوا تھا۔[1]

449 فائدہ 6

آیت میں ہمارے لیے یہ تعلیم بھی ہے کہ بندے کو چاہیئے کہ باقی رہنے والی چیز کو فانی چیز پر ترجیح دے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک گھڑی کی شہوت غم و پریشانی کا ذریعہ بنتی ہے اور ایک ساعت کا صبر ایک بڑی نعمت کا ذریعہ بنتا ہے۔[2]

450 فائدہ 7

گناہ اور اللہ کی نافرمانی سے کوئی نہیں بچ سکتا ہاں اگر اللہ کی مدد ہو تو بچ سکتا ہے۔[3]

451 فائدہ 8

آیت کریمہ آدمی کی جہالت کی قباحت اور مذمت پر دلالت کرتی ہے۔[4]

452 فائدہ 9

اللہ تعالی کی ذات اور اس کے اسماء و صفات اور وعدہ و وعید اور شریعت کو نہ پہچاننا ہی زمین میں تمام جرائم کا سبب ہوتا ہے۔[5]

---

1 أيسر التفاسير: ٢/٦١٠.
2 البحر المديد: ٢/٥٩٣.
3 الجامع للاحكام القرآن: ٩/١٨٥.
4 الجامع للاحكام القرآن: ٩/١٨٥.
5 أيسر التفاسير: ٢/٦١٠.

فائدہ 10 (453)

دو نقصانات میں سے ہلکے نقصان کو ترجیح دینا ایک شرعی قاعدہ ہے جس پر متقدمین نے عمل کیا ہے اسی طرح زیادہ نقصان سے بچنے کے لیے ہلکے نقصان کو برداشت کیا جاتا ہے (جیسا کہ حضرت یوسفؑ نے اختیار کیا ہے)۔[1]

فائدہ 11 (454)

لذت جلدی ختم ہو جاتی ہے اور اس کے مقابل میں اس گناہ کا برا انجام دیر تک رہتا ہے۔[2]

فائدہ 12 (455)

عقلمند آدمی ضرورت کے وقت تک اپنے کلام کو اپنے پاس محفوظ کر لیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسفؑ نے ان عورتوں اور زلیخا سے کوئی بات نہیں کی جس کی وجہ ان کے دلوں میں ان کی ہیبت اور بڑھ گئی۔ لہٰذا خاموشی آدمی کی عزت اور مرتبے کو بلند کر دیتی ہے اور زیادہ باتیں آدمی کی ہیبت کو گھٹاتی ہیں۔[3]

فائدہ 13 (456)

اللہ کی اطاعت پر ثابت قدم رہنا زیادہ آسان ہوتا ہے اللہ کے عذاب پر صبر کرنے سے۔[4]

فائدہ 14 (457)

عاقل آدمی کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے بولنے سے پہلے سوچتا ہے اگر وہ بات اس کے لیے مفید ہو تو بولتا ہے ورنہ خاموش رہتا ہے۔[5]

---

1 أيسر التفاسير: ٢/٥٩٧.
2 نظم الدرر: ٤/٣٥.
3 إتحاف الألف: ٤٠٨.
4 المجالسة و جواهر العلم: ٤/٣٧٧.
5 المجالسة و جواهر العلم: ٤/٣٧٧.

458 فائدہ 15

آیت میں معصیت (گناہ) کو جہل کہا گیا ہے قتادہؒ فرماتے ہیں کہ "اصحاب محمد ﷺ نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ ہر وہ شخص جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے وہ جاہل ہوتا ہے"۔[1]

459 فائدہ 16

مومن اپنا کام اللہ تعالی کے سپرد کر دیتا ہے اور پریشانیوں اور فتنوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اللہ سے امداد طلب کرتا ہے اور اسی سے صبر مانگتا ہے جیسا کہ حضرت یوسفؑ نے کیا۔[2]

460 فائدہ 17

بندہ کو چاہیے کہ جب معصیت کے اسباب موجود ہوں تو اللہ کی پناہ میں آئے، اور اس کی حفاظت میں اپنے آپ کو محفوظ کرے۔[3]

461 فائدہ 18

مومن کے ہاتھوں میں جب حق کے ترازو درست ہوتے ہیں تو وہ اللہ کی رضا کے ہوتے ہوئے دنیا کے مشقت کو اور اللہ کے غضب کے ہوتے ہوئے دنیا کی راحت پر ترجیح دیتا ہے۔ لہذا نہ وہ گناہ کے قریب جاتا ہے اور اس کا مرتکب بن جاتا ہے۔[4]

462 فائدہ 19

عقل اور علم اپنے صاحب کو خیر کی طرف کھینچتے ہیں، اور اس کو شر سے منع کرتے ہیں۔[5]

---

1 إتحاف الإلف: ٤٠٩.

2 دروس مستفادہ من سورہ یوسف: ١/٢٥.

3 إتحاف الإلف: ٤١٠.

4 تیسیر الکریم الرحمن: ٤/٣٧.

5 إتحاف الإلف: ٤١٠.

فائدہ 20 (463)

جاہل آدمی کو اس کا جہل خواہشِ نفس کی طرف دعوت دیتا ہے اگرچہ وہ گناہ کے ساتھ ساتھ نقصان دینے والی ہے۔[1]

فائدہ 21 (464)

جاہلیت والے طرز اور طریقے میں پاک دامن مظلوم ہوتا ہے اور متہم بری ہو جاتا ہے۔[2]

فائدہ 22 (465)

بندہ کے پاس بچاؤ اور دفاع کے لیے کوئی طاقت نہیں الّا یہ کہ اللہ کی مہربانیوں کی پناہ میں آجائے۔[3]

فائدہ 23 (466)

بندہ گناہ سے پھر نہیں سکتا مگر یہ کہ اللہ اس کو اس گناہ سے پھیر دے۔[4]

فائدہ 24 (467)

جو مکروہ (ناپسندیدہ کام) عظیم خوش بختیاں بعد میں لاتا ہے تو وہ ممدوح ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت یوسفؑ نے بجائے لذت کے جیل میں جانے کو پسند کیا۔[5]

فائدہ 25 (468)

اس آیت کریمہ سے ایمان کامل، یقین اور اللہ کے ذکر کے ساتھ اطمینان کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ

---

1 تیسیر الکریم الرحمن: ٤/٣٧.
2 سورہ یوسف دراسة تحلیلیة: ٦٠٢.
3 إتحاف الإلف: ٤١١.
4 التفسیر الکبیر: ٩/١٣٤.
5 إتحاف الإلف: ٤١٢.

جن کے ساتھ حضرت یوسفؑ موصوف تھے۔[1]

فائدہ 469 26

اللہ تعالی کی اپنی مخلوق کے بارے میں یہ عادت رہی ہے جس نے وصالِ حرام پر جلد ملنے والی تکلیف کو ترجیح دی تو اللہ تعالی اس کو دنیاوی اور اُخروی پوری خوشیاں عطا فرمائیں گے۔ (جیسا کہ حضرت یوسفؑ کے واقعے سے ظاہر ہے)۔[2]

فائدہ 470 27

جملہ "وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی عصمت میں اللہ کی طرف محتاج ہیں۔[3]

فائدہ 471 28

آیت کریمہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اسباب ظاہریہ اختیار کرنا چاہئیے البتہ ان پر اعتماد اور بھروسہ نہیں کرنا چاہئیے۔[4]

فائدہ 472 29

گناہ کو چھوڑنے کے لیے ماحول کو چھوڑنا ضروری ہے۔[5]

فائدہ 473 30

"اَصْبُ اِلَیْهِنَّ" سے معلوم ہوتا ہے کہ متقی لوگوں سے بھی پردہ کیا جائے گا۔ لہذا بعض لوگوں سے پردہ کیا

---

1 إتحاف الإلف: ٤١٣.

2 الضوء المنير: ٣/٥٣٠.

3 رشد القرآن.

4 رشد القرآن.

5 سورہ یوسف کے 101 فوائد: ٢٣٥.

جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ میں بدکار تھوڑی ہوں یہ جاہلوں کی باتیں ہیں۔[1]

فائدہ 474 31

"مِنَ الْجٰهِلِيْنَ" سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ اجنبی عورتوں کے قریب جانا جہالت کا کام ہے۔[2]

قبولیتِ دعائے یوسفؑ

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾

چنانچہ یوسف کے رب نے ان کی دعا قبول کی، اور ان عورتوں کی چالوں سے انہیں محفوظ رکھا۔ بیشک وہی ہے جو ہر بات سننے والا، ہر چیز جاننے والا ہے۔

فائدہ 475 1

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے تضرع اور عاجزی کرتے ہیں وہ اپنی پریشانی اور مجبوری کا اظہار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول کرتا ہے جس میں ان کی درستگی اور خیر ہو۔[3]

فائدہ 476 2

اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کی دعا جلدی قبول کرتا ہے۔[4]

---

1 حكمة القرآن: ٥٤٠/٦.
2 حكمة القرآن: ٥٤٠/٦.
3 إتحاف الإلف: ٤١٤.
4 إتحاف الإلف: ٤١٦.

فائدہ 477 — 3

اللہ تعالیٰ سنتا اور جانتا ہے اور مکر و فریب، دعا اور ان دونوں کے بعد احوال کو بھی جانتا ہے۔[1]

فائدہ 478 — 4

کریم ذات کی ثناء بیان کرنا اللہ کی طرف احسان اور استجابت دعا کا ذریعہ ہوتا ہے (جیسا کہ حضرت یوسفؑ نے اپنے مولا سے عاجزی اور تضرع کے ساتھ دعا مانگی تو اللہ نے ان کی دعا قبول کر لی)۔[2]

فائدہ 479 — 5

گناہوں کے اسباب سے بچنے میں اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔[3]

قیدِ یوسفؑ بطور مصلحت

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾
پھر ان لوگوں نے (یوسف کی پاکدامنی کی) بہت سی نشانیاں دیکھ لینے کے بعد بھی مناسب یہی سمجھا کہ
انہیں ایک مدت تک قید خانے بھیج دیں۔

فائدہ 480 — 1

برأت کے شواہد اور نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی انتقام لینے پر نفس کا اصرار کرنا ظلم ہے۔[4]

---

1 دروس مستفادہ من سورہ یوسف: ٢٥.

2 إتحاف الإلف: ٤١٥.

3 سورہ یوسف کے 101 فوائد: ٤٣٦.

4 إتحاف الإلف: ٤١٨.

فائدہ 481 2

بسا اوقات اللہ تعالی مقدر میں لکھی ہوئی سختی انسان کو پہنچا دیتا ہے اور بسا اوقات اس کو لکھی ہوئی مہربانی پہنچا دیتا ہے حالانکہ مجبوری اور سختی انسان کے لیے انجام کے اعتبار سے اچھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ قید خانہ بظاہر اہانت کا سبب تھا لیکن اللہ نے اس کو حضرت یوسفؑ کیلئے عزت اور کرامت کا ذریعہ بنایا۔[1]

فائدہ 482 3

جیل میں کبھی نافرمانی کی وجہ سے جانا ہوتا ہے اور کبھی اطاعت کی وجہ سے بھی جانا ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسفؑ اس وجہ سے جیل میں گئے کہ انہوں نے زنا سے اپنے آپ کو بچایا۔[2]

فائدہ 483 4

یہ لوگ ظالم تھے کہ گناہ ایک نے کیا تھا اور جیل میں دوسرے کو ڈالا، اور بادشاہ لوگ ہمیشہ کے لیے ایسے ہی پاک دامن لوگوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ اکثر لوگ قید خانوں میں بے گناہ ہوتے ہیں۔[3]

دو شاہی قیدیوں کے خواب

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۖ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣٦﴾

اور یوسف کے ساتھ دو اور نوجوان قید خانے میں داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک نے (ایک دن یوسف سے) کہا کہ: میں (خواب میں) اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں۔ اور دوسرے نے کہا

1 إتحاف الإلف: ٤١٨.
2 مؤتمر تفسير سورة يوسف: ١/٦٤٦.
3 حكمة القرآن: ٦/٥٤١.

کہ: میں (خواب میں) یوں دیکھتا ہوں کہ میں نے اپنے سر پر روٹی اٹھائی ہوئی ہے (اور) پرندے اس میں
سے کھا رہے ہیں۔ ذرا ہمیں اس کی تعبیر بتاؤ، ہمیں تم نیک آدمی نظر آتے ہو۔

484 فائدہ 1

خوابوں کی تعبیر نکالنا روح کی صفائی اور فراست و دانائی کی طاقت کے تابع ہوتا ہے۔ اور یہ علم حضرت یوسفؑ کے پاس علمِ لدنی کے طور پر تھا۔[1]

485 فائدہ 2

جس آدمی سے نیک اور احسان کے کام صادر ہوتے ہیں تو یہ کام اس کو مرجعِ اعتماد بنا دیتے ہیں اور نظریں اس کی طرف پھیر دیتے ہیں۔ علامہ ابن عطیہؒ فرماتے ہیں کہ "لوگوں کا میلان ان کے حسن گفتگو، فضیلت اور ان کی اعلیٰ ظرفی کی وجہ سے تھا پریشان لوگوں کو تسلی دیتے تھے، جیل میں مریضوں کی عیادت کرتے تھے اور خیر کی طرف بلاتے تھے"۔[2]

486 فائدہ 3

ایک نیک شخص سے کوئی حاجت طلب کرنے میں اس کے احسان کے ذریعے قرب حاصل کرنا جائز ہے۔ علامہ سعدی فرماتے ہیں: کہ "مِنَ الْمُحْسِنِينَ" کا مطلب یہ ہے کہ آپ مخلوق کے ساتھ احسان کرنے والوں میں سے ہیں تو ہمارے اوپر بھی احسان کر کے ہمیں ہمارے خوابوں کی تعبیر بتا دیں۔ (جیسا کہ آپ نے ہمارے علاوہ اوروں کے ساتھ احسان کیا ہے تو انہوں نے حضرت یوسفؑ کے سامنے ان کا احسان وسیلہ بنایا)۔[3]

487 فائدہ 4

عالی نسب شخص کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ اہل فضل لوگوں کی فضیلت کا اقرار کرے اور اہل احسان کے

---

1 ایسر التفاسیر: ۲/۶۱۲

2 [illegible] ۲.

3 [illegible] الرحمن، ۴/۱۲.

احسان کا اعتراف کرے۔ جیسا کہ ان دو بڑوں نے کیا۔[1]

فائدہ 5 (488)

کلمہ "الْمُحْسِنِيْنَ" کا اطلاق صادقین، موحدین اور علماء کو بھی شامل ہوتا ہے۔[2]

فائدہ 6 (489)

جیسا بندے پر اللہ تعالی کی بندگی آسودگی اور خوشحالی میں لازم ہے اسی طرح اس کی بندگی تنگدستی میں بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسفؑ اللہ کی طرف بلاتے رہتے تھے اور جب جیل میں داخل ہوئے تب بھی اسی پر قائم رہے اور ان دو قیدیوں کو توحید کی دعوت دی اور شرک سے منع کیا۔[3]

فائدہ 7 (490)

صحبت کے برکات ہوا کرتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت یوسفؑ کی خلاصی کا سبب وہی ساتھی بنا جس کو بتایا تھا کہ میرا تذکرہ بادشاہ کے سامنے کرنا۔ پھر بادشاہ نے جب خواب دیکھا تو اسی ساتھی نے ان کا تذکرہ بادشاہ کے سامنے کیا اور پھر آکر حضرت یوسفؑ سے کہنے لگا "يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا" لہذا صحبت کے اثرات ہوتے ہیں اگرچہ دیر سے کیوں نہ ہوں۔[4]

فائدہ 8 (491)

خواب کی تعبیر نیک عقلمند شخص سے پوچھنی چاہیئے، جیسا کہ آیت کریمہ سے ظاہر ہے۔[5]

---

1 إتحاف الألف: ٤٢٣.
2 تفسير السمرقندي: ٢/١٦١.
3 تيسير الكريم الرحمن: ٤/٣٧.
4 إتحاف الألف: ٤٢٧.
5 الجواهر.

فائدہ 9 (492)

آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جیل میں تین قسم کے لوگ ہوا کرتے ہیں۔

۱): مجرم لوگ۔ جیسا کہ مصر کے بادشاہ کا نان بھائی۔

۲): متہم لوگ۔ جیسا کہ مصر کے بادشاہ کو شراب پلانے والا۔

۳): بے گناہ لوگ۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام۔[1]

فائدہ 10 (493)

یوسفؑ جیل میں بھیجے گئے جو مجرموں اور بدمعاشوں کی بستی ہوتی ہے۔ مگر یوسفؑ نے ان کے ساتھ بھی حسن اخلاق اور حسن معاشرت کا وہ معاملہ کیا جس میں یہ سب گرویدہ ہو گئے۔ جس سے معلوم ہوا کہ مصلحین کے لیے لازم ہے کہ مجرموں و خطاکاروں سے شفقت و ہمدردی کا معاملہ کر کے ان کو اپنے سے مانوس و مربوط کریں کسی قدم پر منافرت کا اظہار نہ ہونے دیں۔[2]

تعبیر سے قبل تسلّی اور دعوتِ توحید

قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ۚ ذَٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي ۚ إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿٣٧﴾

یوسف نے کہا: جو کھانا تمہیں (قید خانے میں) دیا جاتا ہے، وہ ابھی آنے نہیں پائے گا کہ میں تمہیں اس کی حقیقت بتا دوں گا یہ اس علم کا ایک حصہ ہے جو میرے پروردگار نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ (مگر اس سے

---

1 (الجواهر).

2 معارف القرآن: ٥/٦٩.

پہلے میری ایک بات سنو) بات یہ ہے کہ میں نے ان لوگوں کا دین چھوڑ دیا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں ر

کھتے، اور جو آخرت کے منکر ہیں۔

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾

اور میں نے اپنے باپ دادا ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے دین کی پیروی کی ہے۔ ہمیں یہ حق نہیں ہے کہ

اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک ٹھہرائیں۔ یہ (توحید کا عقیدہ) ہم پر اور تمام لوگوں پر اللہ کے فضل کا

حصہ ہے، لیکن اکثر لوگ (اس نعمت کا) شکر ادا نہیں کرتے۔

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾

اے میرے قید خانے کے ساتھیو! کیا بہت سے متفرق رب بہتر ہیں، یا وہ ایک اللہ جس کا اقتدار سب پر

چھایا ہوا ہے؟

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾

اس کے سوا جس جس کی تم عبادت کرتے ہو، ان کی حقیقت چند ناموں سے زیادہ نہیں ہے جو تم نے اور

تمہارے باپ دادوں نے رکھ لیے ہیں۔ اللہ نے ان کے حق میں کوئی دلیل نہیں اتاری۔ حاکمیت اللہ کے

سوا کسی کو حاصل نہیں ہے، اسی نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ یہی سیدھا سیدھا

دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

(آیت نمبر 37 کے فوائد)

494 فائدہ 1

اپنے علم کو منوانے کے لیے اگر کسی نے اپنی تعریف کی، اور اپنے اقتداء کے لیے رہنمائی کی تو یہ تزکیہ نفس کے زمرے میں نہیں آتا۔[1] علامہ بقاعیؒ فرماتے ہیں کہ جب کسی صاحب علم سے کوئی سوال کرے تو اس پر لازم ہے کہ جواب دینے سے پہلے وہ نصیحت کرے جو اس کو اہم لگتا ہو اور اپنی ذات کی ایسے تعریف بیان کرے جس میں اس کے علم کے قبول کرنے کی طرف ترغیب ہو۔ اگر حال اس کا محتاج ہو اور یہ تزکیہ نفس کے زمرے میں نہیں آتا۔[2]

495 فائدہ 2

علامہ الوسیؒ لکھتے ہیں کہ "یہ طریقہ اور انداز جو حضرت یوسفؑ نے اختیار کیا تھا ہر ذی عقل شخص پر لازم ہے کہ اس کو اختیار کرے جب کوئی جاہل اور فاسق آدمی سوال کرے کہ پہلے اس کو نصیحت کرے، اس کی رہنمائی کرے اور اس کو اس طرف دعوت دے جو اس کے لئے بہتر ہو پھر فتویٰ دے"۔[3]

496 فائدہ 3

تفصیل اور تفسیر بتانے سے پہلی خوشخبری دینی چاہیئے جیسے کہ حضرت یوسفؑ نے خواب کی تعبیر بتانے سے پہلے خوشخبری سنادی، یہاں تک نفوس ان باتوں کو قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو جائیں جو ان کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔[4]

---

1 البحر المحیط: ۲۷٦.
2 نظم الدرر: ٤/۳۹.
3 روح المعانی و الکشاف: ۲/۲۵٦.
4 إتحاف الإلف: ۳۲۲.

فائدہ 4 (497)

انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالی بعض غیب پر مطلع فرماتے ہیں ابن عطیہؒ فرماتے ہیں کہ "حضرت یوسفؑ نے ان کو بتایا کہ وہ ایسے مغیبات کو جانتا ہے جن کا تعلق خوابوں کے ساتھ نہیں ہے تو ان کا خبر دینا ایسا ہی تھا جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ کا خبر دینا تھا"۔[1]

فائدہ 5 (498)

اللہ تعالی اور یوم آخرت پر ایمان نہ رکھنا تمام شرور اور نقصانات کی جڑ ہے۔ جیسا کہ اس کے مقابل میں اللہ اور آخرت پر ایمان ہر خیر اور نفع کی اصل ہے۔[2]

فائدہ 6 (499)

خوابوں کے تعبیر اور مغیبات کی خبر دینا علم کی بنیاد پر ہوتا ہے، کہانت اور علم نجوم کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ علامہ قاسمیؒ تفسیر میں فرماتے ہیں "یہ تاویل اور مغیبات سے خبر دینا "مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي" یعنی وحی اور الہام کی وجہ سے ہے نہ کہانت اور علم نجوم کی وجہ سے"۔[3]

فائدہ 7 (500)

فضل و احسان سارے کا سارا اللہ کا ہوتا ہے جس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے۔ یہاں بھی حضرت یوسفؑ نے اپنی تعلیم کی نسبت اللہ کی طرف کی ہے اور ان کے علم، ادب اور فضل کے ایک کمال میں سے ہے کہ انہوں نے تمام فضل کی نسبت اللہ کی طرف کی ہے۔ اس کا دعوی نہیں کیا کہ اس کا قابل ہوں اور نہ یہ دعوی کیا کہ یہ علم ان کا ذاتی علم ہے یا ایسے معلومات ہیں کہ جو انہوں نے اپنی کوشش اور محنت سے حاصل کی ہیں بلکہ

---

1 المحرر الوجيز: ٣/٢٤٤.

2 مؤتمر تفسير سورة يوسف: ٢/٦٩٤.

3 محاسن التأويل: ٦/٢٣٣.

فرمایا "ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي"۔[1]

فائدہ 8 (501)

آیت کریمہ سے اس شخص کی فضیلت معلوم ہوتی ہے جو علم سیکھے اور سکھائے، لہذا داعی الی اللہ کو چاہیئے کہ لوگوں کو اس علم میں سے سکھائے جو اللہ نے دیا ہے اس لیے کہ علم کا شکریہ یہ ہے کہ اس کو پھیلائے۔[2]

فائدہ 9 (502)

فضل وکرم اور احسان کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کرنا واجب ہے۔ علامہ شوکانیؒ نے لکھا ہے کہ "پھر حضرت یوسفؑ نے ان کے سامنے یہ بیان کیا کہ یہ اعلی تربیت اور سارے علوم جو مجھے ملے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ میں نے اس ملت کو چھوڑ دیا ہے جس کے اہل کا اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں ہے۔ اور میں نے اپنے آباو اجداد کی ملت کی تابعداری کی ہے"۔[3]

فائدہ 10 (503)

کفر اور شرک کے طریقے کو چھوڑ دینا اور انبیاء علیہم السلام کے طریقے پر چلنا چاہیے جیسا کے آیت سے ظاہر ہے۔[4]

فائدہ 11 (504)

آیت سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ دوسری بات میں اس لیے شروع ہونا مناسب ہے کہ مریض (جس کو اسباب موت حاضر ہوں) مرض کو بھلا دے، اور ایمان لائے، تاکہ اس کی آخرت سالم رہے۔ مفسر ابوحیانؒ نے لکھا ہے کہ "جب یوسفؑ کو روٹی دیکھنے والے کے بارے میں خواب کی تعبیر سے پتہ چلا کہ اس کے قتل

---

1 إتحاف الإلف: ٤٣٢.
2 إتحاف الإلف: ٤٣٢.
3 فتح القدير: ٣/٣٦.
4 إتحاف الإلف: ٤٣٦.

کے بارے میں حکم جاری ہوگا تو حضرت یوسفؑ ان سے خواب کا حکم بھلانے اور ان کے ایمان لانے کی طمع رکھنے میں دوسری بات شروع کر دی تاکہ مقتول ایمان لاکر اس کی آخرت بچ جائے۔[1]

فائدہ 12 (505)

تمام انبیاء کرام اور رسول علیہم السلام حکیم مہربان اور عمدہ اخلاق اور آداب والے ہوتے ہیں۔[2]

فائدہ 13 (506)

جو داعی سختی یا آسودگی میں تالیفِ قلب کے دوران دعوت دیتا ہے اس کے ذمہ لازم ہے کہ اپنی طاقت کے اظہار میں اور موھوبہ طاقت ان کی خدمت میں مسخر کرنے میں بخل سے کام نہ لے۔ خاص کر جب قبضہ ایمانیہ میں گرفتار ہو۔[3]

فائدہ 14 (507)

علم تعبیر علوم شریعہ میں سے ہے، اور فتوی میں داخل ہے۔[4]

فائدہ 15 (508)

مرشد تھانویؒ نے فرمایا کہ کوئی عالم دین اگر اپنے کمالات و اوصاف اس نیت سے بیان کرے کہ لوگ ان سے نفع اٹھائیں تو جائز ہے۔[5]

فائدہ 16 (509)

ہر مسلمان پر فرض عائد ہوتا ہے کہ اسے جب بھی چانس ملے فریضہ تبلیغ کو احسن طریقے سے انجام دے

---

1 البحر المحیط: ٦/٢٧٦.

2 إتحاف الألفة: ٤٣٧.

3 دروس مستفادة من سورة يوسف: ٢٧.

4 تيسير الكريم الرحمن: ٤/٣٨.

5 تفسیر ماجدی: ١٦٤٣.

جس طرح یوسف علیہ السلام نے موقع ملتے ہی تبلیغِ دین کے کام کو اولویت دی۔[1]

(آیت نمبر 38 کے فوائد)

510 فائدہ 1

حق کے باب میں سلف صالحین کا تذکرہ حق کی دلیل میں رسوخ کو بڑھا دیتا ہے۔[2]

511 فائدہ 2

تخلیہ تحلیہ سے پہلے ہوا کرتا ہے۔ حضرت یوسفؑ نے "تخلی عن شرک" کو پہلے ذکر فرمایا پھر "تحلی بالتوحید" جو کہ دین ابراہیمی ہے کو ذکر فرمایا۔

512 فائدہ 3

بندوں پر اللہ تعالی کی نعمتوں میں سب سے عظیم یہ ہے کہ ان کو توحید کی توفیق دے جیسا کہ حضرت یوسفؑ پر یہ احسان کیا تھا۔[3]

513 فائدہ 4

دعوت میں ترغیب دلانے کے لیے اپنے آپ کو اور آباء و اجداد کو توحید کے ساتھ موصوف کرنا دعوت اور داعی کی حکمتوں میں سے ایک حکمت ہے۔[4]

514 فائدہ 5

آیت کریمہ میں اس طرف اشارہ ہے کہ توحید ایک عظیم نعمت ہے۔ اکثر لوگ اس کا شکر ادا کرنے سے

---

1 معالم العرفان: ١٠/٦٧٧.
2 التحرير والتنوير: ١٢/٢٧٢.
3 إتحاف الإلف: ٤٤.
4 المحرر الوجيز: ٣/٢٤٥.

غافل ہیں۔[1]

فائدہ 6 (515)

انبیاء کرام علیہم السلام زنا اور شرک سے معصوم ہوتے ہیں جیسا کہ آیت کریمہ میں اس کی طرف اشارہ ہے۔[2]

فائدہ 7 (516)

شرک اور اہل شرک سے برأت حاصل کرنا واجب ہے۔[3]

فائدہ 8 (517)

لفظ "آباء" کا اطلاق اجداد پر ہوتا ہے کیونکہ ہر ایک اپنے بعد والے کے لیے "أَب" ہوا کرتا ہے۔[4]

فائدہ 9 (518)

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا حرام ہے۔ اگرچہ چھوٹا ہو یا حقیر ہو، بت ہو، یا فرشتہ ہو یا جن یا اس کے علاوہ اور کوئی مخلوق ہو۔ علامہ قاسمیؒ نے لکھا ہے کہ "مِنْ شَيْءٍ" مفعول بہ میں "مِن" کا زائد لانا عموم کی تاکید کے لیے ہے۔ یعنی ہم اللہ کے ساتھ اشیاء میں سے کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتے خواہ قلیل ہو، حقیر، بت ہو، فرشتہ جن ہو یا کوئی اور چیز"۔[5]

---

1 إتحاف الإلف: ٤٤٠.
2 إتحاف الإلف: ٤٤٠.
3 أيسر التفاسير: ٢/٦١٢.
4 أيسر التفاسير: ٢/٦١٢.
5 محاسن التأويل: ٦/٢٢٤.

فائدہ 10 (519)

آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کی نعمتوں پر شکر ادا کرنے والے کم ہوتے ہیں۔[1]

فائدہ 11 (520)

اس بات پر کئی دلائل عقلیہ اور نقلیہ وارد ہیں کہ منعم کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔[2]

فائدہ 12 (521)

جس نے ہدایت کے راستے کو اپنا لیا اور انبیاء علیہم السلام کے راستے کی اتباع کی، اور گمراہیوں کے راستوں سے اعراض کیا تو اللہ تعالی اس کے دل میں ہدایت ڈال دے گا اور وہ علم دے گا جو وہ جانتا نہ ہو اور اس کو امام بنا دے گا جس کی خیر کے کاموں میں اتباع کی جائے گی اور ہدایت کے راستے کی طرف داعی بنا دے گا۔

فائدہ 13 (522)

آیت کریمہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس ملت پر حضرت ابراہیمؑ، اسحاقؑ و یعقوبؑ تھے ایک ہی ملت تھی اور ملت توحید تھی جس پر سارے انبیاء علیہم السلام تھے۔[3]

فائدہ 14 (523)

اللہ کی طرف دعوت دینے والے لوگوں سے عالی صفات اور عمدہ اخلاق کے ساتھ ممتاز ہوتے ہیں اور حضرت محمد ﷺ کی اقتدا کرتے ہیں۔[4]

---

1 إتحاف الإلف: ٤٤٢.

2 نظم الدرر: ٤/٤٠.

3 إتحاف الإلف: ٤٤٤.

4 دروس مستفادہ من سورہ یوسف: ٥.

فائدہ 15 (524)

داعی الی اللہ صرف اس پر اکتفا نہیں کرتا کہ لوگوں کو خالق کی راہنمائی کرے۔ بلکہ اس کی پوری ممکن کوشش ہوتی ہے کہ ان کو اللہ کی نعمتوں کا معترف بنادے اور ان میں شکر ادا کرنے کا وہ مادہ بیدار کرے جو ان کو شکر ادا کرنے پر ابھارے۔[1]

فائدہ 16 (525)

توحید کی طرف دعوت دینا ایک ضروری امر ہے اور شرک کے بارے میں کوئی نرمی اور رعایت نہیں کرنی چاہیئے اور اس کی مخالفت میں مداہنت سے کام نہیں لینا چاہیئے۔

فائدہ 17 (526)

توحید مستحکم اور پختہ تب ہوتی ہے جب بندہ اپنے مولا کا شکر گزار بن جائے۔[2]

فائدہ 18 (527)

کمالات کا راستہ اور کرامات کے ذریعے کامیابی کا راستہ اتباع ہی ہے۔ ابو السعودؒ فرماتے ہیں کہ "وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ" یعنی حضرت یوسفؑ نے یہ کمالات اور کرامات اپنے آباء و اجداد کی ملت کی اتباع کی وجہ سے حاصل کی اور کافر قوم کی ملت کے اتباع نہیں کی۔[3]

فائدہ 19 (528)

سلف صالحین (جیسے چار ائمہ کرام) اور محدثین میں سے کسی ایک کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا جائز ہے۔ (جیسا کہ آیت کریمہ سے ظاہر ہے)۔[4]

---

1 دروس مستفادہ من سورہ یوسف: ۷.

2 إتحاف الإلف: ٤٤٦.

3 تفسیر ابو السعود: ٤/٢٧٧.

4 ذخیرۃ الجنان.

فائدہ 529 — 20

شرک خواہ کم ہو یا زیادہ حرام اور ناجائز ہے۔ حضرت یوسفؑ نے یہ بیان کیا کہ بندے کے لیے جائز نہیں کہ اپنے رب کے ساتھ کسی چیز کو خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی شریک ٹھہرائے۔ اس لیے شرک ایک عظیم ظلم ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ ہرگز مشرک کو معاف نہیں کرتا جیسا کہ سورۃ النساء (آیت نمبر: ۴۸، ۱۱۶) میں اسکی تصریح ہے۔[1]

فائدہ 530 — 21

اہل علم اور راست گو آباء واجداد کی اتباع قابل فخر بات ہے، اور یہی چیز یوسفؑ نے اپنے ساتھی قیدیوں کے سامنے بیان کی۔[2]

آیت نمبر 39 کے فوائد

فائدہ 531 — 1

"صَاحِبَيِ السِّجْنِ" میں صحبت کے اضافت سجن کی طرف ہونے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ دونوں جیل کے ساتھی تھے نہ کہ دین اور عقیدہ کے، اور حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں فرمایا "اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ" اس میں آپ ﷺ کی طرف اضافت کی گئی ہے۔ لہذا اس میں اشارہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ آپ ﷺ کے دین اور عقیدہ میں صاحب ہیں۔ لہذا روافض کا یہ قول باطل ہے کہ اس آیت سے حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔[3]

---

1 إتحاف الإلف: ٤٤٨.

2 معالم العرفان: ١٠/٤.

3 رشد القرآن.

532 فائدہ 2

دعوت الی اللہ کے لیے فرصت کو غنیمت سمجھنا واجب ہے۔[1]

533 فائدہ 3

آلہہ متفرق نہیں ہو سکتے۔ مفسر قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ "تَفَرَّقَ" میں اشارہ کیا کہ اگر آلہہ مختلف ہوتے تو ارادے بھی ان کے مختلف ہوتے اور بعض بعض پر غالب آتے اور جب مغلوب ہوتے تو آلہہ نہ ہوتے۔[2]

534 فائدہ 4

چاہیئے کہ لوگوں سے خطاب ان کے عقول اور سمجھ کے مطابق کیا جائے۔ ابن عاشور فرماتے ہیں کہ "حضرت یوسفؑ کا مقصد اپنے کلام سے ان کے دین کو باطل ثابت کرنا تھا، اس لیے ان کے کلام میں استفہام تقریری ہے اور انہوں نے ایسے خطاب کے ساتھ استدلال کیا جو عام افہام کے قریب تھا"۔[3]

535 فائدہ 5

ہر مشکل کام میں پوچھنا ایک جائز عمل ہے۔ (جیسا کہ ان دونوں نے حضرت یوسفؑ سے اپنے خوابوں کے بارے میں پوچھا تھا)۔[4]

536 فائدہ 6

صرف توحید فی الربوبیت انسان کو کفر سے نہیں نکال سکتی جب اس کے ساتھ توحید فی العبادت نہ ہو۔[5]

---

1 أيسر التفاسير: ٢/٦١٥.
2 الجامع: ٩/١٩٢.
3 التحرير و التنوير: ١٢/٢٧٤.
4 أيسر التفاسير: ٦١٥.
5 إتحاف الإلف: ٤٦٠.

فائدہ 7 (537)

داعی الی اللہ پر لازم ہے کہ قدم قدم پر احتیاط اور نرمی کے ساتھ عقیدہ اور شرک کے فساد اور اپنے عقیدہ توحید کی وضاحت کرے۔ (جیسا کہ حضرت یوسفؑ نے کیا ہے)۔[1]

فائدہ 8 (538)

توحید کی تقریر اور بیان گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بیان کے طریقے پر کرنا چاہئیے۔[2]

فائدہ 9 (539)

عالم دین کو چاہئیے کہ اپنے علم پھیلانے میں بخل نہ کرے اگرچہ مسافر ہو حضرت یوسفؑ اہل مصر کے خیر خواہ تھے حالانکہ وہ ان کے ملک میں مسافر تھے۔[3]

فائدہ 10 (540)

حق کی طرف دعوت دینا دلیل اور برہان کے ساتھ ہونا چاہئیے۔ (جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے)۔[4]

فائدہ 11 (541)

"الاھمّ فالاھمّ" قاعدہ پر عمل کرنا چاہئیے اور جب مفتی سے کوئی بات پوچھی جائے، اور سائل کو اس سے بڑھ کر اور بات کی ضرورت ہو تو مفتی کو چاہئیے کہ سوال کا جواب دینے سے پہلے اس کو وہ بات بتادے جس کی طرف محتاج ہو، اور یہ معلم کی خیر خواہی ہے، اور اسکی ذہانت اور اچھی راہنمائی اور تعلیم کی علامت ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسفؑ نے خواب کی تعبیر بتانے سے پہلے ان کو توحید کی طرف دعوت دی۔[5]

---

1 إتحاف الإلف: ٤٦٢.
2 أيسر التفاسير: ٤١٥.
3 إتحاف الإلف: ٤٦٣.
4 إتحاف الإلف: ٤٦٣.
5 تيسير الكريم الرحمٰن: ٤/٣٧.

فائدہ 12 (542)

توحید کی طرف دعوت دینا چاہیئے اور غیر اللہ کی مدد کی مذمت بیان کرنی چاہیئے۔ جیسا کہ حضرت یوسف کی دعوت سے ظاہر ہے۔[1]

فائدہ 13 (543)

اصلاح (عقائد اور اعمال کی درستگی) کے باب میں توحید کی طرف دعوت دینا تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ اور راستہ ہے۔[2]

فائدہ 14 (544)

داعی الی اللہ ایک ایسے مومن کا نمونہ ہوتا ہے، جو اپنے دعوت کے ساتھ عامل بھی ہوتا ہے، اپنے دین میں تکالیف اٹھانے والا ہوتا ہے، اپنے رب کے نور سے لینے والا ہوتا ہے اور اپنے رب کی ہدایت کو لوگوں میں پھیلانے والا ہوتا ہے۔[3]

فائدہ 15 (545)

معبود برحق عزیز (غالب) اور قہار (زبردست) ہوتا ہے۔ جیسا کہ آیت میں اس کی طرف اشارہ ہے۔[4]

فائدہ 16 (546)

توحید کی دعوت سب سے پہلے دینی چاہیئے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اصلاحِ عقائد کی طرف دعوت دینا اور بت پرستی کی جگہ توحید رکھنا ایک اہم ترین کام ہے جس سے مقصود نفوس کو ایک ملت سے دوسری ملت کی طرف منتقل کرنا ہوتا ہے، اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ لوگوں کو ایک عقیدے سے دوسرے عقیدے کی طرف

---

1 إتحاف الإلف: ٤٦٧.
2 إتحاف الإلف: ٤٦٨.
3 إتحاف الإلف: ٤٦٦.
4 إتحاف الإلف: ٤٧٢.

لے جانا داعی اور مدعو دونوں کے لیے ایک مشکل ترین کام ہے، لہذا سب سے پہلے توحید کی دعوت دینا واجب ہے۔[1]

(آیت 40 کے فوائد)

فائدہ 547 — 1

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ہر زمانے اور ہر جگہ مشرکین غیر اللہ کی عبادت میں صرف خواہشات نفسانیہ کی تابعداری کرتے ہیں۔[2]

فائدہ 548 — 2

اس آیت میں شرک اور مشرکین کے عیوب کو کھولا گیا ہے اور مشرکین کی بے وقوفی بھی ذکر کی گئی ہے کہ یہ صرف ایسے ناموں کی عبادت کرتے ہیں جن کے مسمیات ہی نہیں۔[3]

فائدہ 549 — 3

اس دلیل کی اتباع واجب ہے اور اس کی تعظیم ہونی چاہیئے جو اللہ کی طرف سے قرآن اور سنت نبوی ﷺ کی شکل میں موجود ہے اور جو انسان اچھا سمجھے تو اس کی اتباع لازم نہیں ہاں اگر وہ دلیل اور برہان کے موافق ہو۔[4]

فائدہ 550 — 4

ہر چیز میں اللہ تعالی کی حاکمیت چلتی ہے۔[5]

---

1 إتحاف الإلف: ٤٧١.
2 أيسر للتفاسير: ٥/١٩٣.
3 محاسن التأويل: ٦/٢٢٦.
4 إتحاف الإلف: ٤٧٦.
5 أيسر التفاسير: ٢/٦١٥.

فائدہ 5 (551)

حق وہ ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ حق کہے اور باطل وہ ہے جس کو اللہ باطل کہے اور دین وہ ہوتا ہے جس کو اللہ نے مشروع کیا ہو۔[1]

فائدہ 6 (552)

یقیناً یہ دین حق، عدل اور استقامت کا دین ہے۔ جس نے اس کو اختیار کیا کبھی بھی گمراہ نہیں ہوگا۔[2]

حافظ ابن کثیرؒ "ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں یعنی یہ دین جس کی طرف میں تمہیں دعوت دیتا ہوں، یعنی اللہ کی وحدانیت اور اس کے لیے عمل کو خالص کرنا یہی دین مستقیم ہے۔ جس کا اللہ نے حکم دیا ہے اور اسی پر وہ حجت اور برہان نازل کیا ہے جو اللہ کو محبوب اور پسندیدہ ہے۔[3]

فائدہ 7 (553)

بُت اور اللہ کے ساتھ شرکاء صرف نام ہیں۔ جنکے کوئی معانی نہیں اور نہ وہ ضرر دے سکتے ہیں، نہ نفع پہنچا سکتے ہیں۔ علامہ قرطبیؒ "مَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّآ اَسْمَآءً" کی تفسیر میں لکھتے ہیں یعنی تم عبادت نہیں کرتے مگر بتوں کی جن کے لیے الوہیت میں سے کچھ بھی نہیں سوائے نام کے کیونکہ یہ تو جمادات ہیں۔[4]

فائدہ 8 (554)

داعی الی اللہ پر لازم ہے کہ مشرکین کے اپنے آلہہ پر بھروسہ کے زور کو ہلانے اور اپنے دین کو تھامے رکھنے کی طاقت کو کمزور کرانے اور ان کے عقائد میں شرک کے ہر اثر کو مٹانے میں پوری ممکن کوشش کریں۔[5]

---

1 أيسر التفاسير: ٢/٦١٥.
2 نظم الدرر: ٤/٢٤.
3 مختصر ابن كثير: ٢/٢٥٠.
4 الجامع لأحكام القرآن: ٩/١٩٢.
5 إتحاف الألف: ٤٨٢.

فائدہ 9 — 555

جس نے غیر اللہ کی عبادت کی اور غیر اللہ کو پکارا تو یقیناً اس نے بغیر برہان اور دلیل کے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا۔[1]

فائدہ 10 — 556

عدم علم اضطراب کو پیدا کرتا ہے، اور عقل سے فائدہ نہ لینا شرک میں واقع ہونے کو پیدا کرتا ہے۔[2] علامہ بقاعیؒ "وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں "یعنی ان کے پاس علم نہیں اس لیے کہ یہ اپنے عقول سے فائدہ نہیں اٹھاتے تو گویا یہ چوپاؤں میں شمار ہوئے، اسی وجہ سے یہ اللہ کو عبادت میں ایک نہیں مانتے۔[3]

فائدہ 11 — 557

ہدایت یافتہ عاقل بندہ عبادت کے کاموں میں صرف اللہ کی طرف سے نازل شدہ اس حجت کی پیروی کرتا ہے جو بواسطہ رسول اس تک پہنچا ہو۔[4]

فائدہ 12 — 558

ہر وہ نام جس پر آسمانی دلیل موجود نہ ہو تو وہ اصولِ ایمان سے نہیں بن سکتا۔[5]

فائدہ 13 — 559

اللہ پر ایمان لانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ پہلے غیر اللہ کا انکار کرے۔ یہی وجہ ہے کہ کلمہ توحید ان دو

---

1 إتحاف الإلف: ٤٨٢.
2 إتحاف الإلف: ٤٨٢.
3 نظم الدرر: ٤/٤٢.
4 إتحاف الإلف: ٤٨٣.
5 إتحاف الإلف: ٤٨٤.

معنی پر مشتمل ہے "لا الہ" میں تمام معبودان باطلہ سے انکار ہے، اور "إلّا اللہ" میں ایمان باللہ وحدہ کا اثبات ہے۔[1]

560 فائدہ 14

آلہہ مزعومہ (بت وغیرہ) صرف نام ہوتے ہیں جو لوگوں نے اپنی طرف سے گھڑ لیے ہیں۔ الوہیت میں سے ان کیلئے سوائے نام کے کچھ بھی نہیں ہے۔[2]

561 فائدہ 15

توحید کی طرف دعوت دینا ہی دین مستقیم اور سیدھا دین ہے، جس میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں ہے۔[3]

562 فائدہ 16

دعوت کے اصول میں سے ایک یہ ہے کہ داعی کو مخاطب کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ جیسا کہ حضرت یوسفؑ کے اس قول "ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ" سے واضح ہو رہا ہے کیونکہ ان کے مخاطبین اکثر غلام تھے۔

563 فائدہ 17

"وَاٰبَآؤُكُمْ" میں اشارہ ہے کہ دینِ شرک محض اندھی تقلید کے بل بوتے پر چل رہا ہے۔[4]

---

1 الحفاظ الف: ٤٨٣.

2 التفسير المنير: ١٢/٣٦٧.

3 التفسير المنير: ١٢/٣٧٦.

4 تفسير ماجدي: ١٦٤٦.

قیدیوں کے خوابوں کی تعبیر

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿٤١﴾

اے میرے قید خانے کے ساتھیو! (اب اپنے خوابوں کی تعبیر سنو) تم میں سے ایک کا
معاملہ تو یہ ہے کہ وہ (قید سے آزاد ہو کر) اپنے آقا کو شراب پلائے گا۔ رہا دوسرا تو اسے
سولی دی جائے گی، جس کے نتیجے میں پرندے اس کے سر کو (نوچ کر) کھائیں گے۔ جس
معاملے میں تم پوچھ رہے تھے، اس کا فیصلہ (اسی طرح) ہو چکا ہے۔

فائدہ 564 — 1

حالیہ اتفاق اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ مآل میں بھی اکٹھے ہوں۔ علامہ قشیریؒ فرماتے ہیں کہ "دونوں قیدی سوال، حکم اور جیل میں داخل ہونے میں مشترک تھے لیکن مآل (آئندہ زمانے) میں جدا ہوئے ایک کو سولی پر لٹکایا گیا اور دوسرا بادشاہ کے قریب ہوا۔[1]

فائدہ 565 — 2

لفظ "رب" کا اطلاق کسی چیز کے مالک اور سید پر بھی ہوتا ہے۔[2]

فائدہ 566 — 3

آیت سے معلوم ہوا کہ "الثانی" کو "الآخر" بھی کہا جا سکتا ہے۔[3]

---

1 الطائف و الإشارات: ٣/١٨٦.
2 زاد المیسر: ٤/٢٢٧.
3 إتحاف الإلف: ٤٨٧.

فائدہ 4 (567)

خواب یا غیرِ خواب کے بارے میں جب سائل پوچھتا ہے تو جواب میں ایسی بات کو پوشیدہ رکھنا جائز ہے جو سائل کو پریشان کرتی ہو۔ جیسا کہ حضرت یوسفؑ نے تعبیر بتاتے وقت نان بائی کی تعین نہیں کی۔[1]

فائدہ 5 (568)

جنت کی نعمت کے علاوہ ہر نعمت زائل ہونے والی ہے، اور جہنمیوں کے غم کے علاوہ ہر غم زائل ہونے والا ہے۔[2]

فائدہ 6 (569)

چاہیئے کہ علم کو بلا کسی تاخیر اور شرط کے پھیلایا جائے۔ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ "حضرت یوسفؑ کے پاس جو علم تھا اس کو بغیر کسی تاخیر اور شرائط کے خرچ کیا۔ اور جیل سے جلدی نکلنے کا مطالبہ بھی نہیں کیا بلکہ ان کے سوال کا جواب دیا اور بادشاہ کے خواب کی تعبیر بھی بتادی۔[3]

فائدہ 7 (570)

جس جزم اور وثوق کے ساتھ حضرت یوسفؑ نے یہ ارشاد فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ کی تعبیر وحی الٰہی کے ماتحت تھی۔[4]

---

1 إتحاف الألف: ٤٨٧.

2 المجالسة و جواهر العلم: ٤/٣٦٤.

3 البداية والنهاية: ٢٠٩/١/٢.

4 تفسير ماجدی: ١٦٤٧.

نجات پانے والے قیدی سے یوسفؑ کی ایک درخواست

وَ قَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ فَاَنْسٰىهُ الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ ﴿۴۲﴾

اور ان دونوں میں سے جس کے بارے میں ان کا گمان تھا کہ وہ رہا ہو جائے گا، اس سے یوسف نے کہا کہ: اپنے آقا سے میرا بھی تذکرہ کر دینا۔ پھر ہوا یہ کہ شیطان نے اس کو یہ بات بھلا دی کہ وہ اپنے آقا سے یوسف کا تذکرہ کرتا۔ چنانچہ وہ کئی برس قید خانے میں رہے۔

فائدہ 571 — 1

آیت کریمہ میں حضرت یوسفؑ کا قول "اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ" اس بات پر دلیل ہے کہ بادشاہ اپنے رعایہ کے بارے میں بہت کم جانتا تھا۔ اس لیے عزیز مصر کا قصہ شہر میں پھیل چکا تھا اور بادشاہ کو پتہ ہی نہیں تھا، اور مظلوم کو قید میں ڈال کر بادشاہ کو اس کا حال معلوم نہیں تھا، تو معلوم ہوا کہ ظالم ریاستیں لوگوں کے حقوق کو ضائع کر دیتی ہیں۔[1]

فائدہ 572 — 2

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جہاں سے رنج و تکلیف دور کرنے کی امید ہو تو اس سے مدد طلب کرنا جائز ہے، اگرچہ وہ آدمی مشرک کیوں نہ ہو۔[2]

---

1 إتحاف الإلف: ٤٩٠.

2 محاسن التأويل: ٦/٢٢٨.

فائدہ 573 3

نبی، عالم اور داعی وغیرہ پر غفلت طاری ہونا نبیؑ کے حقِ عصمت کے منافی نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسفؑ اپنے مولا کو بھول کر اس جوان کی طرف متوجہ ہو کر بتایا "اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ"۔[1]

فائدہ 574 4

یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اسباب کے لیے کوشش کرنا جائز ہے، اور یہ اللہ پر توکل کرنے کے منافی نہیں ہے۔[2]

فائدہ 575 5

نسیان (بھلانے) کی نسبت شیطان کی طرف کرنا جائز ہے جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے۔[3]

فائدہ 576 6

شیطان انسان کو چھوڑتا نہیں اور اس بات پر حریص ہوتا ہے کہ اس سے خیر کو بھلا دے۔[4]

فائدہ 577 7

غیر کے سامنے اپنے محاسن ذکر کر کے مطالبہ کرنا جائز ہے جبکہ غیر سے اس کے ذریعے نفع اور استفادے کا گمان ہو۔[5]

فائدہ 578 8

تمام اسباب کا اثر اللہ کے اذن اور مشیت کے ساتھ ہوتا ہے۔ علامہ بقاعیؒ فرماتے ہیں "تاکہ جان لے کہ

---

1 إتحاف الإلف: ٤٩٢.
2 قصص الأنبياء لابن كثير: ٣٩٨.
3 الجامع لأحكام القرآن: ٩/١٩٨.
4 فتح القدير: ٣/٢٦.
5 البحر المحيط: ٦/٢٧٩.

سارے اسباب میں اثر اللہ تعالی ڈالتا ہے"۔[1]

فائدہ 9 (579)

اپنی حاجت کو پورا کرنے یا ظلم کو دفع کرنے میں انسان کا واسطے کی طرف محتاج ہونا پرانی عادت ہے (جیسا کے آیت سے ظاہر ہے)۔[2]

فائدہ 10 (580)

حاجت کا فوت ہونا (یعنی حاصل نہ ہونا) بہتر ہے اس سے کہ حاجت کا مطالبہ کرے اس کے غیر اہل سے۔[3]

فائدہ 11 (581)

جس نے راحت اور ازالہ کلفت غیر اللہ میں ڈھونڈا، تو اس کا بدلہ اس کو ملے گا، اور جس نے اللہ پر توکل کیا اور راحت اسی سے طلب کی تو اللہ تعالی وہ اس کو جلدی دے گا۔[4]

فائدہ 12 (582)

نسیان کوئی ایسا گناہ نہیں ہے جس پر اللہ تعالی سزا دے۔[5]

فائدہ 13 (583)

جب بندہ کوئی کام غیر اللہ کے سپرد کر دیتا ہے تو یہ مصیبت، مشقت اور سختی میں پڑنے کا سبب بن جاتا ہے۔[6]

---

1 نظم الدرر: ٤/٤٤.

2 إتحاف الإلف: ٤٩٦.

3 المجالسة و جواهر العلم: ٤/٢٣١.

4 إتحاف الإلف: ٤٩٧.

5 تفسير المنار: ١٢/٣١٤.

6 التفسير الكبير للرازي: ٩/١٤٧.

فائدہ 584 — 14

اپنی دنیوی راحت کے لیے جائز حصول کی فکر کرنا اور اس کے لیے اسباب عادیہ کو کام میں لانا مثلاً جیل سے رہائی پانے کے لیے ایک کافر خیر خواہ کو واسطہ بنانا اور اس کے ذریعے سے ایک بادشاہ تک بات پہنچانا جب مرتبہ نبوت و کمالِ تقوی کے منافی نہیں، تو عام دنیاداروں کے لیے تو مباح بدرجہ اولی ہے۔[1]

شاہِ مصر کا خواب اور تعبیر کی تلاش

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعَ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ ۖ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِنْ كُنْتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ ﴿٤٣﴾
اور (چند سال بعد مصر کے) بادشاہ نے (اپنے درباریوں سے) کہا کہ: میں (خواب میں) کیا
دیکھتا ہوں کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں جنہیں سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں، نیز سات
خوشے ہرے بھرے ہیں، اور سات اور ہیں جو سوکھے ہوئے ہیں۔ اے درباریو! اگر تم
خواب کی تعبیر دے سکتے ہو تو میرے اس خواب کا مطلب بتاؤ۔

فائدہ 585 — 1

آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ کبھی کبھی کافر فاسق شخص بھی سچا خواب دیکھتا ہے۔[2] یعنی خواب دیکھنے کے لیے مومن ہونا شرط نہیں۔[3]

---

1 تفسیر ماجدی: ١٦٤٨.

2 أيسر التفاسير: ٢/٢١٧.

3 معالم العرفان: ١٠/٦٩٠.

فائدہ 2 (586)

اللہ جل شانہ جب کسی کی پریشانی کو دور کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لیے سبب بھی پیدا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ نے شاہ مصر کے خواب کو حضرت یوسفؑ سے غم کو دور کرنے کا سبب بنایا۔[1]

فائدہ 3 (587)

خواب ایک حقیقت ہے، اور یہ سچا بھی ہو سکتا ہے اور جھوٹا بھی۔[2]

فائدہ 4 (588)

بادشاہ کو جب کوئی کام اور مصیبت درپیش ہوتی ہے، تو اپنے ہم راز، مددگار اور اپنی قوم کے وزیروں کی طرف دوڑ لگاتا ہے۔[3]

فائدہ 5 (589)

ہر زمانے کے نبیؑ کو اس زمانے کے لوگوں کے مناسب معجزہ دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسفؑ کو خوابوں کی تعبیر کا معجزہ دیا گیا تھا اس لیے کہ اس زمانے کے قبطی لوگ اس باب میں مشہور تھے۔[4]

فائدہ 6 (590)

بادشاہ لوگ بھی علماء کے محتاج ہوتے ہیں۔ اہل علم فرماتے ہیں: "کہ شاہ مصر کے مذکورہ قول (جو اس نے اپنے کاہن، منشی، حکماء اور درباروں سے پوچھا تھا) سے پتہ چلا کہ بادشاہ لوگ اگرچہ طاقتور اور مضبوط کیوں نہ ہوں تب بھی اہل علم سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔ بلکہ حوادث میں ان کے علوم سے روشنی لیتے ہیں۔[5]

---

1 إتحاف الإلف: ٥١٥.
2 معالم العرفان: ١٠/٦٩٦.
3 إتحاف الإلف: ٥١٦.
4 إتحاف الإلف: ٥١٧.
5 إتحاف الإلف: ٥١٨.

فائدہ 591 — 7

اس سورہ کریمہ میں پانچ مشہور خوابوں کا تذکرہ ہے۔

۱): حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب۔

۲): بادشاہ کو شراب پلانے والے کا خواب۔

۳): بادشاہ کے نان بائی کا خواب۔

۴): شاہ مصر کا خواب میں گائیوں کو دیکھنا۔

5): شاہ مصر کا خواب میں ہرے بھرے خوشوں کو دیکھنا۔[1]

فائدہ 592 — 8

کافر کو "ملک" کہنا جائز ہے۔[2]

درباریوں کا جواب

قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾
انہوں نے کہا کہ: یہ پریشان قسم کے خیالات (معلوم ہوتے) ہیں، اور ہم خوابوں کی تعبیر
کے علم سے واقف (بھی) نہیں۔

فائدہ 593 — 1

حق کثرت کے ساتھ نہیں پہچانا جاتا۔ دلیل یہ ہے کہ یہاں بادشاہ کے خواب کی تعبیر سے درباری باوجود کثرت کے عاجز آ گئے۔[3]

---

1 مؤتمر تفسير سورة يوسف: ٦/٣٩٦.

2 محاسن التأويل: ٦/٣٣.

3 إتحاف الألف: ٥٢١.

فائدہ 2 (594)

خوابوں کی قسمیں ہیں:

۱): ایک شیطان کی طرف سے ڈراؤنا خواب۔

۲): دوسرا نفس کی طرف سے۔

۳): تیسرا اللہ کی طرف سے۔[1]

فائدہ 3 (595)

عالم کی فضیلت اور بڑائی کا اظہار اور اپنے ہم پلہ اور ہم سر پر تب ہوتا ہے جب وہ ہم پلہ عاجز آجائیں، اور یہ قادر آ جائے۔[2] علامہ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ "یہ بھی اللہ کی میزبانی تھی کیونکہ اگر درباریوں سے پوچھنے اور ان کے عاجز آنے سے پہلے حضرت یوسفؑ سے پوچھتے اور وہ تعبیر بتادیتے تو ان کے ہاں حضرت یوسف کی اتنی وقعت نہ ہوتی"۔[3]

فائدہ 4 (596)

سچے خوابوں کے شروط میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ واضح ہوں، گڈمڈ نہ ہوں۔[4] علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ "گڈمڈ خوابوں کی تعبیر نہیں ہوتی یعنی حدیث النفس والے خوابوں کی"۔[5]

فائدہ 5 (597)

تعبیر الرؤیا کا علم ہزاروں میں سے بہت کم لوگوں کو دیا جاتا ہے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے جس کو

---

1 إتحاف الإلف: ٥٣٢.

2 إتحاف الإلف: ٥٣٢.

3 تيسير الكريم الرحمٰن: ٤/١٦.

4 إتحاف الإلف: ٥٣٦.

5 الجامع للاحكام القرآن: ٩/٢٠٠.

چاہے دے دیتا ہے۔[1]

فائدہ 598 — 6

انسان مختلف قسم کے خواب دیکھتا ہے پس اگر خواب ایسا ہو کہ تعبیر کے لائق ہو، تو اس کے بارے میں اس سے پوچھا جائے، جو اس کی تعبیر بتانے پر قادر ہو۔ اگر شیطانی خواب ہو تو اس سے تجاوز کر کے کسی کے سامنے ذکر نہ کرے۔[2]

شاہی ساقی کی پیشکش

وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾
اور ان دو قیدیوں میں سے جو رہا ہو گیا تھا، اور اسے ایک لمبے عرصے کے بعد (یوسف کی)
بات یاد آئی تھی، اس نے کہا کہ: میں آپ کو اس خواب کی تعبیر بتائے دیتا ہوں، بس مجھے
(یوسف کے پاس قید خانے میں) بھیج دیجیے۔

فائدہ 599 — 1

احسان کا پھل احسان کرنے والوں کے سامنے آتا ہے۔ اہل علم فرماتے ہیں کہ "اس آیت کریمہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ شاہ مصر کو حضرت یوسف کا پتہ اور ان کی فضیلت اسی شاہی ساقی نے بتادی اس لیے کہ اس نے ان سے حکمت کی باتیں اور بڑے فوائد سنے تھے اور حضرت یوسفؑ نے اس کو بادشاہ کے سامنے تذکرہ کرنے کا وعدہ بھی لیا تھا تو اس کے ہاں حضرت یوسف کا احسان بارآور ثابت ہوا اور اس وعدے کو بھی پورا کیا اگرچہ لمبے عرصے بعد ہوا"۔[3]

---

1 إتحاف الإلف: ۵۲۷.

2 دروس مستفادہ من سورہ یوسف: ۳۰.

3 مؤتمر تفسیر سورہ یوسف: ۲/۸۰۸.

فائدہ 2 (600)

جب امت کو زندگی سے متعلق مشکل کا سامنا ہو جائے، تو فاضل علماء کے ذمے یہ لازم ہے کہ ان مشکلات کے لیے صحیح حل وضع کریں۔ اور ان کے لیے ایک صحیح لائحہ عمل طے کریں۔[1]

فائدہ 3 (601)

اللہ جل شانہ جب کسی کام کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے اسباب مہیا کر دیتا ہے، اور اس کے لیے دروازے کھول دیتا ہے۔[2]

فائدہ 4 (602)

خیر کا کام یاد آنا اور اس کو بجالانا تقدیر اور توفیق الٰہی سے ہوتا ہے جیسے شاہی ساقی نے حضرت یوسف کی بات بادشاہ کے سامنے پیش کر دی حالانکہ وہ بھول چکا تھا۔[3]

ساقی یوسف کی خدمت برائے طلب تعبیر

يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٦﴾

(چنانچہ اس نے قید خانے میں پہنچ کر یوسف سے کہا) یوسف! اے وہ شخص جس کی ہر بات سچی ہوتی ہے، تم ہمیں اس (خواب) کا مطلب بتاؤ کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں جنہیں سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں،

---

1 دروس مستفادہ من سورہ یوسف: ۳۱.

2 إتحاف الألف: ۵۳۱.

3 التفسیر المنیر: ۱۲/۲۷۸.

اور سات خوشے ہرے بھرے ہیں، اور دوسرے سات اور ہیں جو سوکھے ہوئے ہیں، شاید میں لوگوں کے پاس واپس جاؤں (اور انہیں خواب کی تعبیر بتاؤں) تاکہ وہ بھی حقیقت جان لیں۔

فائدہ 5 (603)

قرآن کریم چونکہ قصہ گوئی کی کتاب نہیں ہے بلکہ ہر قصے سے اس کا کوئی مقصد وابستہ ہوتا ہے۔ اس لیے اس کا یہ خاص اسلوب ہے کہ جو باتیں سننے والا خود اپنی سمجھ سے نکال سکتا ہے ان کی تفصیل بیان نہیں کرتا۔ چنانچہ یہاں بھی صریح لفظوں میں یہ فرمانے کی ضرورت نہیں سمجھی کہ اس کے بعد بادشاہ نے اس کو قید خانے میں بھیجا اور وہاں حضرت یوسفؑ سے اس کے ملاقات ہوئی اور اس نے ان سے کہا۔ بلکہ براہ راست بات یہاں سے شروع فرمادی کہ یوسف! اے وہ شخص جس کی ہر بات سچی ہوتی ہے۔[1]

اور یہ اعجازِ قرآن کی ایک قسم ہے اور اس کے نظائر قرآن کریم میں پانچ سو سے اوپر ہیں۔[2]

فائدہ 6 (604)

لفظ "اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ" بتلا رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے صدق و دیانت کا نقش کس طرح عام و خاص کے قلوب پر بیٹھ جاتا ہے۔[3]

فائدہ 7 (605)

نیز اس لفظ میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ مستفتی (پوچھنے والے) کو چاہیئے کہ مفتی (فتوی دینے والے) کی تعظیم کرے۔[4] اور علامہ شیر بینیؒ نے لکھا ہے کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ اگر کسی سے علم سیکھنے کا ارادہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ اس کی تعظیم کرے، اور ایسے الفاظ کے ساتھ خطاب کرے، جو احترام اور

---

1 آسان ترجمہ: ٤٧٧.
2 إتحاف الإلف: ٥٢٣.
3 تفسیر عثمانی: ٧٢٨.
4 روح المعانی: ٦/٤٤٣.

تعظیم پر دلالت کرتے ہوں۔[1]

606 فائدہ 8

شاہی ساقی نے انہی الفاظ کے ساتھ خواب بیان کیا جن کے ساتھ بادشاہ نے بیان کیا تھا۔ علامہ ابن عادل حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ "بسا اوقات اختلافِ الفاظ کی وجہ سے خواب کی تعبیر بھی مختلف ہو جاتی ہے"۔ جیسا کہ علم التعبیر میں یہ بات مذکور ہے۔[2]

607 فائدہ 9

پوری بات پہنچانا ناقل کی امانت کی تمامیت کی دلیل ہے۔ ابن عاشورؒ فرماتے ہیں کہ "اس آیت میں اشارہ ہے کہ اس نے اس سوال کو اس طرح پہنچایا جس طرح اس نے بادشاہ کے منہ سے سنا تھا اور یہ ناقل کی امانت کی تمامیت کی دلیل ہوتی ہے"۔[3]

608 فائدہ 10

تجربہ کار آدمی سے پوچھو، حکیم سے نہیں۔ شاہی ساقی بھاگتے ہوئے اس یقین کے ساتھ حضرت یوسفؑ کے پاس پہنچے کہ وہ یقینی خبر لے کر آئے گا کیونکہ وہ حضرت یوسفؑ کی سچائی کا تجربہ کر چکا تھا اور ان کی صحت تعبیر کو دیکھا تھا کہا جاتا ہے کہ تجربہ کار سے پوچھو، حکیم سے مت پوچھو۔[4]

609 فائدہ 11

انسان کی ایسی تعریف کرنا جس میں مبالغہ نہ ہو، جائز ہے جیسا کہ اس ساقی نے کہا "اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ"۔[5]

---

1 السراج المنير: ٢/١١٢.
2 الباب في علوم الكتاب: ١١/١٢١.
3 التحرير و التنوير: ١٢/٢٨٥.
4 إتحاف الإلف: ٥٣٢.
5 أيسر التفاسير: ٢/٢١٧.

فائدہ 12 (610)

انسان کے عذر کو قبول کرنا چاہیے اور اس کو ملامت نہیں کرنا چاہیے اور نہ ڈانٹ پلانا چاہیے۔ علامہ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ "شاہی ساقی حضرت یوسفؑ کے پاس پہنچا تو انہوں نے بھول جانے پر اس کو ڈانٹا نہیں بلکہ اس کی بات سنی اور اس کا جواب دیا"۔[1]

فائدہ 13 (611)

انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے ورثاء (علماء کرام) کا ادب اور احترام کرنا واجب ہے (جیسا کہ لفظ "أَيُّهَا الصِّدِّيقُ" میں اس کی طرف اشارہ ہے)۔[2]

فائدہ 14 (612)

شریف الطبع شخص سے جب رحم طلب کیا جائے، تو نرم ہو جاتا ہے اور جب خسیس الطبع شخص سے نرمی طلب کی جائے تو سخت ہو جاتا ہے۔[3]

فائدہ 15 (613)

عالم مفتی چراغ کی طرح ہوتا ہے جو اس کے پاس سے گزرتا ہے اس سے کچھ نہ کچھ لیتا ہے۔[4]

فائدہ 16 (614)

سچائی اخلاق کو جمع کرنے والی، فضائل کی کان اور تقویٰ کی بنیاد ہے۔ جس نے اس کو اختیار کر لیا تو اس نے خیر کا ایک بڑا حصہ اختیار کر لیا۔[5]

---

1 تيسير الكريم الرحمن: ٤/١٧.

2 إتحاف الألف: ٤٣٦.

3 المجالسة و جواهر العلم: ٤/٤٥١.

4 المجالسة و جواهر العلم: ٤/٤٥١.

5 [illegible]

فائدہ 615 17

"یوسف" کا نام قرآن پاک میں چھبیس (۲۶) مرتبہ آیا ہے اور اللہ جل شانہ نے وصف "صدیق" کے ساتھ ذکر کیا ہے۔[1]

فائدہ 616 18

حضرت یوسفؑ کی جیل سے رہائی کا ظاہری سبب خوابوں کی تعبیر بنا۔[2]

فائدہ 617 19

علم مخلوق کے دل میں عالم کے لیے احترام کو کھینچ کر لاتا ہے۔ اہل علم فرماتے ہیں کہ "یہاں حضرت یوسفؑ کا نام لیا حالانکہ جیل میں قیدیوں کو خواب کی تعبیر بتانے سے پہلے قیدیوں نے ان کا نام ذکر نہیں کیا تھا"۔[3]

فائدہ 618 20

"اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ" لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام سچے ہوتے ہیں اور ان کی دین داری لوگوں کے دلوں میں مستحکم اور راسخ ہوتی ہے۔[4]

فائدہ 619 21

"اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ" میں اشارہ ہے کہ متعلم پر لازم ہے کہ سیکھنے سے پہلے ایسے کلمات کہے جن میں معلم کی مدح اور تعریف ہو۔[5]

---

1 إتحاف الإلف: ٥٣٧.

2 إتحاف الإلف: ٥٣٨.

3 إتحاف الإلف: ٥٣٩.

4 رشد القرآن فی تفسیر آیات القرآن.

5 غرائب القرآن النیسابوری: ٤/٩٣.

فائدہ 22 (620)

درست طریقے پر سوال کرنا سائل کو مقصد تک پہنچا دیتا ہے، علماء فرماتے ہیں کہ "شاہی ساقی نے خواب بتاتے ہوئے نہیں بتایا کہ یہ خواب کس نے دیکھا ہے۔ کیونکہ اس کو یہ خطرہ تھا کہ اگر یہ بتاؤں کہ یہ خواب بادشاہ نے دیکھا ہے تو ممکن ہے کہ تعبیر کو جیل سے نکل کر بادشاہ کے سامنے کھڑے ہونے کے ساتھ مشروط کرے۔ اس لیے یہ نہیں بتایا کہ یہ خواب بادشاہ نے دیکھا ہے"۔[1]

فائدہ 23 (621)

پیش آنے والے حالات کے لیے تیاری کرنا اور احتیاط کا راستہ اختیار کرنا واجب ہے۔ اہل علم نے "لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ" کی تفسیر میں لکھا ہے شاید وہ لوگ اس خواب کی تعبیر جانیں اور اس کے لیے تیاری کریں اور اس سے بچاؤ کا راستہ اختیار کرلیں۔[2]

بیانِ تعبیرِ یوسفؑ مع تدبیر و تبشیر

قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا ۖ فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنۢبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تَأْكُلُونَ ﴿٤٧﴾
یوسف نے کہا: تم سات سال تک مسلسل غلہ زمین میں اگاؤ گے، اس دوران جو فصل کاٹو،
اس کو اس کی بالیوں ہی میں رہنے دینا، البتہ تھوڑا سا غلہ جو تمہارے کھانے کے کام آئے،
(وہ نکال لیا کرو)
ثُمَّ يَأْتِي مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا

1 مؤتمر تفسير سورة يوسف: ٢/٨١٣.
2 سورة يوسف دراسة تحليلية: ٤٠٧.

تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾
پھر اس کے بعد تم پر سات سال ایسے آئیں گے جو بڑے سخت ہوں گے، اور جو کچھ ذخیرہ
تم نے ان سالوں کے واسطے جمع کر رکھا ہوگا، اس کو کھا جائیں گے، ہاں البتہ تھوڑا سا حصہ جو
تم محفوظ کر سکو گے (صرف وہ بچ جائے گا)
ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾
پھر اس کے بعد ایک سال ایسا آئے گا جس میں لوگوں پر خوب بارش ہوگی، اور وہ اس میں
انگور کا شیرہ نچوڑیں گے۔

آیت نمبر 47 کے فوائد

فائدہ 1 (622)

دانوں کو انکی بالیوں میں باقی رکھنا ان کو کیڑوں سے بچاتا ہے اور ایک لمبے عرصے تک صحیح اور سلامت باقی رہتے ہیں۔ صاحب منارؒ نے "فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ" کی تفسیر میں لکھا ہے یعنی ان دانوں کو انکی بالیوں میں ذخیرہ کر کے ایسے طریقے پر رکھیں کہ ان کی طرف رطوبت نہ جانے کی وجہ سے وہ کیڑوں سے محفوظ رہیں۔[1]

فائدہ 2 (623)

شرعی احکام کا مقصد لوگوں کے دنیاوی اور اخروی مصالح میں رہنمائی کرنا ہوتی ہے۔ اور یہ اللہ کی طرف سے فضل اور اس کی رحمت ہوتی ہے۔[2]

---

1 تفسیر المنار: ۱۲/۳۱۹.

2 إتحاف الإلف: ۵۴۵.

فائدہ 3 (624)

انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات ہوتے ہیں، اور ہر نبی کا خاص معجزہ ہوتا تھا۔[1]

فائدہ 4 (625)

کسی کام میں مشورہ ایسی رائے کے ساتھ دینا چاہیے جو مفید اور درست ہو۔ علامہ بقاعی فرماتے ہیں کہ ابو حیان نے فرمایا کہ "حضرت یوسفؑ نے ایسی مفید رائے کے ساتھ مشورہ دیا کہ جو مصر کے خوراک اور گندم کے موافق تھا کیونکہ گندم دو سال تک صحیح باقی نہیں رہتی تھی۔ بس اس کا ایک ہی حال تھا گندم کو اس کی بالیوں میں باقی رکھیں"۔[2]

فائدہ 5 (626)

مصر کی زمین ابتدا ہی سے زراعت والی زمین ہے۔[3]

فائدہ 6 (627)

خواب کی اچھی تعبیر دینے میں یوسفؑ کا کمال ایک بڑی بات ہے۔[4]

فائدہ 7 (628)

سچے خوابوں کی تین قسمیں ہیں۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ حضرت یوسفؑ کے تین خوابوں کی تعبیر سے پتہ چلا کہ سچے خوابوں کی تین قسمیں ہیں:

---

1 إتحاف الإلف: ٤٤٦.
2 نظم الدرر: ٥/٥٢.
3 أيسر التفاسير: ٢/٦١٩.
4 أيسر التفاسير: ٢/٦١٩.

۱): جو یقینی طور پر خوش کرنے والے ہوں جیسے شراب پلانے والوں کے خواب تھا۔

۲): جو خواب دیکھنے والے کو یقینی طور پر پریشان کرنے والا ہو اور پریشانی کو دفع کرنے کے لیے کوئی حیلہ بھی نہ ہو جیسے نان بائی کا خواب۔

۳): جو خوشی کی طرف دعوت دینے والا ہو، اور اگر اس میں حکمت سے کام نہ لے تو ڈر بھی لگتا ہو جیسے بادشاہ کا مذکورہ خواب جو اس نے دیکھا تھا۔[1]

فائدہ 629 8

آیت کریمہ میں "تَزْرَعُونَ" سے مراد لوگوں کو ترغیب دلانا ہے کہ وہ خود ذاتی طور پر حرکت میں آجائیں اور کمائیں نہ کہ امرِ خارجی کی وجہ سے۔[2]

فائدہ 630 9

اکثر وعظ و نصیحت اور دعوت اس کو دی جاتی ہے جو حاضر ہو، غائب کو نہیں۔ اہل علم فرماتے ہیں کہ یہاں دعوت الی اللہ کو خواب کی تعبیر پر مقدم نہیں کیا۔ جیسا کہ قیدیوں کو تعبیر بتانے کے دوران کیا تھا اس لیے کہ یہاں خواب دیکھنے والا غائب تھا اور وعظ و نصیحت اور دعوت حالت حضور میں دی جاتی ہے، حالت غیبوبت میں نہیں۔[3]

فائدہ 631 10

مسئول کو چاہئے کہ سائل کو ایسا کام بتائے جو اس کام میں فائدہ دے، جو اس نے پوچھا ہے۔ اور اس راستے کی طرف اس کی رہنمائی کرے جو اس کے دین اور دنیا میں اس کے لیے مفید ہو۔[4]

---

1 مزید تفسیر سورہ یوسف: ۲/۸۲۳.

2 سورہ یوسف دراسة تحليلية: ٤٣٦.

3 سورہ یوسف دراسة تحليلية: ٤٣٦.

4 تيسير الكريم الرحمن: ٤/٢٨.

فائدہ 632 — 11

میانہ روی اختیار کرنا آدھی زندگی ہے۔ ابن عاشور نے لکھا ہے کہ "حضرت یوسف علیہ السلام نے انکو مشورہ دیا سبز و شادابی کے سالوں میں کھانا کم استعمال کریں تاکہ قحط کے زمانے کے لیے بچا ہوا ذخیرہ کے طور پر رکھا جائے۔ لہذا فرمایا "اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ"۔[1]

اہل علم فرماتے ہیں کہ زندگی میں میانہ روی اختیار کرنا اور اپنے آپ کو اسراف اور فضول خرچی سے بچانا شریعتِ اسلامی میں محمود ہے۔[2]

آیت نمبر 48 کے فوائد

فائدہ 633 — 1

آیت کریمہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ کافر بھی خواب دیکھتا ہے، اور کبھی کبھی وہ سچا خواب ہوتا ہے اور یہ اللہ کی تدبیر سے ہوتا ہے۔[3]

فائدہ 634 — 2

حاجت و ضرورت کے زمانے کے لیے خوراک کو ذخیرہ کرنا جائز ہے۔[4]

فائدہ 635 — 3

اس آیت مبارکہ سے وہ مشہور قاعدہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فساد اور نقصان کو دفع کرنا مقدم ہوتا ہے فائدہ اور نفع کو حاصل کرنے سے۔[5]

---

1 التحرير والتنوير: ١٢/٢٨٧.
2 إتحاف الالف: ٥٤٩.
3 أيسر التفاسير: ٢/٢١٩.
4 إتحاف الالف: ٥٥١.
5 أيسر التفاسير: ٢/٢١٩.

فائدہ 4 (636)

علم کو نہیں چھپانا چاہیے بلکہ اس کو فوراً بیان کرنا چاہیے۔ اگرچہ اس شخص نے آپ پر ظلم کیا ہو اور آپ کو تکلیف پہنچائی ہو۔

فائدہ 5 (637)

سچائی خیر ہی لاتی ہے۔ حضرت یوسفؑ نے قیدیوں کو خواب کی تعبیر میں سچ کہا اور اسی طرح واقع بھی ہوا جس کی وجہ سے ان کی باتوں میں عزت اور وزن پیدا ہوا۔

فائدہ 6 (638)

زیادہ سے زیادہ ذخیرہ اندوزی پر ابھارنا درست ہے۔ جیسا کہ آیت سے معلوم ہوتا ہے۔[2]

فائدہ 7 (639)

ضرورت سے زائد چیز کو محفوظ کر لینا جائز ہے، اور اسی سے مفید اقتصادیات کی ابتدا ہوتی ہے۔[3]

فائدہ 8 (640)

ایک عقلی اور پریشانی دو آسانیوں پر غالب نہیں آسکتی۔ حضرت یوسفؑ نے بادشاہوں کے خواب کی تعبیر بتاتے ہوئے پہلے "یسر" کا ذکر "تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا" میں کیا۔ پھر "عسر" کا ذکر "سَبْعٌ شِدَادٌ" میں کیا۔ پھر آخر میں "یسر" کا ذکر "ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ"۔[4]

---

1 سورہ یوسف دراسة تحلیلیة: ۱۰۵.

2 إتحاف الإلف: ۵۵۵.

3 إتحاف الإلف: ۵۵۵.

4 إتحاف الإلف: ۵۵۶.

آیت نمبر 49 کے فوائد

641 فائدہ 1

بارش اللہ کی طرف سے رحمت، برکت اور رزقِ حسن ہوتی ہے۔ ابن عطیہؒ "یُغَاثُ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "غیث" بارش کو کہا جاتا ہے اور وہ اللہ کی طرف سے رحمت برکت اور اچھا رزق ہوتی ہے۔ 1

642 فائدہ 2

خیر کی خوشخبری دینا مستحب ہے اگرچہ اس سے پہلے تنگی اور مصیبت ہو۔ 2 حافظ ابن کثیرؒ تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "پھر حضرت یوسفؑ نے ان کو یہ خوشخبری سنادی کہ پے در پے قحط سالی کے بعد ان کے اوپر بارش ہوگئی اور لوگ انگور کا شیرہ نچوڑیں گے"۔ 3

643 فائدہ 3

فتوی دیتے وقت استفادہ کے طور پر وضاحت اور اپنے علم، پہچان اور فضل کو بتانے کے لیے کوئی زائد بات کہنا درست ہے۔ علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ قتادہؒ نے فرمایا کہ "اللہ تعالی نے اپنے فضل کے اظہار کیلئے اور اپنے علم اور معرفت کے مرتبے کو بتانے کیلئے ایک سال کے علم کا بھی اضافہ فرمایا جو انہوں نے اس کے بارے میں نہیں پوچھا تھا۔ 4

644 فائدہ 4

حضرت یوسفؑ کا سرسبز و شادابی کے سال کے بارے میں خبر دینا (جو کہ چودہ سال کے بعد واقع ہوا) اللہ کی طرف سے وحی اور الہام کے ذریعے سے تھا، اور یہ ایک معجزہ تھا، جو ان کی نبوت کی سچائی پر دلیل ہے۔ 5

---

1 المحرر الوجيز: ٣/٢٥١.
2 إتحاف الإلف: ٥٦٠.
3 ابن كثير: ٢/٢٥٢.
4 الجامع لأحكام القرآن: ٩/٢٠٤.
5 التفسير المنير: ٣٧٩.

فائدہ 645 — 5

جس طرح انبیاء علیہم السلام اور علماء امت کا یہ فریضہ ہے کہ وہ لوگوں کی آخرت درست کرنے کی فکر کریں ان کو ایسے کاموں سے بچائیں جو آخرت میں عذاب کا سبب بنیں گے۔ اسی طرح ان کو مسلمانوں کے معاشی حالات پر بھی نظر رکھنا چاہئے کہ وہ پریشان نہ ہوں۔ جیسے یوسفؑ نے اس موقع پر صرف تعبیر خواب بتادینے کو کافی نہیں سمجھا بلکہ یہ حکیمانہ اور خیر خواہانہ مشورہ بھی دیا کہ پیداوار کے تمام گیہوں کو خوشوں کے اندر رہنے دیں اور بقدر ضرورت صاف کر کے غلہ لگالیں تاکہ آخری سالوں تک خراب نہ ہوجائے۔[1]

بادشاہ کی طرف سے بلاوا اور حضرت یوسفؑ کا تقاضہ

وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّیْ بِكَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ ﴿۵۰﴾

اور بادشاہ نے کہا کہ: اس کو (یعنی یوسف کو) میرے پاس لے کر آؤ۔ چنانچہ جب ان کے پاس ایلچی پہنچا تو یوسف نے کہا: اپنے مالک کے پاس واپس جاؤ، اور ان سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا قصہ ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے؟ میرا پروردگار ان عورتوں کے مکر سے خوب واقف ہے۔

فائدہ 646 — 1

صبر کے ساتھ اپنے آپ کو مزین کرنا چاہیے یہاں تک کہ مدد ظاہر ہو۔ جیسا کہ حضرت یوسفؑ یہ طریقہ

---

1 معارف القرآن: ۵/۸۱۔

اختیار کیا تھا۔[1]

647 فائدہ 2

اپنی پاکدامنی کو ثابت کرنے تک جیل سے نہ نکلنا جائز ہے۔ ابن عطیہؒ فرماتے ہیں کہ "حضرت یوسفؑ کا یہ عمل صبر و تحمل، بردباری اور اپنے آپ کو برأت کے مطالبے کے لیے تھا۔[2]

648 فائدہ 3

عورتوں کے معاملات میں تصریح کو چھوڑ کر اشارات سے کام لینا اچھے آداب اور معاشرت میں سے ہے۔ علامہ قرطبیؒ نے لکھا ہے کہ آیت کریمہ میں نساء کا ذکر کیا تاکہ اشارتاً ان میں عزیز مصر کی بیوی داخل ہو اور اس کی تصریح نہ ہو اور یہ حسنِ معاشرت اور آداب میں سے ہے۔[3]

649 فائدہ 4

آیت کریمہ اس بات کی دلیل ہے کہ اپنے آبرو اور عزت کی صفائی کے لیے کوشش کرنا اچھی بات ہے بلکہ واجب ہے۔[4]

650 فائدہ 5

انسان پر اگر کوئی تہمت اور الزام لگے جس سے وہ بری ہو اگر اس کیلیے وہ ایسے طریقے اور وسائل اختیار کرے جن کے ذریعے سے بات واضح ہو جائے اور عام لوگوں کے سامنے بیان کیا جائے تو اس میں اس کو ملامت نہیں کیا جائے گا۔[5]

---

1 إتحاف الألف: ٥٦٤.
2 الجامع للاحكام القرآن: ٩/٢٠٧.
3 الجامع للاحكام القرآن: ٩/٢٠٧.
4 إتحاف الألف: ٥٦٨.
5 فوائد مستنبطة من قصه يوسف: ٤٥.

فائدہ 6 (651)

اس آیت کریمہ سے صبر و تحمل، بردباری اور کاموں میں جلدی نہ کرنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔[1]

فائدہ 7 (652)

علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ "حضرت یوسفؑ کو وہ صبر و تحمل اور بردباری دی گئی تھی جس کے تصور سے اذھان قاصر ہیں۔[2]

فائدہ 8 (653)

مسلمان کو چاہیے کہ اس جیسے فتنے کو روکنے کے لیے ایک حد رکھے تاکہ نئے سرے سے دوبارہ ظاہر نہ ہو جائے۔ اس لیے کہ شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔[3]

فائدہ 9 (654)

سچے آدمی (جس پر الزام لگایا گیا ہو) کی برأت کا ثبوت ان کے جیل سے نکلنے اور عذاب سے بہتر ہے۔[4]

فائدہ 10 (655)

علماء کرام اپنے علم کی وجہ سے بادشاہوں سے مستغنی ہوتے ہیں، اور بادشاہ اپنی بادشاہت کی وجہ سے علماء سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔[5]

---

1 أيسر التفاسير: ۲/۶۲۱.

2 فتح القدير: ۳/۳۳.

3 دروس مستفادة من سورة يوسف: ۳۲.

4 إتحاف الإلف: ۵۷۲.

5 إتحاف الإلف: ۵۷۲.

فائدہ 11 (656)

حضرت یوسفؑ کے اس عمل سے ایک فائدہ یہ بھی نکلتا ہے کہ اپنی ذات اور عزتِ نفس کا خیال رکھنا چاہیے۔ جبکہ ناحق الزام بھی لگایا گیا ہو۔[1]

فائدہ 12 (657)

حضرت یوسفؑ نے عورتوں کے ساتھ اپنی سیدہ کا تذکرہ نہیں کیا حالانکہ فتنے کی اصل تو وہ تھی اس کے شوہر کے ساتھ وفاداری اور سیدہ پر رحم کرنے کی وجہ سے۔[2] تو اس سے یہ نقطہ نکلا کہ محسن کا احسان شناس ہونا چاہیے اگرچہ وہ کافر ہو۔[3]

فائدہ 13 (658)

پاکدامن شخص پر لگائی گئی تہمت اس پر خیر لوٹا دیتی ہے جب اس کی پاکدامنی ظاہر ہو جائے۔ جیسا کہ پہلی مرتبہ بادشاہ کو حضرت یوسفؑ کے علم اور سمجھداری کے بارے میں پتہ چلا تو کہا: "ائْتُونِي بِهِ" اور جب دوبارہ بلایا تو کہا "ائْتُونِي بِهِ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي" کیونکہ یہاں ان کے علم اور سمجھداری کے ساتھ ساتھ یہ بھی بادشاہ کو حضرت یوسفؑ کے بارے میں یقین ہو گیا کہ وہ اس جرم سے پاک ہیں۔[4]

فائدہ 14 (659)

باغی (ظالم) ہی پر مصائب لوٹ کر آتے ہیں (جیسا کہ عزیز مصر کی بیوی تہمت میں پھنس گئی اور حضرت یوسفؑ بری نکلے)۔[5]

---

1 إتحاف الإلف: ٥٧٥.
2 تفسير المنار: ١٢/٣٢٢.
3 سورہ یوسف کے 101 فوائد: ٣٦٠.
4 إتحاف الإلف: ٥٧٨.
5 إتحاف الإلف: ٥٧٨.

فائدہ 660 — 15

"اَلْتُوْنِیْ بِهٖ" علم کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کے علم کو دنیاوی مصائب سے خلاصی کا ذریعہ بنایا تو علمِ اخروی مصائب سے نجات کا ذریعہ کیسے نہیں بنے گا۔[1]

فائدہ 661 — 16

چاہیے کہ آدمی تہمت کے مقامات سے اپنے آپ کو بچائے، اور اس کو اپنے آپ سے دور کرنے کی کوشش کریے۔[2]

فائدہ 662 — 17

داعی الی اللہ کو چاہیے کہ اپنے آپ سے شکوک و شبہات کو دور کرے تاکہ دعوت الی اللہ میں رکاوٹ نہ بنیں۔[3]

مُرشد تھانویؒ نے فرمایا ہے کہ آپؑ نے چاہا کہ تہمت کا ازالہ ہو جائے، اور مقتدا کو یہی مناسب ہے تاکہ اس کی دعوت الی الحق پر نفع مرتب ہو۔[4]

فائدہ 663 — 18

جس شخص کے حقوق کسی کی ذمہ ہوں اور اس حقیقت سے وہ واجب الاحترام ہو اگر ناگزیر حالات میں اس کے خلاف کوئی کاروائی کرنی بھی پڑے تو اس میں بھی مقدور بر حقوق و احترام کی رعایت کرنا شرافت کا مقتضی ہے۔ جیسے حضرت یوسفؑ نے اپنی برأت کے لیے معاملہ کی تحقیقات کے واسطے عزیزِ مصر یا اس کی بیوی کا نام

---

1 السراج المنیر: ۲/۱۱۳.
2 البحر المدید: ۲/۶۰۳.
3 ذخیرة الجنان.
4 تفسیر ماجدی: ۱۶۵۶.

لینے کے بجائے ان عورتوں کا ذکر کیا جنہوں نے ہاتھ کاٹ لیے تھے۔[1]

واقعہ کی تفتیش، عورتوں کا اعتراف اور براءتِ یوسفؑ

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُنَّ يُوسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۖ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾

بادشاہ نے (ان عورتوں کو بلا کر ان سے) کہا: تمہارا کیا قصہ تھا جب تم نے یوسف کو ورغلانے کی کوشش کی تھی؟ ان سب عورتوں نے کہا کہ: حاشاللہ! ہم کو ان میں ذرا بھی کوئی
برائی معلوم نہیں ہوئی۔ عزیز کی بیوی نے کہا کہ: اب تو حق بات سب پر کھل ہی گئی ہے۔
میں نے ہی ان کو ورغلانے کی کوشش کی تھی، اور حقیقت یہ ہے کہ وہ بالکل سچے ہیں۔

فائدہ 664 — 1

اقرار شہادت سے اولی ہوتا ہے۔ علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ "عزیز مصر کی بیوی کی یہ بات (اگرچہ اس سے یوسفؑ کے بارے میں نہیں پوچھا گیا تھا) اسکی توبہ اور حضرت یوسفؑ کی سچائی کی تحقیق اور ان کی کرامت کے لیے تھی۔ اس لیے کہ اقرار کرنے والے کا اپنے اوپر اقرار کرنا زیادہ قوی ہوتا ہے اپنے اوپر شہادت دینے سے۔ لہذا اللہ تعالی نے حضرت یوسفؑ کی سچائی کے اظہار کیلئے شہادت اور اقرار دونوں کو جمع کیا تاکہ کسی دل میں شک اور گمان نہ رہے"۔[2]

---

1 معارف القرآن: ۵/۱۸۔

2 الجامع لاحکام القرآن: ۹/۲۰۸۔

فائدہ 2 (665)

مجرم کے سامنے جب ناقابل تردید دلائل پیش کیے جاتے ہیں تو چاروں اطراف گھیر کر پھر اعتراف کرنے لگتا ہے۔ جیسا کہ بادشاہ نے عورتوں سے یہ نہیں پوچھا کہ کیا تم نے یوسفؑ کو ان کے نفس کے بارے میں ورغلایا بلکہ براہ راست ان پر الزام لگایا اور یہ ایسا انداز ہے کہ انسان کو اس الزام کا معترف بنا دیتا ہے۔[1]

فائدہ 3 (666)

مکر اور چالاکی عورت سے جدا نہیں ہوتی۔ عورتوں کا مذکورہ جواب بادشاہ کے سوال کے مطابق نہیں تھا بلکہ مکر کر کے جواب میں حضرت یوسفؑ سے برائی کی نفی کر دی جس میں ان کی برأت بھی ظاہر ہوئی اور عزیز مصر کی بیوی کو اعتراف پر مجبور کر دیا لہذا اس نے اعتراف بھی کیا اور حضرت یوسفؑ کو بھی بری قرار دیا۔[2]

فائدہ 4 (667)

حق بلند اور غالب ہی رہتا ہے۔[3]

فائدہ 5 (668)

غلطی کا اعتراف ایک فضیلت کی بات ہے علماء فرماتے ہیں کہ "زلیخا نے اپنا مرتبہ بھلا دیا، اور اپنی بڑائی سے اپنے آپ کو غافل کر دیا اور اعتراف کا کلمہ کہہ دیا"۔ اور غلطی کا اعتراف کرنا فضیلت کی بات ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔[4]

---

1 إتحاف الألف: ٥٨٣.
2 إتحاف الألف: ٥٨٣.
3 اتحاف الألف: ٥٨٣.
4 إتحاف الألف: ٥٨٤.

تفتیش کے مطالبہ کی وجہ

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ﴿٥٢﴾
(جب یوسف کو قید خانے میں اس گفتگو کی خبر ملی تو انہوں نے کہا کہ:) یہ سب کچھ میں
نے اس لیے کیا تاکہ عزیز کو یہ بات یقین کے ساتھ معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی غیر
موجودگی میں اس کے ساتھ کوئی خیانت نہیں کی، اور یہ بھی کہ جو لوگ خیانت کرتے ہیں
اللہ ان کے فریب کو چلنے نہیں دیتا۔

فائدہ 1 — 669

اللہ تعالی خیانت کو ظاہر ہونے کے لیے کوئی سبب ضرور پیدا فرماتا ہے اگرچہ خیانت کرنے والا اس کو چھپانے کی کوشش کرے۔[1]

فائدہ 2 — 670

مومن پر لازم ہے کہ اپنے آپ کو برائی کے راستے میں پھسلنے سے بچائے۔ اس لیے کہ انسان کا نفس اس کو برائی کی دعوت دیتا ہے اگر وہ اس کے ساتھ مجاہدہ نہ کرے اور اس کو اللہ کی مرضیات کی طرف متوجہ نہ کرے۔[2]

فائدہ 3 — 671

ہدایت سے دور ہونے میں سے ایک خیانت بھی ہے۔ یعنی ہدایت نہ ملنے کی ایک وجہ خیانت کرنا بھی ہے۔[3]

---

1 نظم الدرر: ۵۰۸/۰.

2 دروس مستفادہ من سیرۃ یوسف: ۳۳.

3 إتحاف الألف: ۵۸۷.

فائدہ 4 (672)

آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ خیانت مذموم صفات میں سے ہے جیسا کہ امانت ممدوح صفات میں سے ہے۔[1]

فائدہ 5 (673)

اس میں مکارم اخلاق کی تعلیم ہے کہ جن لوگوں کے ہاتھ سات سال یا بارہ سال جیل خانے کی تکلیف برداشت کرنی پڑی تھی۔ رہائی کے بعد ان سے کوئی انتقام لینا تو کیا اس کو بھی برداشت نہ کیا کہ ان کو کوئی ادنی تکلیف ان سے پہنچے جیسے اس آیت میں اس کا اہتمام کیا گیا ہے۔[2]

یوسفؑ کی عاجزی وانکساری

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْۗءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٥٣﴾
اور میں یہ دعوی نہیں کرتا کہ میرا نفس بالکل پاک صاف ہے، واقعہ یہ ہے کہ نفس تو برائی
کی تلقین کرتا ہی رہتا ہے، ہاں میرا رب رحم فرمادے تو بات اور ہے (کہ اس صورت میں
نفس کا کوئی داؤ نہیں چلتا) بیشک میرا رب بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

فائدہ 1 (674)

اپنے نفس کے تزکیے کا دعوی کرنا مکروہ یعنی ناپسندیدہ ہے۔ علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ: "وَمَآ اُبَرِّئُ

---

1 روح البیان: ٤/٢٧٤.

2 معارف القرآن ٥/٨٠.

نَفْسِیْ" اس لیے کہ تزکیہ نفس مذموم ہے ارشاد باری تعالی ہے: "فَلَا تُزَكُّوٓا اَنْفُسَكُمْ"۔[1]

فائدہ 2 (675)

عورت کی طرف آدمی کا میلان ایک فطری اور خلقی امر ہے۔ علامہ قاسمیؒ فرماتے ہیں کہ "آدمی کا میلان عورت کی طرف اللہ سبحانہ وتعالی نے انسان کی طبیعت میں رکھا ہے جیسا کہ پیاسے کا میلان پانی کی طرف اور بھوکے کا میلان طعام کی طرف ہوتا ہے اور یہ کوئی مذموم نہیں ہے اگر حلال ہو بلکہ ممدوح ہے"۔[2]

فائدہ 3 (676)

آیت کریمہ سے سچائی اور حق بات کہنے (اگرچہ نفس کے خلاف کیوں نہ ہو) کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔[3]

فائدہ 4 (677)

آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمت ہی انسان کو برائی (گناہ) سے روک دیتی ہے۔[4]

فائدہ 5 (678)

علماء کرام نے "إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جس پر اللہ جل شانہ رحم فرماتا ہے اس کو برائی سے دور رکھتا ہے۔[5]

فائدہ 6 (679)

آیت مبارکہ سے اس بات کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ آدمی اپنے نفس کو تقصیر اور نقص کے ساتھ متہم کرے

---

1 الجامع للاحکام القرآن: ۹/۲۱۰۔
2 محاسن التأویل: ۲/۲۳۹۔
3 تیسیر التفاسیر: ۲/۶۲۱۔
4 إتحاف الإلف: ۵۹۱۔
5 إتحاف الإلف: ۵۹۱۔

کے تواضعا خود کو چھوٹا بنالے۔[1]

680 فائدہ 7

آیت سے پتہ چلتا ہے کہ ہر نفس برائی کی تلقین نہیں کرتا۔ بلکہ جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے تو وہ نفس امارہ بالسوء نہیں ہوتا۔[2]

نفس کی تین قسمیں اور حالتیں ہوتی ہیں:

۱): اگر قلب کی یہ کیفیت ہو کہ انسان گناہ سے راحت محسوس کرے تو اس کو "نفس امارہ" کہتے ہیں یہ نافرمان نفس ہوتا ہے۔

۲): اور اگر غلبہ شہوت اور غلبہ حال کی وجہ سے گناہ کرلیتا ہے لیکن بعد میں وہ پچھتاتا ہے اور ندامت محسوس کرتا ہے ایسے نفس کو "نفس لوامہ" کہتے ہیں۔

۳): اور اگر گناہ کے بارے میں دل میں نفرت ہو اور گناہ اچھا نہ لگے تو یہ نفس مطمئنہ کہلاتا ہے۔[3]

681 فائدہ 8

مومن اپنے نفس کے تزکیے کا دعوی نہیں کرتا اور معاملہ اپنے رب کے حوالے کر دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسفؑ نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کیا باوجود یہ کہ انہوں نے اپنی برأت کا اظہار کیا۔[4]

682 فائدہ 9

سچا مومن وہی ہوتا ہے جو اللہ کی رضامندی اور اس کے دین کو ہر حال میں ترجیح دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسفؑ مشقت کے بعد ان تمام ادوار میں اللہ کے دین کو تھامے رکھنے اور اس کی رضامندی کے حریص تھے

---

1 إتحاف الإلف: ۵۹۲.

2 إتحاف الإلف: ۵۹۲.

3 سورہ یوسف کے 101 فوائد.

4 إتحاف الإلف: ۵۹۳.

جو ادوار مصر کی خواتین کے سلسلے میں گزرے۔

فائدہ 10 (683)

آیت کریمہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے اکثر نفوس شہوت کی طرف زیادہ لپکتے اور مائل ہوتے ہیں اور شریر ہوتے ہیں مجاہدہ، مراقبہ اور ڈرانے کے محتاج ہوتے ہیں۔[1]

فائدہ 11 (684)

اہل سنت نے "إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبِّيَ" سے یہ استدلال کیا ہے کہ طاعت اور ایمان اللہ ہی کی طرف سے حاصل ہوتے ہیں۔[2]

فائدہ 12 (685)

آیت کریم اللہ کے فضل و احسان کے منتہی پر بھی دلالت کرتی ہے۔ بس وہی ذات اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف کرنے والی ہے، اور ان پر رحم کرنے والی ہے جب وہ توبہ کریں اور اللہ کی طرف رجوع کریں اور عمل کو اچھا کریں۔[3]

فائدہ 13 (686)

"وَمَآ أُبَرِّئُ نَفْسِيٓ" سے یہ بات معلوم ہوتی ہے جو شخص کامل عقل رکھتا ہو اور اللہ کے ہاں باعزت و مکرم ہو وہ اپنے عیوب کو زیادہ دیکھنے والا ہوتا ہے اور جو اپنے عیوب دیکھتا ہے وہ اپنے آپ کو زیادہ متہم سمجھتا ہے اور بہت کم عجب میں مبتلا ہوتا ہے۔[4]

---

1 التفسير المنير: ١٣/٧.

2 التفسير المنير: ١٣/٧.

3 التفسير المنير: ١٣/٧.

4 حدائق الروح و الريحان: ١٤/١٠.

فائدہ 14 (687)

کلمہ "ما" "إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيَ" میں "من" کے معنی میں ہے۔ اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ نفس اپنے حیثیت کے اعتبار سے چوپاؤں کی طرح ہوتا ہے۔[1]

فائدہ 15 (688)

نفس کا میلان الی الشر (برائی کی طرف مائل ہونا) تو قرآن سے ثابت ہے اور یہ تجربہ اور مشاہدہ سے بھی ثابت ہے کہ نفس جب خالی ہوگا تو معصیت ہی تجویز کرے گا اور جب یہ بے کار ہوگا تو کسی نہ کسی بلاء ہی میں مبتلا ہوگا، تو ان دونوں مقدموں سے اسکی ضرورت ثابت ہوگئی۔ تو ترکِ مضر کے بعد اشتغال بالنافع ضروری ہے۔[2]

فائدہ 16 (689)

اپنی پاک بازی بیان کرنا درست نہیں مگر خاص حالات میں۔ جیسا کہ آیت کریمہ سے ظاہر ہے۔[3]

فائدہ 17 (690)

نفوس کی تربیت اس وقت ہو سکتی ہے جب ربوبیت اور الوہیت کا استحضار ہو۔ جیسا کہ آیت کے آخری جملہ "إِنَّ رَبِّيَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ" میں اس کی طرف اشارہ ہے۔[4]

فائدہ 18 (691)

حضرت یوسفؑ کے قول "وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِيَ" میں نیک اور متقی پرہیز گار بندوں کے لیے یہ ہدایت ہے کہ جب ان کو کسی گناہ سے بچنے کی توفیق ہو جائے تو اس پر ناز نہ کریں اور اس کے بالمقابل گنہگاروں کو حقیر نہ سمجھے۔

---

1 حدائق: ١٤/١٠.

2 اشرف التفاسیر: ٢/٣٢٧.

3 معارف القرآن: ٥/٨٤.

4 إتحاف الإلف: ٥٩٦.

بلکہ ارشاد یوسفی کے مطابق اس بات کو اپنے دل میں جمائیں کہ یہ ہمارا کوئی ذاتی کمال نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔[1]

بادشاہ کی طرف سے طلبی اور منصب کی پیشکش

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي ۖ فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ ﴿٥٤﴾
اور بادشاہ نے کہا کہ: اس کو میرے پاس لے آؤ، میں اسے خالص اپنا (معاون) بناؤں گا۔
چنانچہ جب (یوسف بادشاہ کے پاس آگئے اور) بادشاہ نے ان سے باتیں کیں تو اس نے کہا:
آج سے ہمارے پاس تمہارا بڑا مرتبہ ہوگا، اور تم پر پورا بھروسہ کیا جائے گا۔

فائدہ 692 — 1

آیت کریمہ سے علم کی فضیلت اور شرافت معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ بادشاہ نے حضرت یوسفؑ کو اپنے قریب کر دیا۔[2]

فائدہ 693 — 2

آدمی اپنی زبان کے پیچھے چھپا ہوا ہوتا ہے ابن عطیہؒ نے لکھا ہے کہ "یہ دلالت کرتا ہے اس بات پر کے بادشاہ نے ان کے کلام اور بولنے کے حسن کو دیکھا، جو سچی خبر تھی اس لیے کہ آدمی اپنی زبان کے پیچھے چھپا ہوا

1 معارف القرآن: ۵/۸۸۔
2 أيسر التفاسير: ۲/۶۳۱۔

ہوتا ہے"۔[1]

694 فائدہ 3

گزشتہ بادشاہ لوگوں کے مناقب، ان کی خداداد صلاحیت اور قابلیت کے مطابق قدر کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ بادشاہ نے حضرت یوسفؑ کی قدر کی۔[2]

695 فائدہ 4

حسن نہیں علم کام آتا ہے یہاں حضرت یوسفؑ نے یہ نہیں کیا کہ مجھے خزانوں کا والی بنا دو اس لیے کہ میں بڑا حسین ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہاں حضرت یوسفؑ کو ان کے حسن کے بجائے علم نے کام دیا۔[3]

696 فائدہ 5

"فَلَمَّا كَلَّمَهُ" میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دو مخاطبین کے درمیان کے مکالمہ سے ان کے خدو خال، اخلاق، آداب اور ان کی ساری عادات ظاہر ہوتی ہیں۔[4]

حضرت یوسفؑ کی تجویز

قَالَ اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ ۖ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ ﴿٥٥﴾
یوسفؑ نے کہا کہ: آپ مجھے ملک کے خزانوں (کے انتظام) پر مقرر کر دیجیے۔ یقین رکھیے کہ
مجھے حفاظت کرنا خوب آتا ہے (اور) میں (اس کام کا) پورا علم رکھتا ہوں۔

1 المحرر الوجيز: ٣/٢٥٥.
2 إتحاف الإلف: ٦٠٠.
3 سورہ یوسف کے 101 فوائد: ٢٧٩.
4 المراغي.

فائدہ 1 (697)

آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کے واقع ہونے سے پہلے اس سے بچنے کی تیاری کرنی چاہیے۔[1]

فائدہ 2 (698)

یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ انسان کے لیے ایسا عمل طلب کرنا جائز ہے جب اس عمل کا اہل ہو۔[2]

مفتی تقی صاحب دامت برکاتہم نے لکھا ہے عام حالات میں حکومت کا کوئی عہدہ خود طلب کرنا شریعی اعتبار سے جائز نہیں ہے، اور آنحضرت ﷺ نے اس کی ممانعت فرمائی ہے۔ لیکن جب کسی سرکاری عہدے کے نااہلوں کے سپرد ہونے کی وجہ سے خلقِ خدا کی پریشانی کا قوی خطرہ ہو تو ایسی مجبوری کے حالت میں کسی نیک آدمی کے لیے عہدے کا طلب کرنا جائز ہے۔[3]

فائدہ 3 (699)

اس آیت سے یہ بھی پتہ چلا کہ ایک صاحب استعداد آدمی کیلئے مباح ہے کہ ایک فاجر آدمی کیلئے کام کرے اس شرط پر کہ اس کو معلوم ہو کہ اس کو جو کام وہ حوالہ کرے گا وہ اس کا معارض نہ ہوگا، البتہ اگر اس کا عمل اس فاجر کے اختیار، شہوات اور فجور کے مطابق ہو تو پھر اس کے لیے جائز نہیں۔[4]

فائدہ 4 (700)

ابو حیانؒ نے لکھا ہے کہ "حضرت یوسفؑ نے عہدے کو اس لیے طلب کیا تاکہ اس کے ذریعے اللہ کے حکم کا انفاذ اور حق کو قائم کرے، اور عدل کو عام کرے، اور جس کام کے لیے انبیاء کرام بندوں کی طرف بھیجے گئے ہیں اس پر تمکن حاصل کرے"۔ اور علامہ قاسمیؒ لکھتے ہیں کہ "حضرت یوسفؑ نے عہدے کا مطالبہ اللہ کی

---

1 اتحاف الإلف: ٦٠٦.

2 الجامع للاحكام القرآن: ٩/٢١٩.

3 آسان ترجمہ: ٤٨٠

4 المحرر الوجيز: ٣/٢٥٦

خوشنودی کے لیے کیا تھا ملک اور دنیا کی محبت کی وجہ سے نہیں کیا"۔ اور علامہ صاویؒ نے لکھا ہے کہ حضرت یوسفؑ نے یہ کام بھی اللہ کی طرف سے وحی کے ذریعے کیا۔[1]

فائدہ 5 (701)

اسی آیت کریمہ سے فقہاء کرام نے یہ استدلال کیا ہے کہ قضاء کی طلب اس شخص کیلئے جائز ہے۔ جس کو پتہ ہو کہ میں اس کا اہل ہوں اگر وہ متولی نہیں، بنا تو حقوق ضائع ہوں گے۔[2]

فائدہ 6 (702)

حضرت یوسفؑ نے اپنی تعریف بیان کی اور جب کسی شخص کے بارے میں کسی کو معلوم نہ ہو تو ضرورت کے وقت ایسا کرنا جائز ہے۔[3]

اور مفسر سعدیؒ نے لکھا ہے کہ یہ تب ہے جب اس میں کوئی مصلحت ہو اور نام و نمود کا ارادہ نہ ہو اور اس میں جھوٹ بھی نہ ہو۔[4]

فائدہ 7 (703)

حکومت اور ریاست نسب اور جمال سے نہیں ملا کرتیں۔ بلکہ حفاظت کرنے اور علم سے ملتی ہیں۔[5]

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ "إِنِّي حَسِيبٌ كَرِيمٌ" یا "إِنِّي جَمِيلٌ مُلِيحٌ" نہیں کہا۔ بلکہ "إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ" کہا۔ تو انہوں نے حفظ اور علم کی وجہ سے مطالبہ کیا نسب اور جمال کی وجہ سے نہیں۔[6]

---

1 الصاوی.
2 التحرير و التنوير: ١٢/٩.
3 مختصر ابن كثير: ٢/٢٥٤.
4 تيسير الكريم الرحمن: ٤/٣٩.
5 إتحاف الإلف: ٦١٠.
6 الجامع للاحكام القرآن: ٩/٢١٦.

704 فائدہ 8

بادشاہ لوگ جب کسی کو عہدہ سپرد کرتے ہیں تو اس میں دو صفتیں تلاش کرتے ہیں: امانت اور صلاحیت و قابلیت۔ علامہ ابو حیانؒ نے لکھا ہے کہ "حضرت یوسفؑ نے امانت اور صلاحیت کے ساتھ سے اپنی تعریف کی اور بادشاہ لوگ جب کسی کو عہدہ دیتے ہیں تو ان کا مقصد یہ دو صفتیں ہوتی ہیں"۔[1]

705 فائدہ 9

اس آیت میں دلیل ہے اس بات کی کہ جس شخص کو اپنے اوپر اعتماد ہو جب وہ سلطنت کے کسی امر اور عہدے میں داخل ہو جائے تو اس کے لیے جائز ہے کہ حق کے مینار کو بلند کرے اور باطل کو جتنا ہو سکے مٹا دے۔[2]

706 فائدہ 10

داعی کو چاہیے کہ وہ اپنی دعوت کو پہنچانے میں صرف وعظ و نصیحت پر اکتفاء نہ کرے بلکہ اس پر لازم ہے کہ اس وعظی اسلوب کو مرکزِ قوت سے پہنچنے کے ذریعے مضبوط کرے۔ تاکہ موثر انداز میں اس مرکز کے درمیان سے دعوت کو پہنچانے کی طاقت رکھ سکے۔[3]

707 فائدہ 11

ایک مسلم کے لیے جائز نہیں خاص کر ایک داعی کے لیے کہ وہ کسی ایسے منصب کو قبول کرے جو اس کے عقیدے میں خلل ڈالے یا اس کے عقیدے کے منافی ہو۔[4]

---

1 البحر المحیط: ٦/٢٩١.

2 فتح القدیر: ٣/٣٥.

3 دروس مستفادہ من سورہ یوسف: ٣٥.

4 إتحاف الإلف: ٦١٤.

708 فائدہ 12

ایک مسلم کے لیے غیر اسلامی ملک میں منصب اختیار کرنا مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہے:

۱): عدل و انصاف قائم رکھے گا۔

۲): کسی گناہ میں ان کی تابعداری نہیں کرے گا۔

۳): غیر اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرے گا جیسا کہ حضرت یوسفؑ نے یہ کام کیا۔[1]

709 فائدہ 13

حکومت اور ریاست اختیار کرنا مذموم نہیں، جب ذمہ دار اس میں اپنی طاقت کے مطابق حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرے گا۔[2]

710 فائدہ 14

امت کا کام اور معاملہ تب درست ہو سکتا ہے، جب ان کا معاملہ ایسے لوگوں کے حوالے کیا جائے جو مصلح، کام کرنے والے، فضلاء اور راہنمائی کرنے والے ہوں۔[3]

711 فائدہ 15

حضرت یوسفؑ کے قول "اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ" سے یہ ثابت ہوا کہ ضرورت کے موقع پر اپنے کسی کمال یا فضیلت کا ذکر کر دینا تزکیہ نفس یعنی پاک بازی جتلانے میں داخل نہیں۔[4]

---

1 إتحاف الإلف: ٦١٤.

2 تيسير الكريم الرحمن: ٤/٣٩.

3 إتحاف الإلف: ٦١٥.

4 معارف القرآن: ٥/٩١.

حضرت یوسفؑ کا کلی اقتدار

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ۭ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٦﴾

اور اس طرح ہم نے یوسف کو ملک میں ایسا اقتدار عطا کیا کہ وہ اس میں جہاں چاہیں اپنا ٹھکانا بنائیں۔ ہم اپنی رحمت جس کو چاہتے ہیں پہنچاتے ہیں اور نیک لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔

فائدہ 1 (712)

متقی امانت دار شخص کی سعی اور کوشش ضائع نہیں ہوتی بلکہ اس کا انجام اچھا اور دنیاوی و اخروی مرتبہ بلند و بالا ہوتا ہے۔ جیسا کہ یوسفؑ کے قصے میں غور و فکر کرنے والے پر یہ بات ظاہر ہے۔[1]

فائدہ 2 (713)

صبر کو تھامے رکھنے والا زمانے کے حوادث اور آزمائشوں سے ڈرتا نہیں ہے۔[2]

فائدہ 3 (714)

جملہ "وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ" سے ہم کو یہ سبق ملتا ہے کہ بدلے کے اصول کا شریعت میں لحاظ رکھا گیا ہے۔ ہم کو نماز، روزے اور زکوۃ کا حکم اللہ نے دیا ہے اور ان کے بدلے میں اللہ نے ہم سے جنت کا وعدہ کیا ہے۔[3]

---

1 محاسن التأويل: ٦/٢٤٢.

2 محاسن التأويل: ٦/٢٤٢.

3 إتحاف الألف: ٦٢٢.

715 فائدہ 4

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اس کے نیک اعمال کا دنیا و آخرت دونوں میں بدلہ دیتا ہے۔ جیسا کہ یوسفؑ کو دنیا میں اقتدار دیا اور آخرت میں پورا بدلہ دیا جائے گا۔[1]

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے لکھا ہے کہ "جو بھلائی اور نیکی کا راستہ اختیار کرے خدا اس کو دنیا میں بھی میٹھا پھل دیتا ہے خواہ ثروت و حکومت، لذتِ عیش یا حیات طیبہ اور غنائے قلبی۔ حضرت یوسفؑ کو یہ سب چیزیں عنایت فرمائیں۔ رہا آخرت کا اجر سو وہ ایک ایماندار اور پرہیزگار کے لیے دنیا کے اجر سے کہیں بہتر ہے۔[2]

716 فائدہ 5

آیت سے عقیدہ، قول اور عمل میں صفت احسان کی فضیلت بھی ثابت ہوئی۔[3]

717 فائدہ 6

اللہ تعالیٰ بعض بندوں کو اپنے علم کے مطابق ایک حکمت بالغہ کے ساتھ ایسی نعمتوں کے ساتھ خاص کر دیتا ہے جو دوسروں کو نہیں کرتا خاص کر اگر وہ اہلِ احسان اور اہلِ تقویٰ میں سے ہوں۔[4]

718 فائدہ 7

جب خیر اور بھلائی حاکم و محکوم اور داعی و مدعو کے لیے ثابت ہو جائے تو سارے کا سارا فضل اللہ کی طرف لوٹتا ہے اور ان میں سے فضل کو کسی کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں۔ اگرچہ وہ اپنی مہارت اور ذکاوت اور وسعت علم کے آخری درجے تک پہنچ جائے۔[5]

---

1 إتحاف الإلف: ٦٢٣.

2 تفسیر عثمانی: ٧٤٢.

3 أیسر التفاسیر: ٢/٦٢٤.

4 إتحاف الإلف: ٦٢٤.

5 دروس مستفادہ من سورہ یوسف: ٣٦.

فائدہ 719 — 8

بندے کی مشیت اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہوتی ہے۔[1]

فائدہ 720 — 9

"بِرَحْمَتِنَا" میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ملک (حکومت) اور مالداری ایک رحمت ہے بشرطیکہ ان کو دین کے لیے استعمال کیا جائے۔[2]

متقی مؤمن کے لئے اُخروی اجر

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾
اور آخرت کا جو اجر ہے وہ ان لوگوں کے لیے کہیں زیادہ بہتر ہے جو ایمان لاتے اور تقویٰ
پر کاربند رہتے ہیں۔

فائدہ 721 — 1

آخرت کا اجر و ثواب دنیا کے اَجر (جو فنا ہونے والا ہے) سے بہتر ہے۔ اور یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو ایمان لائیں اور تقویٰ اختیار کریں۔[3]

---

1 إتحاف الإلف: ٦٢٤.

2 رشد القرآن.

3 إتحاف الإلف: ٦٢٥.

فائدہ 2 (722)

آیت مبارکہ سے ایمان اور تقوی کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔[1]

فائدہ 3 (723)

مومن کو انکی نیکیوں کا ثواب دنیا اور آخرت دونوں میں ملتا ہے۔[2]

فائدہ 4 (724)

صفت احسان ایمان اور تقوی پر ثبات کو متضمن ہے۔ مفسر ابو السعودؒ نے لکھا ہے کہ: "اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ" اس میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ احسان سے مراد ایمان اور تقوی پر ثابت قدمی ہے اور یہ معنی ماضی اور مستقبل کے دونوں صیغوں سے لیا گیا ہے۔[3]

فائدہ 5 (725)

آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسفؑ ان لوگوں میں سے تھے جو ایمان لائے اور تقوی پر کاربند رہتے ہیں۔[4]

برادرانِ یوسفؑ دربارِ یوسفؑ میں

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾
اور (جب قحط پڑا تو) یوسف کے بھائی آئے، اور ان کے پاس پہنچے۔ تو یوسف نے انہیں پہچان
لیا، اور وہ یوسف کو نہیں پہچانے۔

1 أيسر التفاسير: ٢/٦٢٥.
2 البحر المحيط: ٦/٢٩٦.
3 تفسير ابي السعود: ٤/٢٨٧.
4 تفسير الفخر الرازي: ٩/١٦٧.

726 فائدہ 1

حالات کے تغیر اور لمبا عرصہ گزرنے کی وجہ سے کبھی آدمی اپنے ساتھی کو بھی پہچانتا نہیں۔[1]

727 فائدہ 2

مظلوم کی توجہ ظالم کی طرف زیادہ سخت اور زیادہ باریک ہوتی ہے اور اس کو پہچانتا بھی ہے البتہ ظالم کی توجہ اور پہچان اتنی نہیں ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت یوسفؑ نے ان کو پہچانا اور انہوں نے حضرت یوسفؑ کو نہیں پہچانا۔[2]

728 فائدہ 3

مختلف لوگوں کا امیر اور حاکم کے پاس آنا امیر اور حاکم کے حسنِ تدبیر میں سے ہے یہاں تک کہ جن لوگوں نے ماضی قریب یا بعید میں ان کو تکلیف پہنچائی ہو۔[3]

729 فائدہ 4

حضرت یوسفؑ کے اچھے اخلاق میں سے یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنے بھائیوں کو پہچانا اور ان کو ان کی تکالیف بھی یاد آئیں لیکن انہوں نے بھائیوں کو نہ ڈانٹا اور نہ سزا دی۔[4]

730 فائدہ 5

ایک کامیاب لیڈر اور رہنما ہر وقت اور ہر جگہ حاضر ہوتا ہے۔ حضرت یوسفؑ لوگوں کے لیے بیٹھا کرتے تھے یعنی کاموں کو بہتر بناتے اور احوال کی نگرانی کرتے اور اموال کی چھان بین کرتے تو حاضر رہنا ایک کامیاب

---

1 إتحاف الإلف: ٦٢٩.
2 إتحاف الإلف: ٦٢٩.
3 إتحاف الإلف: ٦٢٩.
4 إتحاف الإلف: ٦٢٩.

لیڈر کی قابلیت میں سے ہے اور یہ ایسی خصوصیت ہے جس کی کوئی مثل نہیں ہے۔[1]

فائدہ 6 (731)

آیت سے معلوم ہوا کہ ملکی معاملات میں حسنِ انتظام اور تدبیر اعلیٰ کمالات نبوت کے منافی نہیں چہ جائیکہ اسے کسی اور مقبول و برگزیدہ بندے کے کمالات روحانی کے منافی سمجھا جائے۔[2]

فائدہ 7 (732)

یوسفؑ کے اس واقعے سے اس کا جواز معلوم ہوا کہ جب کسی ملک میں اقتصادی حالات ایسے خراب ہو جائیں کہ اگر حکومت نظم قائم نہ کرے تو بہت سے لوگ اپنی ضروریات زندگی سے محروم ہو جائیں تو حکومت ایسی چیزوں کو اپنے نظم اور کنٹرول میں لے سکتی ہے اور غلہ کی مناسب قیمت مقرر کر سکتی ہے حضرات فقہائے امت نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔[3]

بنیامین کو لانے کا مطالبہ ترغیب و ترہیب کے انداز میں

وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَّكُم مِّنْ أَبِيكُمْ ۚ أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ﴿٥٩﴾

اور جب یوسف نے ان کا سامان تیار کر دیا تو ان سے کہا کہ (آئندہ) اپنے باپ شریک بھائی کو بھی میرے پاس لے کر آنا۔ کیا تم یہ نہیں دیکھ رہے ہو کہ میں پیمانہ بھر بھر کر دیتا ہوں، اور میں بہترین مہمان نواز بھی ہوں؟

---

1 إتحاف الإلف: ٦٣١.

2 تفسیر ماجدی: ١٦٦٤.

3 معارف القرآن: ٥/٩٧.

فَإِنْ لَّمْ تَأْتُونِ بِهِ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِندِي وَلَا تَقْرَبُونِ ﴿٦٠﴾
اب اگر تم اسے لے کر نہ آئے تو میرے پاس تمہارے لیے کوئی غلہ نہیں ہوگا، اور تم
میرے پاس بھی نہ پھٹکنا۔

733 فائدہ 1

ترغیب نفس کو مانوس کر دیتی ہے اور اس کو اپنی طرف مائل کر دیتی ہے اور اس کا نفس پر کافی اثر ہوتا ہے جیسا کہ حضرت یوسفؑ کے کلام میں ترغیب بھی پائی جاتی ہے۔[1]

734 فائدہ 2

مہمان کی مہمان نوازی اور اکرام کرنا اور اس کا اہتمام کرنا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنن میں سے ہے۔[2]

735 فائدہ 3

مومن کو جب اللہ کوئی قدر و منزلت دے اور اس کے پاس تکلیف پہنچانے والے آئیں تو اس کو چاہیے کہ ان کے لیے اپنا سینہ کھول کر رکھیں اور ان کے سامنے ایسے راستے رکھے جو ان کے لیے نفع بخش ہو۔ (جیسا کہ یوسفؑ نے کیا)۔[3]

736 فائدہ 4

کسی کام کے اہتمام پر کسی کو ابھارنے کے لیے ترھیب (ڈرانا) بھی ایک طریقہ ہے۔ (جیسا کہ دوسری آیت

---

1 المحرر الوجيز: ٣/٢٥٨.

2 إتحاف الإلف: ٦٣٢.

3 إتحاف الإلف: ٦٣٥.

3 تفسير ماجدي: ١٦٦٥.

3 تفسير ماجدي بحواله جصاص: 3.١٦٦٦ دروس مستفاده من سوره يوسف: ٣٧.

سے واضح ہے)۔[1]

فائدہ 5 (737)

مرشد تھانویؒ علیہ نے فرمایا کہ آیت "وَأَنَا خَيْرُ الْمُنزِلِينَ" سے معلوم ہوا کہ اپنی خوش معاملگی کا اظہار اگر مقصود اس سے اپنی مدح نہ ہو بلکہ کوئی اور مصلحت ہو تو تواضع کے منافی نہیں۔[2]

فائدہ 6 (738)

فقہاء نے لکھا ہے کہ یوسفؑ کے اس طریق عمل نے ثابت کر دیا کہ خشک سالی کے زمانہ میں جب ہلاکت نفوس کا اندیشہ ہونے لگے؛ ہمیشہ حکام کے لیے جائز ہے کہ ہر فرد کے لیے اس کی ضرورت کے مطابق راتب بندی کر دی جائے۔[3]

فائدہ 7 (739)

حضرت یوسفؑ مہمانوں کا بڑا اکرام کیا کرتے تھے اور کھانا کھلاتے تھے اور ایک اسلامی بادشاہ کو بھی ایسا کرنا چاہیے کہ عوام کو فائدہ پہنچایا کریں لوڈ شیڈنگ اور ٹیکسوں کے ذریعے عوام کو تنگ نہ کریں۔[4]

فائدہ 8 (740)

یہاں تعلیم ہے کہ بادشاہ کو بذات خود تفقد احوال لازم ہے۔[5]

فائدہ 9 (741)

ان دونوں آیتوں سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ نرمی کی جگہ نرمی اختیار کرنی چاہیے، اور سختی کی جگہ سختی

---

1 إتحاف الإلف: ٦٣٥.

2 تفسیر ماجدی: ١٦٦٥.

3 تفسیر ماجدی بحوالہ جصاص: ١٦٦٦.

4 حکمۃ القرآن: ٥/٥٦٩.

5 مواهب الرحمن: [illegible]

اختیار کرنی چاہیے۔ جیسا کہ پہلی بات پہلی آیت سے اور دوسری بات دوسری آیت سے معلوم ہوتی ہے۔

برادران یوسف علیہ السلام کا جواب

قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿٦١﴾

(ترجمہ) وہ بولے: ہم اس کے والد کو اس کے بارے میں بہلانے کی کوشش کریں گے (کہ وہ اسے ہمارے ساتھ بھیج دیں) اور ہم ایسا ضرور کریں گے۔

فائدہ 742 — 1

وعدہ بطور تعلیق کے نہیں بلکہ بطور تحقیق کے کیا جاتا ہے۔ (جیسا کہ آیت مذکورہ سے ظاہر ہے)۔[1]

بھائیوں کا دوبارہ مصر آنے کیلئے یوسف علیہ السلام کی تدبیر

وَ قَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٢﴾

(ترجمہ) (اور یوسف نے اپنے نوکروں سے کہہ دیا کہ وہ ان "(بھائیوں)" کا مال (جس کے بدلے انہوں نے غلہ خریدا ہے) انہی کے کجاووں میں رکھ دیں؛ تاکہ جب یہ اپنے گھر والوں کے پاس واپس پہنچیں تو اپنے مال کو پہچان لیں۔ شاید (اس احسان کی وجہ سے) وہ دوبارہ آئیں۔)

1 اتحاف الالف: ٦٣٧.

فائدہ 1 (743)

ایمان کا اثر کردار میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس لیے کہ حضرت یوسف کو معلوم تھا کہ ان کے بھائی ناجائز طریقے پر مال کو کھانے کو حلال نہیں سمجھتے تو ان کے کجاووں میں وہ دراہم رکھوا دیے تاکہ ان کو لے کر واپس آئیں۔ اور ان کے ساتھ ان کا بھائی بھی ہو جسکے حاضر کرنے کا ارادہ کیا تھا۔[1]

فائدہ 2 (744)

ہر مسلمان حکمران جو لوگوں کی محبت کو حاصل کرنے کے لیے کوئی حیلہ اختیار کرتا ہے۔ اس کو چاہیے کہ اللہ پر بھروسہ کرے تاکہ اپنے ہدف تک پہنچ سکے، اس لیے کہ مومن کا حیلہ کامیاب نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی فائدہ دے سکتا ہے مگر اللہ کی توفیق سے۔[2]

فائدہ 3 (745)

ان کا سامان ان کی طرف لوٹانے میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی تنبیہ فرمائی کہ بندوں کے اعمال ان کی طرف لوٹتے ہیں اور ان کو طاعات کا ثواب ملتا ہے اور گناہوں پر سزا ملتی ہے۔[3]

حضرت یعقوب علیہ السلام سے درخواست برائے بنیامین

فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿٦٣﴾

1 ایسر التفاسیر: ۲/۶۲۶.

2 دروس مستفادہ من سورۃ یوسف: ۳۸.

3 إتحاف الإلف: ۶۴۰.

(ترجمہ)(چنانچہ جب وہ اپنے والد کے پاس واپس پہنچے تو انہوں نے کہا: اباجان! آئندہ ہمیں غلہ دینے سے انکار کر دیا گیا ہے۔ لہذا آپ ہمارے بھائی (بنیامین) کو ہمارے ساتھ بھیج دیجیے تاکہ ہم (پھر) غلہ لا سکیں۔ اور یقین رکھیے کہ ہم اس کی پوری پوری حفاظت کریں گے)

746 فائدہ 1

محتاج آدمی زیادہ احتیاج اور ضرورت کی وجہ سے اپنے آپ کو غیر پر ترجیح دیتا ہے۔ جیسا کہ برادرانِ یوسفؑ نے اپنے سامنے کو کھولنے سے پہلے والد محترم کو غلہ کے روک جانے کی خبر دی۔[1]

747 فائدہ 2

آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے معاش کے امور میں بڑا حریص ہوتا ہے۔[2]

748 فائدہ 3

کسی واقعے کے حتمی طور پر واقع ہونے پر دلالت کیلئے مستقبل کے لیے ماضی کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے "مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ" میں مستقبل کے لیے ماضی کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔[3]

749 فائدہ 4

مسئلہ: جائز ہے کہ آدمی اپنے اہل و عیال وغیرہ کے لیے اپنے آپ کو حافظ و نگہبان کہے لیکن ساتھ ہی دل میں یہ نیت رہے کہ اصل حفاظت اللہ تعالیٰ کی ہے ہم اس کی مشیت پر محافظ ہیں۔[4]

---

1 إتحاف الإلف: ٦٤٣.

2 إتحاف الإلف: ٦٤٣.

3 سورة يوسف دراسة تحليلية: ٤٧١.

4 موجب الرحمن: ٨/٢٩.

حضرت یعقوب علیہ السلام کا جواب

قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ۭ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٦٤﴾

والد نے کہا: کیا میں اس کے بارے میں تم پر ویسی ہی بھروسہ کروں جیسا اس کے بھائی (یوسف) کے بارے میں تم پر پہلے کیا تھا؟ خیر: اللہ سب سے بڑھ کر نگہبان ہے؛ اور وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

فائدہ 750 — 1

مومن کو ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔[1]

فائدہ 751 — 2

خاص مصلحت پر عام مصلحت کو ترجیح دی جاتی ہے۔ حضرت یعقوبؑ کو بنیامین کی جدائی سے تکلیف ہوتی تھی۔ اس کے باوجود ان کو ساتھ لے جانے سے صراحتاً منع نہیں کیا کیونکہ اس میں وہ مصلحت سمجھتے تھے۔[2]

فائدہ 752 — 3

بدگمانی اس وقت حرام اور منع نہیں ہے جب اس پر ظاہر دلالت کرنے والے قرائن موجود ہوں۔ (جیسا کہ حضرت یعقوبؑ کے عمل سے معلوم ہوتا ہے)۔[3]

---

1 إتحاف الإلف: ٦٤٥.

2 إتحاف الإلف: ٦٤٥.

3 تيسير الكريم: ٤/٣٩.

فائدہ 753 4

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے یہ واقعات بیان کیے ہیں تاکہ ہم آج کے احوال انکے ماضی پر قیاس کریں اور ان سے پورا احتیاط کریں۔ لہذا معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کی طبیعت میں غداری اور خیانت ہے۔[1]

فائدہ 754 5

حضرت یعقوبؑ نے انہی کے مطالبے کا جواب استفہام تعجبی میں دیا۔ اور ایسا نہیں کہا کہ: کیا تمہارا فعل ان کے ساتھ ایسا ہی ہوگا جیسا کہ انھوں نے ان کے بھائی (یوسفؑ) کیساتھ کیا تھا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ کوڑے کی تکلیف سے نفس کا عذاب زیادہ سخت ہوا کرتا ہے۔[2]

فائدہ 755 6

کسی انسان کے وعدہ اور حفاظت پر حقیقی طور پر بھروسہ کرنا غلطی ہے۔ اصل بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہیے وہی حقیقی کارساز اور مسبب الاسباب ہیں۔ اس لیے یعقوبؑ نے فرمایا "فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا"۔[3]

پونجی ملنے پر بیٹوں کی مسرت اور پھر اصرار

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿٦٥﴾

1 إتحاف الألف: ٦٤٦.

2 سورة يوسف دراسة تحليلية: ٤٧٢.

3 معارف القرآن: ٥/١٠٤.

اور جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو دیکھا کہ ان کا مال بھی ان کو لوٹا نے دیا گیا ہے۔ وہ کہنے لگے: ہمیں اور
کیا چاہیے؟ یہ ہمارا مال ہے جو ہمیں لوٹا دیا گیا ہے۔ اور (اس مرتبہ) ہم اپنے گھر والوں کے لیے اور غلہ
لائیں گے؛ اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے۔ اور ایک اونٹ کا بوجھ زیادہ لے کر آئیں گے۔ (اسی طرح یہ
زیادہ غلہ بڑی آسانی سے مل جائے گا۔

فائدہ 1 756

جو مسلمان اللہ سے ڈرتا ہو وہ اپنی ملکیت میں ہر اس مال کو باقی رکھنے سے انکار کرتا ہے جو مشروع املاک تملیک سے حاصل نہ ہو۔ بلکہ اس مال کو اپنی جگہ تک واپس لوٹا دیتا ہے۔[1]

فائدہ 2 757

اگر دوسرے شخص کا مال یا کوئی چیز اپنے سامنے میں نکلے اور قرائن قویہ اس پر شاہد ہوں کہ اس نے بالقصد ہمیں دینے ہی کے لیے ہمارے سامان میں باندھ دیا ہے تو اس کو اپنے لیے رکھنا اور تصرف کرنا جائز ہے۔ جیسے یہ پونجی جو برادرانِ یوسفؑ کے سامان سے برآمد ہوئی اور قرائن قویہ اس پر شاہد تھے کہ کسی بھول یا نسیان سے ایسا نہیں ہوا بلکہ قصداً اس کو واپس دے دیا گیا ہے۔ اس لیے حضرت یعقوبؑ نے اس رقم کی واپسی کی ہدایت نہیں فرمائی۔ لیکن جہاں اشتباہ موجود ہو وہاں مالک سے تحقیق اور دریافت کیے بغیر اس کا استعمال کرنا جائز نہیں۔[2]

حضرت یعقوب علیہ السلام کی مشروط اجازت

قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهٖٓ إِلَّآ أَنْ يُّحَاطَ

1 دروس مستفادہ من سورۃ یوسف: ۳۹۔
2 معارف القرآن: ۵/۱۰۵۔

بِكُمْ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿٦٦﴾
والد نے کہا: میں اس کو (بنیامین) تمہارے ساتھ اس وقت تک ہرگز نہیں بھیجوں گا جب تک تم اللہ کے
نام پر مجھ سے یہ عہد نہ کرو کہ اسے ضرور واپس میرے پاس لے کر آو گے۔ الا یہ کہ تم (واقعی) بے بس
ہو جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے جب اپنے والد کو یہ عہد دے دیا تو والد نے کہا جو قول و اقرار ہم کر رہے ہیں
اس پر اللہ نگہبان ہے۔

فائدہ 1 — 758

اہم امور میں عہد و پیمان لینا جائز ہے اگرچہ زیادہ قریب لوگوں سے کیوں نہ ہو۔[1]

فائدہ 2 — 759

عقل مند لوگ عقل مندی، بیداری اور آنے والے احوال میں احتیاط کرنے کے ساتھ مصائب کو برداشت کرتے ہیں۔[2]

فائدہ 3 — 760

مومن اپنے مال کو اور اپنے آپ کو خطرے میں نہیں ڈالتا۔ اللہ اس کو اپنی استطاعت کے مطابق حفاظت کی باڑ میں گھیر لیتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نام پر عہد و پیمان لینے کی صورت میں ہوتا ہے۔ (جیسا کہ حضرت یعقوبؑ نے یہ کام کیا)۔[3]

فائدہ 4 — 761

زمانہ ماضی کے درس سے عبرت لینا واجب ہے۔ اور زمانہ ماضی انسان کو ہر نقصان دہ چیز سے بچنے کی اور ہر

---

1 أيسر التفاسير : ٢/٦٢٩.

2 إتحاف الإلف: ٦٥١.

3 دروس مستفادہ من سورۃ یوسف: ٤٠.

مفید چیز کی طرف آگے بڑھنے پر ابھارتا ہے۔[1]

فائدہ 5 (762)

اولاد سے گناہ خطا ہو جائے تو قطع تعلق کے بجائے ان کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے۔ اور جب تک اصلاح کی امید ہو قطع تعلق نہ کرے۔ جیسا کہ حضرت یعقوبؑ نے کیا باوجودیکہ برادرانِ یوسفؑ سے جو خطا اس سے پہلے سرزد ہو گئی وہ بہت سے کبیرہ اور شدید گناہوں پر مشتمل تھی۔[2]

فائدہ 6 (763)

دوسری ہدایت (ان آیات کریمہ سے) اس حسن معاملہ اور حسن خلق کی ہے جو یہاں حضرت یعقوبؑ سے ظاہر ہوئی۔ کہ صاحب زادوں کے اتنے شدید جرائم کے باوجود ان کا معاملہ ایسا رہا کہ دوبارہ چھوٹے بھائی کو ساتھ لے جانے کی درخواست کرنے کی جرأت کر سکے۔[3]

فائدہ 7 (764)

تیسری ہدایت یہ بھی ہے کہ ایسی صورت میں بغرض اصلاح خطاکار کو جتلا دینا بھی مناسب ہے کہ تمھارے معاملہ کا تقاضا تو یہ تھا کہ تمہاری بات نہ مانی جائے مگر ہم اس سے درگزر کرتے ہیں۔ تاکہ وہ آئندہ شرمندہ ہو کر اس سے کلی طور پر تائب ہو جائے۔ جیسا کہ یعقوبؑ نے اول جتلایا کہ کیا بنیامین کے معاملے میں بھی تم پر ایسا ہی اطمینان کروں جیسا یوسفؑ کے معاملے میں کیا تھا۔[4]

فائدہ 8 (765)

کسی شخص کو ایسی قسم نہیں دینی چاہیے جس کا پورا کرنا بلکل اس کے قبضہ میں نہ ہو۔ جیسے حضرت یعقوبؑ نے

---

1 إتحاف الالف : ٦٥٣.

2 معارف القرآن ملخصا: ٥/١٠٤.

3 معارف القرآن : ٥/١٠٤.

4 معارف القرآن : ٥/١٠٤.

بنیامین کو صحیح سالم واپس لانے کی قسم دی تو اس میں سے اس حالت کو مستثنیٰ کر دیا کہ یہ بلکل عاجز و مجبور ہو جائیں یا خود بھی سب ہلاکت میں پڑ جائیں۔[1]

فائدہ 766 9

برادران یوسفؑ سے عہد و پیمان لینا کہ وہ بنیامین کو واپس لائیں گے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفالۃ بالنفس جائز ہے۔ یعنی کسی مقدمہ میں خود انسان کو مقدمہ کی تاریخ پر حاضر کرنے کی ضمانت کر لینا درست ہے۔[2]

فائدہ 767 10

احتیاط کے طرق اور وجوہ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایسا عہد و پیمان لے جو قسم کے ساتھ موکد ہو۔[3]

فائدہ 768 11

آیت سے معلوم ہوتا ہے کی جس سے خطرہ ہو اس سے امانات کی حفاظت کیلئے قسم لینا جائز ہے۔[4]

فائدہ 769 12

قسم لینے والے کے لیے جائز ہے کہ ان بعض امور کو قسم سے مستثنیٰ کرے جن کے بارے میں سمجھتا ہو کہ یہ اس کے اختیار میں نہیں ہیں۔[5]

---

1 معارف القرآن: ۵/۱۰۵۔
2 معارف القرآن: ۵/۱۰۵۔
3 المختصر فی تفسیر القرآن الکریم : ۱/۲۴۳۔
4 المختصر فی تفسیر القرآن الکریم: ۱/۲۴۳۔
5 المختصر فی تفسیر القرآن الکریم: ۱/۲۴۳۔

یعقوب علیہ السلام کی بیٹوں کو نصیحت

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۭ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٦٧﴾

(ترجمہ) اور (ساتھ ہی یہ بھی) کہا کہ: میرے بیٹو! تم سب ایک دروازے سے (شہر میں) داخل نہ ہونا؛ بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا۔ میں اللہ کی مشیت سے تمہیں نہیں بچا سکتا؛ حکم اللہ کے سوا کسی کا نہیں چلتا۔ اسی پر میں نے بھروسہ کر رکھا ہے۔ اور جن جنو بھروسہ کرنا ہو انہی چاہیے کہ اسی پر بھروسہ کریں)

فائدہ 770 — 1

فائدہ (1)

نظر لگ جانا ایک حقیقت ہے۔[1] اور صحیح روایات میں وارد ہے کہ نظر کا لگ جانا حق ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک جماعت کو نظر لگ گئی تھی۔ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نظر لگی ہے۔[2]

یہاں مفسرین (مثلاً امام رازیؒ، علامہ قاسمیؒ اور علامہ آلوسیؒ وغیرہ) نے نظر لگ جانے کی ماہیت، حقیقت اور اس کے احکام بیان کئے ہیں۔ قرطبیؒ نے فرمایا کہ "تمام علماء امت اہل سنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ نظر بد لگ جانا اور اس سے نقصان پہنچ جانا حق ہے"۔[3]

---

1 تفسیر عثمانی: ٨٠٦.

2 فتح القدیر: ٣/٤٩.

3 معارف القرآن: ٥/١٠٩.

فائدہ 2 (771)

حضرت یعقوبؑ کا اپنے بیٹوں کو ڈرانا اللہ کے فیصلے سے بچا نہیں سکا۔[1]

فائدہ 3 (772)

صرف اللہ ہی پر توکل اور بھروسہ کرنا واجب ہے۔ اور جس عمل کو متعین کیا ہو کرنا چاہیے۔[2]

فائدہ 4 (773)

جو کام ہونے والا ہوتا ہے اُس کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیے۔[3]

فائدہ 5 (774)

حضرت یعقوبؑ کے قول "وَادْخُلُوْا" "عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ" میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اسباب کو اختیار کرنے اور توکل علی اللہ کے درمیان کوئی منافاۃ اور تضاد نہیں ہے۔[4]

فائدہ 6 (775)

حضرت یعقوبؑ نے اپنی اولاد کو بچاؤ کے اسباب استعمال کرنے کی رہنمائی کی اور پھر اس بات کی طرف اشارہ بھی کیا کہ یہ اسباب کامل اسباب نہیں ہیں اور نہ اللہ کے فیصلے سے بچا سکتے ہیں۔[5]

فائدہ 7 (776)

نظر لگ جانے کے ڈر سے یہ بات لازم آتی ہے کہ بچاؤ اور احتیاط کا راستہ اختیار کرے اور یہ تقدیر میں سے

---

1 إتحاف الإلف: ٦٥٥.
2 أيسر التفاسير: ٢/٦٢٩.
3 أيسر التفاسير: ٢/٦٢٩.
4 اتحاف الالف: ٦٥٩.
5 إتحاف الإلف: ٦٥٩.

ہے۔ جیسا کہ نظر کا لگ جانا تقدیر تکوینی میں سے ہے۔[1]

فائدہ 8 (777)

کثرت اور جمال (خوبصورتی) نظر لگ جانے کے اسباب میں سے ہیں۔[2]

فائدہ 9 (778)

آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حاکم (حکم چلانے والا) صرف اور صرف اللہ ہے۔[3]

فائدہ 10 (779)

توکل ہی کے ذریعہ ہر مطلوب حاصل ہوتا ہے۔ اور ہر ڈراونی چیز کو دفع کرتا ہے۔[4]

فائدہ 11 (780)

اللہ کے منزل حکم کے علاوہ کسی اور حکم پر فیصلہ کرنا حرام ہے۔[5]

فائدہ 12 (781)

آیت کریمہ میں ذکر شدہ احتیاط ان اسباب کو اختیار کرنا ہے جن کا حکم دیا گیا ہے اسلئے کہ یہ تقدیر میں ہے۔ یہ تقدیر سے بچنے کے لیے نہیں ہے۔[6]

---

1 إتحاف الالف: ٦٥٩.
2 إتحاف الالف: ٦٦٢.
3 إتحاف الإلف: ٦٦٢.
4 اتحاف الالف: ٦٦٢.
5 اتحاف الالف: ٦٦٢.
6 إتحاف الإلف: ٦٦٢.

782 فائدہ 13

ایک باپ کے لیے جائز نہیں ہے کہ یہ اپنی اولاد کے لیے اپنے دل کو رحم، شفقت اور ان کی سلامتی کے حرص سے خالی کرے۔[1]

783 فائدہ 14

آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور بچاؤ کے اسباب اختیار کرنا چاہیے۔[2]

784 فائدہ 15

بچاؤ اختیار کرنا تقدیر پر کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ اس لیے سارا کا سارا اختیار اور قضاء اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔[3]

785 فائدہ 16

حضرت یعقوبؑ کی وصیت میں ایک درس یہ بھی ملتا ہے کہ اپنے حوائج اور ضروریات کو پورا کرنے میں انکو چھپانے کے ذریعے مدد طلب کرنا چاہیے۔[4]

786 فائدہ 17

اخلاص بھری نظر کا بھی اثر ہوتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ بری نظر بندے کو بیمار کر دیتی ہے۔ اچھی اور اخلاص بھری نظر بندے کو گناہوں سے نجات دے دیتی ہے۔[5]

---

1 دروس مستفادہ من سورۃ یوسف: ٤١.

2 إتحاف الالف: ٦٦٤.

3 إتحاف الالف: ٦٦٥.

4 إتحاف الالف: ٦٦٧.

5 سورۃ یوسف کے 101 فوائد: ٣١٢.

فائدہ 18 (787)

آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوبؑ نبی تھے۔ اور اپنی امت کو سفر کے آداب بیان کیے۔ جیسا ہمارے نبی کریم ﷺ نے بھی امت کو یہ سب آداب سکھائے ہیں۔[1]

فائدہ 19 (788)

یہ آیت اس بات پر واضح دلیل ہے کہ انبیاء علیہم السلام کسی سے ضرر اور مصیبت دفع نہیں کر سکتے اگرچہ وہ زندہ ہوں۔ تو اولیاء و بزرگ موت کے بعد کیسے کسی کی مدد کر سکتے ہیں۔[2]

فائدہ 20 (789)

لوگوں کے حسد سے بچنے کے لیے اپنی مخصوص نعمتوں اور اوصاف کا لوگوں سے چھپانا درست ہے۔

فائدہ 21 (790)

جب ایک شخص کو کسی دوسرے شخص کے بارہ میں کسی تکلیف کے پہنچ جانے کا اندیشہ ہو تو بہتر یہ ہے اسکو آگاہ کر دے اور اندیشہ سے بچنے کی ممکن تدبیر بتلا دے۔ جیسے یعقوبؑ نے کیا۔[3]

فائدہ 22 (791)

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ اپنے بھائی کو اس چیز سے ڈرائے جس سے ڈرایا جاتا ہے۔ اور اس راستے کی اس کو رہنمائی کرے جو نجات اور سلامتی والا راستہ ہو۔ اسلئے کہ دین سراسر خیر خواہی ہے۔ اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہوتا ہے۔[4]

---

1 حكمة القرآن: ٥/٥٧٦.

2 حكمة القرآن: ٥/٥٧٧.

3 معارف القرآن: ٥/١١١.

4 الجامع للاحكام القرآن: ٩/٢٢٩.

امتثالِ حکمِ یعقوبی و تصدیق از خدا قولِ یعقوبی

وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰهَا ؕ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾

(ترجمہ) (اور جب وہ (بھائی) اس طرح (مصر میں) داخل ہوئے جس طرح ان کے والد نے کہا تھا؛ اور یہ عمل اللہ کی مشیت سے ان کو ذرا بھی بچانے والا نہیں تھا؛ لیکن یعقوب علیہ السلام کے دل میں ایک خواہش تھی۔ جو انہوں نے پوری کرلی۔ بیشک وہ ہمارے سکھائے ہوئے علم کے حامل تھے۔ لیکن اکثر لوگ (معاملہ کی حقیقت) نہیں جانتے)

فائدہ 1 (792)

آیت سے علم اور اہل علم کی فضیلت معلوم ہوئی۔[1]

فائدہ 2 (793)

حضرت یعقوبؑ کے بیٹے مصر میں اس طرح داخل ہوئے جس طرح ان کے والد نے حکم دیا تھا۔ اور والد کی بات ماننا فائدہ سے خالی نہیں۔[2]

فائدہ 3 (794)

نظر بد وغیرہ سے بچانے والے اسباب کا استعمال منع نہیں ہے بلکہ جائز یا مستحب ہے۔ اگرچہ تمام امور اللہ

---

1 أيسر التفاسير: ٢/٦٣٣.

2 إتحاف الالف: ٦٧١.

کے فیصلے اور تقدیر سے ہوتے ہیں۔[1]

فائدہ 4 795

علم سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے اور جہالت اکثر لوگوں میں پائی جاتی ہے۔[2]

فائدہ 5 796

نظر بذاتِ خود ضرر نہیں دے سکتی بلکہ اللہ کی مشیت اور ارادے سے دیتی ہے۔[3]

فائدہ 6 797

نیک آدمی کی اگر نظر لگتی ہو تو یہ اس کو عیب دار اور فاسق نہیں بناتی۔[4]

فائدہ 7 798

علم چونکہ عمل کے لیے سب سے پہلا سبب ہوا کرتا ہے۔ اس لیے آیت کریمہ میں عمل کو اس کے سبب کے ساتھ مسمی کیا گیا ہے۔[5]

فائدہ 8 799

جو شخص اپنے علم پر عمل نہیں کرتا وہ عالم نہیں ہے قتادہ نے فرمایا کہ "وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ" کا معنیٰ ہے "انه لعامل بما علمناه" (یعنی بے شک وہ اس پر عمل کرنے والے تھے جو ہم نے ان کو سکھایا تھا)۔ حضرت سفیانؒ نے فرمایا کہ "جو شخص عمل نہیں کرتا وہ عالم نہیں ہوتا"۔[6]

---

1 إتحاف الالف: ٦٧٢.

2 إتحاف الالف: ٦٧٣.

3 نظم الدرر: ٤/٧٤.

4 الجامع للاحكام القرآن: ٩/٢٢٧:

5 الجامع: ٩/٢٢٩.

6 المحرر الوجيز: ٩/٣٣٩.

فائدہ 800 — 9

"مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ" اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت یعقوبؑ متصرف نہیں تھے۔[1]

فائدہ 801 — 10

"لِّمَا عَلَّمْنٰهُ" میں حضرت یعقوبؑ سے غیب دان ہونے کی نفی ہے۔[2]

بھائیوں کی دوبارہ آمد اور یوسف کی بنیامین کے ساتھ ملاقات

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٩﴾

اور جب یہ لوگ یوسف کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے (سگے) بھائی (بنیامین) کو اپنے پاس خاص جگہ دی؛ (اور انھیں) بتایا کہ میں تمھارا بھائی ہوں۔ لہذا تم ان باتوں پر رنجیدہ نہ ہونا جو یہ (دوسرے بھائی) کرتے رہے ہیں)

فائدہ 802 — 1

ایک خاص متعین کام کے بارہ میں بھائیوں میں سے ایک کو خاص کر کے اطلاع دینا اور اس کو اس کام کے چھپانے کا حکم دینا جائز ہے۔[3]

---

1 اعجاز القرآن: ۱/۳۸۷۔

2 اعجاز القرآن: ۱/۳۸۷۔

3 إتحاف الالف: ٦٨٥۔

803 فائدہ 2

کمزور بھائی کی مدد کرنا اور مضبوط کرنا واجب ہے۔ جیسا کہ آیت سے معلوم ہوتا ہے۔[1]

804 فائدہ 3

ماں باپ شریک بھائی، ماں شریک یا باپ شریک بھائی سے تعلق میں زیادہ قریب اور محبت اور شفقت میں زیادہ ہوا کرتا ہے۔[2]

805 فائدہ 4

بھائی پر واجب ہے کہ اپنے بھائی کا اکرام کرے۔ اور اس کی خدمت میں پوری کوشش کرے۔ خاص کر جب سگا بھائی ہو۔[3]

806 فائدہ 5

جب دو یا دو سے زیادہ لوگ ایک مصیبت اور ایک ظلم میں شریک ہوں تو یہ ان کے درمیان محبت اور ایسا تعاون پیدا کر دیتا ہے جو زیادتی کرنے والے کے مقابل میں ہوتا ہے۔[4]

807 فائدہ 6

جو مسلمان لوگوں کے درمیان اصلاح کا ارادہ رکھتا ہو۔ تو اس کے لیے جائز ہے کہ اپنی سوچ کو حق ثابت کرنے اور باطل کو مٹانے کیلئے حیلے کی تدبیر کو استعمال میں لائے۔[5]

---

1 إتحاف الالف: ٦٨٥.
2 إتحاف الالف: ٦٨٥.
3 إتحاف الالف: ٦٧٥.
4 إتحاف الالف: ٦٨٦.
5 إتحاف الالف: ٦٨٧.

سگے بھائی کو روکنے کیلئے حضرت یوسفؑ کی تدبیر

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾

پھر جب یوسف نے ان کا سامان تیار کر دیا تو پانی پینے کا پیالہ اپنے (سگے) بھائی کے کجاوے

میں رکھوا دیا، پھر ایک منادی نے پکار کر کہا کہ: اے قافلے والو! تم چور ہو۔

قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾

انہوں نے ان کی طرف مڑ کر پوچھا کہ: کیا چیز ہے جو تم سے گم ہو گئی ہے؟

قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾

انہوں نے کہا کہ: ہمیں بادشاہ کا پیمانہ نہیں مل رہا اور جو شخص اسے لا کر دے گا، اس کو

ایک اونٹ کا بوجھ (انعام میں) ملے گا، اور میں اس (انعام کے دلوانے) کی ذمہ داری لیتا

ہوں۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾

وہ (بھائی) بولے: اللہ کی قسم! آپ لوگ جانتے ہیں کہ ہم زمین میں فساد پھیلانے کے لیے

نہیں آئے تھے، اور نہ ہم چوری کرنے والے لوگ ہیں۔

808 فائدہ 1

مباح مقصد کو حاصل کرنے کے لیے حیلہ بتانا جائز ہے۔[1]

809 فائدہ 2

آیت کریمہ میں ان کو "سارقین" کہا گیا اس سے معلوم ہوتا ہے ضرر کو ایسے ضرر کے ذریعے دفع کرنا جو اس سے کم ہو جائز ہے۔[2]

810 فائدہ 3

معبرین اہل علم نے فرمایا کہ اگر کوئی نیک آدمی خواب میں دیکھے کہ وہ آذان دے رہا ہے تو یہ آذان حج یا عمرے کی بشارت ہے۔ ارشاد باری ہے "وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ"۔[3] اور اگر دیکھنے والا برا آدمی ہو تو یہ بری خبر ہے جیسے کہ یہاں فرمایا "ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ"۔[4]

811 فائدہ 4

الزام یا عیب سے پاک آدمی پُر اعتماد ہوتا ہے۔ اپنی بات اور کام میں دلیر ہوتا ہے۔ جیسا کہ برادرانِ یوسف کا قول "مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ" اس بات پر دلیل ہے کہ ان کو اپنے بارے میں پورا اعتماد اور جرأت تھی۔[5]

812 فائدہ 5

آیت "وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ" سے ثابت ہوا کہ کسی معین کام کے کرنے پر کوئی اجرت یا انعام مقرر کر کے اعلان کر دیا کہ جو شخص یہ کام کرے گا اس کو اس قدر انعام یا اجرت ملے گی جائز ہے۔[6]

---

1 فوائد مستنبطة من سورة يوسف: ٥١.

2 محاسن التأويل: ٦/٢٥٨.

3 (الحج: ٢٧).

4 يوسف: ٧٠.

5 إتحاف الالف: ٦٩٩.

6 معارف القرآن بحواله القرطبي: ٥/١١٧.

فائدہ 6 (813)

"وَأَنَا بِهِۦ زَعِيمٌ" سے معلوم ہوا کہ ایک شخص کسی دوسرے شخص کی طرف سے حقِ مالی کا ضامن بن سکتا ہے۔[1]

فائدہ 7 (814)

ضمانت شریعت میں جائز ہے اور ضامن ادائیگی کا ذمہ دار ہوگا۔[2]

فائدہ 8 (815)

ضرورت کے وقت یا براءت (پاکدامنی) کے لیے قسم کھانا جائز ہے۔ جیسا کہ آخری آیت سے واضح ہے۔[3]

فائدہ 9 (816)

چوری زمین کے فساد کی بڑی اقسام میں سے ہے۔[4]

فائدہ 10 (817)

جب مسلمان پر کوئی تہمت لگائی جائے اور وہ اس سے پاک ہو تو اس پر لازم ہے کہ حق کے ذریعے باطل کا اور نفی کے ذریعے تہمت کا مقابلہ کرے اور کمزور کھڑا نہ ہو بلکہ قوت کے ساتھ اپنے آپ کا دفاع کرے۔[5]

فقہاءؒ نے لکھا ہے کہ ظن غالب کی بناء پر اگر کسی کو چور کہہ دیا جائے تو اس پر کذب کا اطلاق نہیں ہوگا۔[6]

---

1 معارف القرآن: ٥/١١٧.
2 أيسر التفاسير: ٢/٦٣٢.
3 أيسر التفاسير: ٢/٦٣٤.
4 إتحاف الالف: ٧٠٣.
5 إتحاف الالف: ٧٠٣.
6 تفسير ماجدی: ١٦٧٦.

شریعت ابراہیمی میں چوری کی سزا

قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿٧٤﴾
انہوں نے کہا کہ: اگر تم لوگ جھوٹے (ثابت) ہوئے تو اس کی کیا سزا ہوگی؟
قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿٧٥﴾
انہوں نے کہا: اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے کجاوے میں سے وہ (پیالہ) مل جائے؛ وہ خود سزا میں دھر لیا
جائے۔ جو لوگ ظلم کرتے ہیں ہم ان کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔)

فائدہ 818 — 1

معلوم ہوا کہ جزا عمل کا نتیجہ ہوا کرتا ہے۔[1]

فائدہ 820 — 2

جھوٹا آدمی سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ جیسا کہ آیت سے واضح ہے۔[2]

فائدہ 821 — 3

آدمی کو اس کے گناہ میں حاکم بنا دینا جائز ہے۔[3]

---

1 إتحاف الالف: ٧٠٥.

2 إتحاف: ٧٠٥.

3 التحرير والتنوير: ١٣/٣٠.

فائدہ 4 (822)

خصم سے نرمی اور انس کا طریقہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ تاکہ وہ اپنے آپ پر حجت قائم کرے۔ جیسا کہ برادرانِ یوسفؑ کے قول کے جواب میں کہا گیا "فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ"۔[1]

فائدہ 5 (823)

کسی ملک میں داخل ہونے والے شخص کو چاہیے کہ وہ اس ملک کے قوانین اور احکام کو جان لے۔ علامہ سمرقندیؒ نے فرمایا "ملکِ مصر میں چور کی سزا مارنا اور منہ کالا کرنا تھی" جبکہ سرزمین کنعان میں سزا چور کو لے کر غلام بنانا ہوتا تو یہاں اعلان کرنے والوں نے اولادِ یعقوبؑ کو یہ کام سپرد کیا کہ اپنے ملک کے قانون کے مطابق فیصلہ کریں۔[2]

فائدہ 6 (824)

حکومتوں، ملکوں اور اوقات کے اعتبار سے قوانین مختلف ہوتے ہیں۔ جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے۔[3]

فائدہ 7 (825)

صاحب حیلہ مومن اس بات کا حریص ہوتا ہے کہ اس کی تدبیریں کامل ہو۔ یہاں تک کہ جس کے لیے حیلہ کیا ہے اس ہدف تک پہنچ جائے۔[4]

فائدہ 8 (826)

آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت ابراہیمی میں غلام بنانا موجود تھا۔[5]

---

1 إتحاف الالف: ٧٠٥.

2 مختصر تفسير السمرقندی: ٢/١٧١.

3 إتحاف الالف: ٧٠٦.

4 دروس مستفادہ من سورۃ یوسف: ٤٥.

5 إتحاف الالف: ٧٠٨.

سامان کی تلاشی اور پیالے کا برآمد ہونا

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾

چنانچہ یوسف علیہ السلام نے اپنے (سگے) بھائی کے تھیلے سے پہلے دوسرے بھائیوں کے تھیلوں کی تلاشی شروع کی۔ پھر اس پیالے کو اپنے (سگے) بھائی کے تھیلے میں سے برآمد کر لیا۔ اس طرح ہم نے یوسفؑ کی خاطر یہ تدبیر کی۔ اللہ کی یہ مشیت نہ ہوتی تو یوسف علیہ السلام کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ بادشاہ کے قانون کے مطابق اپنے بھائی کو اپنے پاس رکھ لیتے۔ اور ہم جس کو چاہتے ہیں اس کے درجے بلند کر دیتے ہیں۔ اور جتنے علم والے ہیں ان سب کے اوپر ایک بڑا علم رکھنے والا موجود ہے۔

فائدہ 827 — 1

آیت کریمہ سے علم میں حضرت یوسفؑ کے مقام کی بلندی اور رفعت معلوم ہوتی ہے۔[1]

فائدہ 828 — 2

آیت سے "وفوق کل ذی علم علیم" (یعنی ہر جاننے والے سے اوپر ایک جاننے والا ہے، یہاں تک کہ

---

1 [illegible]

علم اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے) والا قاعدہ ثابت ہوتا ہے۔[1]

829 فائدہ 3

آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ علم مراتب میں سب سے اشرف اور درجات میں سب سے اعلیٰ ہوتا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کی مدح اسی وجہ سے بیان فرمائی ہے۔[2]

830 فائدہ 4

اللہ تعالیٰ مومن کے مقام کو بلند کرتا ہے۔ جب تک مومن با اخلاق اور احکام شریعت پر عمل کرنے والا ہے اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لیے ہر ممکن کوشش کرتا ہو شب و روز طاعات میں لگا ہوا ہوتا ہے۔[3]

831 فائدہ 5

حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کے ساتھ جو حیلہ کیا تھا، وہ اللہ کی تدبیر سے کیا تھا۔[4]

832 فائدہ 6

"کید" (حیلہ) کی دو قسمیں ہیں:

۱): ایک کید حسن: جیسا کہ حضرت یوسفؑ کا حیلہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ"۔

۲): کید قبیح: جیسا کہ برادرانِ یوسفؑ کا حیلہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا"۔[5]

---

1 أيسر التفاسير: ٢/٦٣٤.

2 تفسير الرازي: ١٨/١٨٢.

3 إتحاف الالف: ٧١١.

4 إتحاف الالف: ٧١١.

5 إتحاف: ٧١٤.

فائدہ 7 (833)

مباح کام اور جس میں درستگی اور حقوق کا حصول ہو اس تک رسائی کے لیے کید اور حیلہ اختیار کرنا جائز ہے۔[1]

فائدہ 8 (834)

کوئی بھی اپنے علم پر نازاں نہ ہو جہاں سب کا علم ختم ہو جاتا ہے اس کے بھی اوپر اس ہستی کا علم ذاتی اور علم محیط ہے جس کا نام عالم الغیب والشھادۃ ہے۔[2]

فائدہ 9 (835)

آیت "كِدْنَا لِيُوسُفَ" میں کئی اشکالات کا جواب ہے:

۱): یہاں پاک دامن لوگوں پر تہمت لگائی گئی کہ ان کو چور کہا گیا۔

۲:) بہتان لگایا گیا۔ ۳): سارے لوگوں کو پریشان کیا گیا کہ ان کو لوٹا گیا۔ ٤):

یعقوبؑ کو کتنی تکلیف پہنچی ہوگی۔

تو مذکورہ جملہ کے ذریعے ان اشکالات کا جواب دیا گیا کہ یہ سارے کام میری اجازت اور میری تدبیر سے ہوئے اور اللہ پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا تو اس سے معلوم ہوا کہ بندہ کو چاہیے کہ اللہ تعالی کے دین کے تابع ہو جائے۔ اگرچہ وہ اس کے مزاج اور عقل کے خلاف ہو۔[3]

فائدہ 10 (836)

یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ حضرت یوسفؑ کے بھائی علماء تھے، اور حضرت یوسفؑ ان میں اعلم

---

1 إتحاف الالف: ٧١٤.

2 تفسیر ماجدی: ١٦٨٢.

3 حکمت القران: ٥/٨٧٢.

(بڑے عالم) تھے۔[1]

فائدہ 11 — 837

ابن الانباریؒ نے فرمایا کہ عالم پر لازم ہے کہ اپنے آپ پر علم کے بارے میں تہمت لگائے اور اللہ کے دیئے ہوئے علم اور تحائف کی وجہ سے اللہ کے سامنے تواضع و عاجزی اختیار کرے اور اپنے نفس کو یہ طمع نہ دے کہ ہر ایک پر یہ غالب رہے گا اس لیے کہ ہر عالم کے اوپر دوسرا عالم ضرور ہوتا ہے۔[2]

فائدہ 12 — 838

اس آیت میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ اللہ پر بھروسہ کرنے والے مومن کے خلاف جو تدبیر کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی خاطر تدبیر کرتا ہے اور اس کی مدد کرتا ہے۔[3]

فائدہ 13 — 839

"ترفع درجات من نشاء" میں اس پر تنبیہ ہے کہ وہ پوشیدہ علم جس کے ذریعے مقاصد حسنہ تک رسائی ہوتی ہے اللہ اس کے ذریعے بندہ کے درجات بلند کرتا ہے۔[4]

بھائیوں کے یوسف علیہ السلام پر الزام اور یوسف علیہ السلام کا تحمل

قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿٧٧﴾

---

1 فتح البیان: ٦/٣٧٨.
2 فتح البیان: ٦/٣٧٨.
3 الفوملیز: ٣/٥٤٢.
4 الفوملیز: ٣/٥٤٣.

(بہر حال) وہ بھائی بولے کہ! اگر اس (بنیامین) نے چوری کی ہے تو کچھ تعجب نہیں کیونکہ اس کا ایک بھائی اس سے پہلے بھی چوری کر چکا ہے اس پر یوسف نے ان پر ظاہر کیے بغیر چپکے سے (دل میں) کہا کہ تم تو اس معاملے میں کہیں زیادہ برے ہو اور جو بیان تم دے رہے ہو اللہ اس کی حقیقت خوب جانتا ہے۔

فائدہ 840 — 1

کبھی کبھی بردبار آدمی ایسی بات کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے جو وہ کہنے والا نہیں ہوتا اگر اس کے سامنے کوئی بری بات نہ کہی جائے۔[1]

فائدہ 841 — 2

مومن پر لازم ہے کہ غصے کے وقت صبر کرے۔[2]

فائدہ 842 — 3

حلیم (بردبار آدمی) وہ ہوتا ہے جو تکلیف دہ بات سنتا ہے، اور اس پر آنکھیں بند کر دیتا ہے اور غصہ پی لیتا ہے اور اس سے درگزر کرتا ہے۔ اسی حال میں اللہ کے ذکر کے ذریعے پناہ حاصل کرتا ہے۔[3]

فائدہ 843 — 4

آیت کریمہ سے غصہ پی لینے اور انتقام نہ لینے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔[4]

---

1 أيسر التفاسير: ٢/٦٣٦.

2 دروس مستفادة من سورة يوسف: ٤٨.

3 دروس مستفادة من سورة يوسف: ٤٨.

4 إتحاف الالف: ٧١٧.

حضرت یوسفؑ کی خوشامد اور باپ کا واسطہ

قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٧٨﴾

اب وہ کہنے لگے کہ اے عزیز! اس کا ایک عمر رسیدہ باپ ہے لہذا اس کی جگہ ہم میں سے کسی کو اپنے پاس رکھ لیجیے۔ ہم آپ کو ان لوگوں میں سے سمجھتے ہیں جو احسان کیا کرتے ہیں۔

فائدہ 844 (1)

غلطی کے بعد عذر پیش کرنا مشروع (جائز) ہے۔[1]

فائدہ 845 (2)

محتاج آدمی کا رحم اور مہربانی طلب کرنا جائز ہے اس امید پر کہ اس پر رحم کیا جائے۔[2]

فائدہ 846 (3)

شریعتِ یعقوبؑ میں چوری کی سزا یہ تھی کہ چور کو ایک سال کے لیے غلام بنایا جائے۔[3]

فائدہ 847 (4)

جب کسی صاحبِ اثر و رسوخ کے پاس کسی مسلمان کی ضرورت ہو تو وہ اس کے سامنے اپنی ضرورت پیش

---

1 أيسر التفاسير: ٢/٦٣٦.

2 أيسر التفاسير: ٢/٦٣٦.

3 إتحاف الالف: ٧١٨.

کرتا ہے پھر اس ضرورت کو مستحکم کرنے کے لیے اس صاحبِ اقتدار کی صفات ذکر کرنے لگتا ہے۔[1]

فائدہ 848 5

آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ بڑے کا حق ہوتا ہے جس کو وسیلہ بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ برادرانِ یوسفؑ نے یعقوبؑ کے بڑھاپے کو وسیلہ کے طور پر پیش کیا۔[2]

حضرت یوسف علیہ السلام کا جواب

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾
اس (ناانصافی سے) میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ جو جس شخص کے پاس سے ہماری چیز ملی ہے اس کو چھوڑ کر
کسی اور کو پکڑ لیں اگر ہم ایسا کریں گے تو یقینی طور پر ظالم ہوں گے۔

فائدہ 849 1

شریعت کے احکام میں طرفداری نہیں ہوتی۔ علماءؒ فرماتے ہیں کہ "حکمِ شرعی اس کو نہیں دیکھتا کہ مجرم کا باپ بوڑھا ہے یا نہیں اور نہ بچوں کے درمیان فرق کرتا ہے۔[3]

فائدہ 850 2

غیر مستحق کو سزا دینا ظلم ہے۔[4]

---

1 دروس مستفادہ من سورۃ یوسف: ٤٩.
2 محاسن التاویل: ٦/٣٦١.
3 إتحاف الالف: ٧٢.
4 إتحاف الالف: ٧٢.

فائدہ 851 3

مجرم کو چھوڑ کر اس کی جگہ دوسرے کو سزا دینا یا پکڑ لینا حرام ہے، اس لیے کہ یہ ظلم ہے۔[1]

برادران یوسفؑ میں باہمی بات چیت

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْۤ اَبِيْۤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾

(چنانچہ جب وہ یوسفؑ سے مایوس ہو گئے تو الگ ہو کر چپکے چپکے مشورہ کرنے لگے ان سب میں جو بڑا تھا اس نے کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے والد نے تم سے اللہ کے نام پر عہد لیا اور اس سے پہلے تم یوسفؑ کے معاملے میں جو قصور کر چکے ہو (وہ بھی معلوم ہے) لہذا میں تو اس ملک سے اس وقت تک نہیں لوٹوں گا جب تک میرے والد مجھے اجازت نہ دیں یا اللہ ہی میرے حق میں کوئی فیصلہ فرما دے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

فائدہ 852 1

قرآن کریم جوامع الکلم پر مشتمل ہوتا ہے، اور اشارات کے باب میں بلاغت کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اس میں سے برادرانِ یوسفؑ کے بارے میں اللہ تعالی کا یہ قول "فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا" بھی ہے۔ اس میں ان کی لوگوں سے جدائی کا وصف بیان کیا گیا ہے اور ان کی آپس میں مختلف قسم کی آراء کی طرف اشارہ بھی

1 أيسر التفاسير: ٢/٦٣٦.

کیا گیا ہے۔[1]

فائدہ 2 (853)

کسی اہم کام میں مشورہ کے لیے آپس میں بیٹھ کر سرگوشی کرنا جائز اور مشروع ہے۔[2]

فائدہ 3 (854)

کلام کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ بڑے کو آگے رکھیں بات کرنے میں۔ جیسا کہ "قَالَ كَبِيرُهُمْ" سے معلوم ہوتا ہے۔[3]

فائدہ 4 (855)

کبھی شرم وحیا مومن پر غالب آتی ہے جو اس کو ان امور سے روک دیتی ہے جو اس کیلئے بہتر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ بڑا بھائی شرم کی وجہ سے اپنے بھائیوں کے ساتھ نہیں گیا۔[4]

فائدہ 5 (856)

آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد وپیمان اور شرائط ان کی حفاظت کرنے کو یاد دلانا جائز ہے۔[5]

جب مومن کو ایسی مشکل کا سامنا کرنا پڑے جس کا تعلق اس کی ذات، جماعت، شہر، اس کے ملک کے ساتھ یا امت کے ساتھ ہو تو اس کو چاہیے کہ مشورے کا سہارا لے اور مصائب کو دور کرنے کے لیے مشترک کوشش کے ذریعے دوسرے کے ساتھ تبادلہ خیال کریں۔[6]

---

1 إتحاف الالف: ٧٢٢.
2 أيسر التفاسير: ٢/٦٣٩.
3 إتحاف الالف: ٧٢٣.
4 أيسر التفاسير: ٢/٦٣٩.
5 أيسر التفاسير: ٢/٦٣٩.
6 دروس مستفادہ من سورۃ یوسف: ١٥.

فائدہ 6 858

مومن اپنی استطاعت کے مطابق تمام وسائل کو خطرے کے مقابلے میں بروئے کار لانے کے بعد اپنا کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے، اور اس کے فیصلے پر اپنے آپ کو راضی کر کے مطمئن ہو جاتا ہے۔

فائدہ 7 859

چونکہ بڑے آدمی کے اندر احساس ذمہ داری زیادہ ہوتا ہے، اس لیے ان میں سے بڑے بھائی نے واپس جانے سے انکار کر دیا۔[1]

باپ کی جناب میں واقعہ سے متعلق آگاہی کا فیصلہ

اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿٨١﴾
اپنے والد کے پاس واپس جاؤ، اور ان سے کہو کہ : ابا جان ! آپ کے بیٹے نے چوری کر لی تھی
اور ہم نے وہی بات کہی ہے جو ہمارے علم میں آئی ہے، اور غیب کی نگہبانی تو ہمارے بس میں نہیں تھی۔
وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿٨٢﴾
اور جس بستی میں ہم تھے اس سے پوچھ لیجیے، اور جس قافلے میں ہم آئے ہیں، اُس سے

1 سورۃ یوسف کے 101 فوائد: ۳۴۵.

تحقیق کر لیجیے، یہ بالکل پکی بات ہے کہ ہم سچے ہیں۔

860 فائدہ 1

"وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا" سے ثابت ہوا کہ انسان جب کسی سے کوئی معاملہ کرتا ہے اور معاہدہ کرتا ہے تو وہ ظاہری حالات ہی پر محمول ہوتا ہے ایسی چیزوں پر حاوی نہیں ہوتا جو کسی کے علم میں نہیں۔ برادرانِ یوسفؑ نے والد سے جو بھائی کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا وہ اپنے اختیاری امور کے متعلق تھا اور یہ معاملہ کہ ان پر چوری کا الزام آگیا اور اس میں پکڑے گئے اس سے معاہدے پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔[1]

861 فائدہ 2

اس جملے سے (یہ بھی) ثابت ہوا کہ شہادت کا مدار علم پر ہے علم خواہ کسی طریق سے حاصل ہو اس کے مطابق شہادت دی جا سکتی ہے اس لیے کہ کسی واقع کی شہادت جس طرح اس کو بچشم خود دیکھ کر دی جا سکتی ہے اس طرح کسی معتبر ثقہ سے سن کر بھی دی جا سکتی ہے۔[2]

862 فائدہ 3

فقہاء نے یہاں سے یہ نکالا ہے کہ ظاہر علم پر بھی بغیر حقیقت علم کے شمول کے اسم علم کا اطلاق جائز ہے۔[3]

863 فائدہ 4

یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص حق اور سچ کے راستے پر ہو مگر موقع ایسا ہے کہ دیکھنے والوں کو ناحق یا گناہ کا

---

1 معارف القرآن: ٥/١٢٤.

2 معارف القرآن: ٥/١٢٤.

3 ماجدی بحوالہ احکام القرآن الجصاص: ١٦٨٧.

شبہ ہو سکتا ہے تو اس کو چاہیے کہ اشتباہ کو دور کر دے تاکہ دیکھنے والے بدگمانی کے گناہ میں مبتلا نہ ہوں جیسے اس واقعہ بنیامین میں پچھلے واقعہ یوسفؑ کی بنا پر موقع تہمت اور شبہ پیدا ہو گیا تھا اس لیے اس کی صفائی کے لیے اہل بستی کی گواہی اور قافلہ والوں کی گواہی پیش کی گئی۔[1]

فائدہ 5 (864)

علم غیب کو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ جیسا کہ آیت "وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ" سے واضح ہے۔[2]

فائدہ 6 (865)

ایک مسلمان جب کوئی بات روایت کرتا ہے یا کوئی خبر نقل کرتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ صرف وہ بات کہے جو اس کے علم میں ہو۔[3]

فائدہ 7 (866)

آیت سے معلوم ہوا کہ انسان اسی پر نادم و پشیمان ہوتا ہے جس کے حصول اور کمانے میں کوتاہی کی ہو۔[4]

فائدہ 8 (867)

کسی بات کو نقل کرنے میں خلافِ مراد مفہوم کے وہم کو زائل کرنے سے انسان جھوٹ سے محفوظ رہتا ہے جیسا کہ "وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ" کہنے میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔[5]

---

1 معارف القرآن: ۵/۱۴۲۔

فائدہ 9 868

ایک مومنِ صادق کے لیے ممکن ہے کہ جو لوگ اس کی بات کو سنتے ہیں اس سے یہ بات طلب کرے، کہ وہ ان لوگوں سے گواہی لے جنہوں نے وہ واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو۔[1]

یعقوب علیہ السلام کا جواب اور یوسف علیہ السلام کا غم

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾

(چنانچہ یہ بھائی یعقوبؑ کے پاس گئے، اور ان سے وہی بات کہی جو بڑے بھائی نے سکھائی تھی) یعقوب نے (یہ سن کر) کہا: نہیں، بلکہ تمہارے دلوں نے اپنی طرف سے ایک بات بنالی ہے۔ اب تو میرے لیے صبر ہی بہتر ہے، کچھ بعید نہیں کہ اللہ میرے پاس ان سب کو لے آئے۔ بیشک اس کا علم بھی کامل ہے، حکمت بھی کامل۔

وَ تَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَ ابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾

اور (یہ کہہ کر) انہوں نے منہ پھیر لیا، اور کہنے لگے: ہائے یوسف! اور ان کی دونوں آنکھیں صدمے سے (روتے روتے) سفید پڑ گئی تھیں، اور وہ دل ہی دل میں گھٹے جاتے تھے۔

فائدہ 1 869

واقعہ یعقوبؑ سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ جب اس کو کوئی مصیبت اور تکلیف اپنی جان، اولاد یا

1 دروس مستفادہ من سورۃ یوسف: ٥٤.

مال کے بارے میں پیش آئے تو اس کا علاج صبرِ جمیل اور اللہ تعالی کی قضاء پر راضی ہونے سے کرے، اور یعقوبؑ اور دوسرے انبیاء کی اقتدا کرے۔[1]

870 فائدہ 2

فقہاء مفسرین نے "بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا" کے تحت لکھا ہے کہ جو مہتم اور مشتبہ ہو اس کو یقین کے ساتھ نہیں لیکن حدود ظن تک متہم و مشتبہ سمجھنا موجب معصیت نہیں کہ اس پر انسان طبعا مضطر ہی ہے۔[2]

871 فائدہ 3

امور عادیہ میں پیغمبر کا گمان غلط ہو سکتا ہے۔ بحر العلوم میں تھانویؒ فرماتے ہیں کہ "اجتہاد میں خطا ہونا نبوت کے منافی نہیں ہے"۔[3]

872 فائدہ 4

صبر جمیل اس کو کہا جاتا ہے جس میں ناراضگی اور جزع فزع اور مخلوق کے سامنے شکوی نہ ہو۔[4]

873 فائدہ 5

جان اور مال میں مصیبت پہنچتے وقت صبر کرنا انبیاء کرام علیہم السلام کا اسوہ ہے۔[5]

874 فائدہ 6

آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کے بارے میں حسن ظن رکھنا واجب ہے۔[6]

---

1 معارف القرآن: ٥/١٣١.
2 تفسیر ماجدی: ١٦٨٩.
3 بیان القران.
4 تفسیر السمرقندی: ٢/١٧٣.
5 إتحاف الالف: ٧٣٣.
6 محاسن التاویل: ٦/٢٦٨.

فائدہ 7 (875)

حوادث اور مصائب جب مومن کا احاطہ کرتیں ہیں تو اللہ تعالی کی پناہ آتی ہے۔[1]

فائدہ 8 (876)

مومن کا اپنے رب پر بھروسہ کرنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ اس کے حال سے باخبر ہے۔ مومن کے دل میں ایمان کو مضبوط کر دیتا ہے اور اس کے یقین کو بڑھا دیتا ہے، اور اللہ کو اور اللہ کے فیصلوں اور مصیبت پر صبر کرنے پر راضی کر دیتا ہے۔[2]

فائدہ 9 (877)

زبان پر کسی کلمے کا بار بار آنا انسان کے حال کو ظاہر کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت یعقوبؑ کی زبان پر ہمیشہ صبر کا اور یوسفؑ کی زبان پر ظلم سے پناہ اور برادرانِ یوسفؑ کی زبانوں پر قسموں کو موکد کرنا، ان کے احوال کو ظاہر کرتا ہے۔[3]

فائدہ 10 (878)

"عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا" اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت یعقوبؑ کی دوسرے بیٹوں کے ساتھ بھی محبت تھی۔[4]

---

1 دروس مستفادہ من سورۃ یوسف: ٥٤.

2 دروس مستفادہ من سورۃ یوسف: ٥٤.

3 سورۃ یوسف دراسۃ تحلیلیۃ: ٤٩.

4 بیان القرآن.

879 فائدہ 11

"بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا" سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام غیب نہیں جانتے ہیں۔[1]

880 فائدہ 12

برائی کے بدلے میں سے ایک بدلہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اس کے بعد برائی کا کام کرے۔ علماء فرماتے ہیں کہ "جب بنیامین کے بارے میں برادرانِ یوسفؑ کی کوتاہی مرتب تھی حضرت یوسفؑ کے بارے میں کوتاہی پر تو حضرت یعقوبؑ نے فرمایا "بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا" اور ایسا ہے جیسا کہ بعض سلف فرماتے ہیں "انما جزاء السيئة بعدها"۔[2]

881 فائدہ 13

اللہ کے سامنے افسوس، حزن اور شکایات کا اظہار کرنا جائز ہے۔ (جیسا کہ حضرت یعقوبؑ کے عمل سے ظاہر ہے)۔[3]

882 فائدہ 14

پریشان ہونے پر آدمی کو ملامت نہیں کیا جاتا، ملامت تب کیا جاتا ہے جب اس کے ساتھ بدعا اور آہ و بکا یا گریبان پھاڑے اور بکواس کرے۔[4]

883 فائدہ 15

آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ مصیبتیں بعض مصیبتوں کی یاد دلواتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت یعقوبؑ نے اس وقت

---

1 احسن الكلام.
2 إتحاف الالف: ٢٣٤.
3 أيسر التفاسير: ٢/٦٣٩.
4 الجامع الاحكام القرآن: ٩/٢٤٨.

فرمایا "یٰاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ"۔ یعنی تازہ غم سے پرانا ہرا ہو جاتا ہے۔[2]

فائدہ 16 — 884

انسان کی فطرت میں ہے کہ سخت مصائب اور پریشانی کے وقت اپنے آپ پر قابو نہیں پاتا۔[3]

فائدہ 17 — 885

آیت کریمہ سے غصہ پینے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ "کَظِیْمٌ اَلْغَیْظ" اس کو کہا جاتا ہے کہ قدرت کے باوجود غصے کو نافذ نہ کرے۔ علامہ زمخشریؒ "فَهُوَ كَظِيْمٌ" کے تحت لکھتے ہیں کہ اپنے اولاد پر غصے کے بھرے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ سامنے کسی ایسی بات کا اظہار نہیں کیا جو ان کے بری لگے۔[4]

فائدہ 18 — 886

فرحت اور خوشی کے اسباب میں سے یہ بھی ہے کہ مومن اپنے رب کے سامنے اپنے غم اور پریشانی کا شکوہ کرے۔[5]

فائدہ 19 — 887

ظاہر یہی ہے کہ حزن (غم) بینائی کے چلے جانے کا سبب ہوتا ہے اس لیے کہ دماغ پر غم کے احساس کا پے در پے آنا بینائی کے عمل کو معطل کر دیتا ہے۔[6]

---

1 إتحاف الالف: ٧٣٦.
2 تفسیر ماجدی : ١٦٩.
3 محاسن التاویل: ٦/٢٦٧.
4 إتحاف الالف: ٧٤١.
5 إتحاف الالف: ٧٤٢.
6 التحریر و التنویر: ١٣/٤٣.

888 فائدہ 20

اللہ کے آگے رونا دھونا صبر کے منافی نہیں۔[1]

889 فائدہ 21

پیغمبر اپنے جذبات و احساسات کے لحاظ سے بالکل بشر ہوتا ہے، مافوق البشر نہیں ہوتا۔ یہ سبق قصہ یوسفؑ کے ایک ایک جزئیے سے بار بار دہرایا جارہا ہے۔[2]

890 فائدہ 22

"وَ ابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ" یہ اشک انسانی کمالات نبوت کے ذرا بھی منافی نہیں، بلکہ اور زیادہ شفقت اور رقت قلب کی علامت ہے۔[3]

891 فائدہ 23

مرشد تھانویؒ نے فرمایا کہ محبتِ طبعی محبتِ حق کے منافی نہیں، اس کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے بلکہ کاملین میں اس کا غلبہ انہیں رضائے حق سے غافل نہیں کر دیتا بلکہ اس تعلق کو اور مضبوط کر دیتا ہے۔[4]

برادران یوسف کی ناصحانہ عرض

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾

ان کے بیٹے کہنے لگے: اللہ کی قسم! آپ یوسف کو یاد کرنا نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ بالکل گھل کر رہ جائیں گے؛ یا ہلاک ہو بیٹھیں گے۔

---

1 سورۃ یوسف کے 101 فوائد: ۳۵۵۔
2 تفسیر ماجدی: ۱۶۹۔
3 تفسیر ماجدی: ۱۶۹۰۔
4 تفسیر ماجدی: ۱۶۹۔

فائدہ 1 892

آیت سے معلوم ہوا کہ زیادہ رنج و غم انسان کو کمزوری یا موت تک لے جاتا ہے۔[1]

فائدہ 2 893

مومن جب دوسرے غمزدہ مومن کو تسلی دیتا ہے تو اس کو چاہیے کہ یہ کہے "اصبر واحتسب" (یعنی صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے) یہ نہ کہے کہ جزع فزع مت کرے تاکہ تمہیں مرض یا ہلاکت نہ پہنچے۔[2]

فائدہ 3 894

قسم اللہ ہی کے نام کی اٹھائی جاتی ہے اور جس نے غیر اللہ کے نام پر اٹھائی اس نے شرک کیا۔[3]

یعقوب علیہ السلام کا جواب

قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٦﴾
میں اپنے رنج و غم کی فریاد (تم سے نہیں) صرف اللہ سے کرتا ہوں اور اللہ کے بارے میں جتنا میں جانتا
ہوں تم نہیں جانتے۔

فائدہ 1 895

جو اللہ کے سامنے رنج و غم کا اظہار کرے وہ اللہ سے ملے گا اور جو اللہ سے رنج و غم کی شکایت کرے گا وہ اللہ کی رحمت سے کٹ جائے گا۔[4]

---

1 البحر المحیط: ٦/٣١٥.

2 دروس مستفادہ من سورۃ یوسف: ٥٥.

3 دروس مستفادہ من سورۃ یوسف: ٥٥.

4 إتحاف الالف: ٧٤٧.

896 فائدہ 2

آیت سے ثابت ہوا کہ غیر اللہ کے سامنے شکایت کرنا ناجائز ہے۔[1]

897 فائدہ 3

"اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَ حُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ" غم جدائی دور کرنے کا نسخہ ہے۔ بیٹا بدکار ہو کر گھر سے چلا جاتا ہے یا شادی کے بعد والدین کی طرف بالکل رجوع ہی نہیں کرتا تو ماں کو یہ آیت پڑھنا چاہیے بعض اوقات خاوند ناراض ہو جاتا ہے تو بیوی کو یہ آیت پڑھنا چاہیے۔ ہم نے ہزاروں کو یہ عمل بتایا اور اللہ رب العزت نے سب کے ساتھ رحمت کا معاملہ فرمایا۔[2]

898 فائدہ 4

بعض علماء نے لکھا ہے کہ "رنج و الم کے وقت اس کو دور کرنے کے لیے یہ کلمات کہنا مجربات میں سے ہے۔ ان کلمات وتر (طاق) پڑھنا چاہیے اور پڑھتے وقت کلمہ "بثی" پر پہنچتے وقت اس غم کی طرف ذہن میں اشارہ کرے۔[3]

899 فائدہ 5

صبر کے ساتھ سخت مصیبت اور راحت کا قریب ہونا امید کو مضبوط کر دیتا ہے۔ علامہ قاسمیؒ نے فرمایا کہ "جب حضرت یعقوبؑ کو سخت مصیبت کے ساتھ ساتھ صبر سے راحت کے قریب ہونے کا پتہ چلا اور ان کی امید کو اور مضبوط کرتے ہوئے ان کو حکم دیا کہ مصر کی طرف چلو اور یوسفؑ اور ان کے بھائی کو ڈھونڈو"۔[4]

---

1 أيسر التفاسير: ٢/٦٤١.

2 سورۃ یوسف کے 101 فوائد: ٣٥٤.

3 نشر المرجان فی مشکلات القرآن.

4 محاسن: ٦/٢٦٨.

فائدہ 900 6

آیت کریمہ سے حضرت یعقوبؑ کا ان کی آزمائش اور ابتلاء پر صبر کرنا معلوم ہوتا ہے۔[1]

فائدہ 901 7

صرف اللہ ہی مومن کے رنج و الم کو دور کرنے پر قادر ہے۔ اس لیے کہ غیر کے سامنے شکوا کرنا ذلت ہے۔[2]

فائدہ 902 8

آیت سے معلوم ہوا کہ انسان کے لیے جائز ہے کہ اپنے مرض اور فکر وغیرہ کا (بغیر کسی ناراضگی کے) اظہار کرے۔[3]

فائدہ 903 9

رنج و علم کے بعد ساتھ ہی راحت ہوتی ہے اور تنگی کے بعد ساتھ ہی وسعت ہوتی ہے۔[4]

فائدہ 904 10

حق پرست کو مصیبتوں اور مشکلات میں مبتلا کیا جاتا ہے اور باطل پرست کو نعمتوں اور عطایا سے نوازا جاتا ہے۔ جیسا کہ پہلا جزء آیت سے ثابت ہوتا ہے۔[5]

فائدہ 905 11

مفسر تھانویؒ نے لکھا ہے کہ صبر جمیل کے منافی اگر ہے تو شکایت الی الخلق نہ کہ شکایت الی الخالق، جو عین

---

1 اتحاف الالف: ٧٤٨.
2 دروس مستفادہ من سورۃ یوسف: ٥٦.
3 تیسیر الکریم الرحمٰن: ٤/٤١.
4 تیسیر الکریم الرحمٰن: ٤/٤١.
5 إتحاف: ٧٥١.

دعائے والتجائے مطلوب ہے۔[1]

بیٹوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کی تلاشی کا حکم

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٧﴾

میرے بیٹو! جاؤ؛ اور یوسف اور اس کے بھائی کا کچھ سراغ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ یقین جانو اللہ کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں

فائدہ 1 (906)

آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ سختی کے وقت راحت سے اور عذاب کے وقت رحمت سے ناامید ہونا حرام ہے۔[2]

فائدہ 2 (907)

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامیدی کافروں کی صفت ہے۔ اس لیے کہ اس میں ربوبیت کی تکذیب ہے یا اللہ تعالیٰ کی صفات سے جہالت ہے۔[3]

فائدہ 3 (908)

اولاد کو چاہیے کہ اپنے والد کی بات مان لیں اور یہ اطاعت واجب ہے اور معصیت میں واجب نہیں ہے

---

1 تفسیر ماجدی: ۱۶۹۳.

2 أیسر التفاسیر: ۲/۶۴۱.

3 دروس مستفادہ من سورۃ یوسف: ۵۷.

(جیسے کہ بیٹوں نے یعقوبؑ کی بات مان لی)۔ اتحاف الالف: ۷۵۸.

فائدہ 4 (909)

امید انسان کو عمل اور اس کام کی کوشش پر مجبور کرتی ہے جس کی وہ امید رکھتا ہے بخلاف مایوسی کے۔[1]

فائدہ 5 (910)

علامہ قرطبیؒ نے فرمایا کہ "اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ" آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ ناامیدی گناہ کبیرہ ہے۔[2]

فائدہ 6 (911)

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بندے کی امید اس کے ایمان کی بقدر ہوتی ہے۔[3]

برادران یوسفؑ تیسری بار بارگاہ یوسفؑ میں

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾

چنانچہ جب وہ یوسف کے پاس پہنچے تو انہوں نے یوسف سے کہا اے عزیز ہم پر اور ہمارے گھر والوں پر سخت مصیبت آپڑی ہے اور ہم ایک معمولی سی پونجی لے کر آئے ہیں آپ ہمیں پورا پورا غلہ دے دیجئے اور اللہ کے لیے ہم پر احسان کیجئے یقیناً اللہ اپنی خاطر احسان کرنے والوں کو بڑا اجر دیتا ہے اجر عطا

---

1 إتحاف: ۷۵۸.

2 الجامع الاحکام القرآن: ۹/۲۵۲.

3 اتحاف الإلف: ۷۵۸.

فرماتا ہے

912 فائدہ 1

آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اگر بغیر کسی ناگواری کے اپنے مرض یا غربت وغیرہ کی خبر دے اور اس کا اظہار کرے تو جائز ہے۔[1]

913 فائدہ 2

اپنے حال کی اصلاح یا علاج کے لیے اگر شکوہ کرے تو جائز ہے۔ جیسا کہ ایک مریض طبیب (ڈاکٹر) سے یوں کہے کہ مجھے پیٹ یا سر میں درد کی شکایت ہے۔[2]

914 فائدہ 3

آیت سے صدقہ کی فضیلت اور صدقہ کرنے والوں کا ثواب معلوم ہوتا ہے۔[3]

915 فائدہ 4

آیت سے احسان کی فضیلت بھی معلوم ہوتی ہے علامہ قاسمیؒ فرماتے ہیں "اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ" کہ ان اللہ میں احسان کرنے کی ترغیب ہے۔ اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ بھی ہے کہ احسان کرنے والے کو اللہ کی طرف سے اچھا بدلہ دیا جاتا ہے۔[4]

916 فائدہ 5

دعا میں "اللھم تصدق علی" کہنا مکروہ ہے اس لیے صدقہ وہ کرتا ہے جو ثواب کی امید رکھتا ہے حسن

---

1 إتحاف الالف: ٢٥٨.

2 ليسر التفاسير: ٢/٦٤١.

3 إتحاف الالف: ٧٥.

4 محاسن التاويل: ٦/٢٧٠.

بصریؒ نے فرمایا کہ "اس طرح کہنا چاہیے: "اللهم أعطني و تفضل علي"۔[1]

فائدہ 917 6

"إِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ" سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ صدقہ و خیرات کرنے والوں کو جزائے خیر دیتے ہیں۔[2]

فائدہ 918 7

آیت کریمہ میں ایک ادب کی طرف اشارہ ہے کہ مقاصد کو حاصل کرنے سے پہلے وسائل پیش کرنا چاہیے۔ جیسا کہ برادران یوسفؑ نے یوسفؑ سے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اختیار کیے۔[3]

فائدہ 919 8

رنج و غم کے بعد خوشی اور راحت آتی ہے۔ علامہ سعدیؒ نے فرمایا کہ تکلیف اور پریشانی ہر طرف سے انتہا کو پہنچی، تو اس کی وجہ سے ان کے والدین، بھائیوں اور اہل کو ایک بڑی خوشخبری ملی، اور ان سے پریشانی اور تکلیف دور ہو گئی اور اس کے بعد خوشی اور فراخی آگئی۔[4]

فائدہ 920 9

یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہ السلام اور اپنے چنے ہوئے لوگوں کا سختی، فراخی، خوشی، غمی، آسانی اور تنگی کے ذریعے امتحان لیتا ہے تاکہ دونوں احوال میں ظاہر کریں کہ یہ شکر اور صبر کرتے ہیں یا نہیں۔ جیسا کہ یعقوبؑ اور یوسفؑ کو آزمایا اسی طرح اور انبیاء علیہم السلام کو۔[5]

---

1 الجامع الاحكام القرآن: ۹/۲۵۵۔
2 معارف القرآن: ۵/۱۳۷۔
3 المحاسن التاويل: ۶/۲۷۰۔
4 فوائد مستنبطة من قصة يوسف: ۵۴۔
5 فوائد مستنبطة من قصة يوسف: ۵۷۔

فائدہ 921 10

باتوں میں اشارات کے ہوتے ہوئے تصریح کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ابن عاشورؒ نے فرمایا کہ "برادرانِ یوسفؑ نے صدقہ طلب کرنے میں ان کے بھائی کو چھڑانے کی طرف بھی اشارہ کیا، اس لیے یہ ان کی طرف سے ایک احسان تھا۔[1]

فائدہ 922 11

آیت سے معلوم ہوا کہ ناآشنا آدمی کے حکم کے سامنے انسان عاجزی اختیار کرتا ہے اگر برادرانِ یوسفؑ کو یہ پتہ ہوتا کہ یہ یوسفؑ ہے کبھی بھی اتنی تواضع نہ کرتے اس لیے کہ یہ انسان کی فطرت میں ہے کہ رشتہ داروں کے درمیان احترام کم ہوتا ہے۔[2]

حضرت یوسف علیہ السلام کا بھائیوں سے سوال

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿٨٩﴾

یوسف نے کہا: "تمہیں کچھ پتہ ہے کہ تم جب جہالت میں مبتلا تھے تو تم نے یوسفؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا"؟

1 التحرير والتنوير: ١٣/٤٧.
2 إتحاف الألف: ٢٦٦.

فائدہ 923 1

معاصی اللہ تعالی کی ذات، جلال، اس کے شرائع اور وعید کا نتیجہ ہوتا ہے۔[1] یعنی ہر معصیت جہالت ہی سے سرزد ہوتی ہے۔[2]

فائدہ 924 2

اللہ اکبر! صبر، مروت اور اخلاق کی حد ہوگئی کہ تمام عمر بھائیوں کی شکایت کا ایک حرف زبان پر نہ لائے، اتنا سوال بھی اس لیے کیا کہ وہ لوگ اپنے ذہنوں میں بیسوں برس پہلے کے حالات کو ایک مرتبہ مستحضر کرلیں تا ماضی و حال کے موازنہ سے خدا تعالی کے ان احسانات کی حقیقت روشن ہو جو یوسفؑ پر ان مصائب و حوادث کے بعد ہوئے جن کی طرف آگے "قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا" میں اشارہ ہے۔[3]

فائدہ 925 3

سوال کا پیرایہ ایسا نرم اختیار کیا جس میں ان کے جرم سے زیادہ معذرت کا پہلو نمایاں ہے۔ یعنی جو حرکت اس وقت تم سے صادر ہوئی نہ سمجھی اور بے وقوفی میں ہوگئی۔[4]

بھائیوں کا سوال اور یوسفؑ کا جواب

قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٩٠﴾

---

1 أيسر التفاسير: ٢/٦٤٤.
2 تفسیر ماجدی: ١٦٩٥.
3 تفسیر عثمانی: ٧٥٢.
4 تفسیر عثمانی: ٧٥٢.

(اس پر) وہ بول اٹھے: ارے کیا تم ہی یوسف ہو یوسف نے کہا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے اللہ
نے ہم پر بڑا احسان فرمایا ہے حقیقت یہ ہے کہ جو شخص تقوی اور صبر سے کام لیتا ہے اور اللہ نیکی کرنے
والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

فائدہ 926 — 1

آیت کریمہ سے تقوی اور صبر کی فضیلت اور ان دونوں کا اچھا انجام معلوم ہوتا ہے۔[1]

فائدہ 927 — 2

ایمان اور تقوی سے دنیا میں طاقت اور اقتدار ملتا ہے۔ علماء نے فرمایا کہ اس آیت سے ہمیں یہ سبق ملا کہ انسان کو اس کے تقوی پر دنیا اور آخرت میں بدلہ دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ یہاں یوسفؑ اور ان کے بھائی پر تقوی اور صبر کے عوض احسان کیا۔[2]

فائدہ 928 — 3

جس نے اپنے آپ کو زنا سے بچایا، اور مصیبتوں پر صبر کیا تو اللہ تعالی ان جیسوں کے اجر و ثواب کو ضائع نہیں فرماتا۔[3]

فائدہ 929 — 4

تقوی اللہ کی اطاعت کو متضمن ہے، اور صبر مصائب پر صبر کرنے کو متضمن ہے۔ حافظ ابن تیمیہ نے فرمایا کہ "انسان کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں، ما مورات کو ادا کرنے اور منہیات کو ترک کرنے کی صورت میں اطاعت

---

1 أيسر التفاسير: ٢/٦٤٤.

2 إتحاف: ٧٧٦.

3 إتحاف الالف: ٧٧٦.

کرنا اور تقدیر میں لکھی ہوئی مصیبت پر صبر کرنا۔ پہلے کا نام تقوی ہے اور دوسرے کا صبر۔[1]

فائدہ 5 (930)

وہ مومن جس کا دل اللہ کے ساتھ جڑا ہوا ہو جب وہ طاقت کی اس حد تک پہنچ جائے کہ اس کے لیے برائی کرنے والوں سے انتقام لینا ممکن ہو تو وہ دل کے وسوسوں کے تابع نہیں ہوتا اور نہ اس کے ساتھ کیے ہوئے حسد کی بڑ اس نکالتا ہے بلکہ اس کام کی طرف متوجہ کرنے پر اکتفا کرتا ہے جو انہوں نے اس کے حق میں کوتاہی کی ہو۔[2]

فائدہ 6 (931)

اللہ تعالی کی نعمت اور احسان کو بیان کرنا جائز ہے۔ حضرت یوسف کا اپنے بارے میں تقوی اور صبر کی خبر دینا "تحدیث بنعمة الله" کے قبیل سے ہے، اور یہ انبیاء اور صدیقین کا مقام ہے، بشرطیکہ یہ بطور فخر اور ریا کے نہ ہو۔[3]

فائدہ 7 (932)

وعظ و نصیحت کے لیے فرصت کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔ ابن عاشورؒ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف کا یہ قول "إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ" خطابت کی انواع میں سے ایک خاص نوع ہے۔ کہ واعظ کو چاہیے کہ نصیحت اور وعظ کے لیے فرصت کو غنیمت سمجھے اور یہ ایسا موقع ہوتا ہے کہ جس میں سامع متاثر ہوتا ہے، اور واعظ کی سچائی کے شواہد ظاہر ہوتے ہیں۔[4]

---

1 إتحاف الالف: ٧٧٧.

2 دروس مستفادة من سورة يوسف: ٥٨.

3 إتحاف الالف: ٧٩٣.

4 التحرير والتنوير: ١٣/٤٩.

فائدہ 8 (933)

آیت سے معلوم ہوا کہ محسنین کے زمرے میں داخل ہونا، تقوی اور صبر پر موقوف ہے۔[1]

فائدہ 9 (934)

آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیان اور حاجت کے وقت سوال کے جواب میں زیادہ بولنا درست ہے۔ ابوالسعودؒ نے فرمایا کہ "اَنَا یُوْسُفُ" جملہ ان کے سوال کا جواب ہے اور "هٰذَا اَخِیْ" اپنی ذات کے تعارف میں مبالغہ اور اپنے بھائی کی تعظیم شان کے لیے بڑھادیا۔[2]

فائدہ 10 (935)

"اجرھم" کی جگہ "اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ" کہا اس بات پر تنبیہ کے لیے کہ محسن وہ ہوتا ہے جس میں تقوی اور صبر دونوں ہوں۔[3]

فائدہ 11 (936)

صبر و تقوی ہر مصیبت کا علاج ہے۔[4]

فائدہ 12 (937)

"قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا" سے ثابت ہوا کہ جب انسان کسی تکلیف و مصیبت میں گرفتار ہو اور پھر اللہ تعالی اس سے نجات عطا فرمائے اپنی نعمت سے نوازیں۔ تو اب اس کو گزشتہ مصائب کا ذکر کرنے کے بجائے اللہ کے اس انعام و احسان ہی کا ذکر کرنا چاہیے، جو اب حاصل ہوئے ہیں۔ مصیبت سے نجات اور انعام الٰہی کے حصول کے بعد بھی پچھلے تکلیف و مصیبت کو روتے رہنا ناشکری ہے۔

---

1 إتحاف الالف: ۲۹۷.

2 تفسیر ابی السعود: ٤/٣٠٤.

3 انوار التبیان.

4 معارف القرآن: ٥/١٣٧.

برادران یوسف علیہ السلام کا اعتراف حق

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿٩١﴾

انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ نے تم کو ہم پر ترجیح دی ہے، اور ہم یقیناً خطا کار تھے۔

فائدہ 938 — 1

آیت سے معلوم ہوا کہ طاعات اور اچھے اخلاق کی وجہ سے ترجیح اور افضلیت حاصل ہوتی ہے۔[1]

فائدہ 939 — 2

غلطیاں اور گناہ آدمی کو ولایت و اقتدار اور کرامت سے پیچھے رکھنے کا ذریعہ اور سبب ہوتے ہیں، اگرچہ وہ صاحب قدر و منزلت اور بڑے نسب والا ہو۔ جیسا کہ مسلم شریف کی روایت ہے جس کو اس کا عمل پیچھے رکھے اس کا نسب اس کو آگے نہیں رکھ سکتا۔[2]

فائدہ 940 — 3

بندہ اپنی اصلاح، تقوی اور استقامت کی بنا پر اس جماعت پر مقدم ہوتا ہے، جو ان صفات میں ان سے کم ہوں۔[3]

---

1 اتحاف الالف: ۸۰۱.

2 اتحاف الالف: ۸۰۱.

3 اتحاف الالف: ۸۰۱.

فائدہ 941 — 4

اللہ تعالیٰ کے ہاں ترجیح اور تفاضل، دین اور تقوی اور استقامت کی وجہ سے ہوتا ہے۔[1]

فائدہ 942 — 5

پہلے اپنے جرم کا اعتراف کرنا پھر معافی مانگنا واجب ہے، جیسا کہ برادران یوسفؑ نے اختیار کیا۔[2]

یوسف علیہ السلام کا اعلان معافی

قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿٩٢﴾
یوسف بولے: آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہوگی، اللہ تمہیں معاف کرے، وہ سارے رحم کرنے والوں
سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

فائدہ 943 — 1

عطاء خراسانیؒ فرماتے ہیں کہ اپنی ضروریات کو جوان سے طلب کرنا زیادہ آسان ہوتا ہے بنسبت بوڑھے سے طلب کرنے کے۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا "لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ" اور حضرت یعقوبؑ نے فرمایا "سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي"۔[3]

فائدہ 944 — 2

قدرت کے باوجود درگزر کرنا محسنین کی صفات میں سے ہیں۔[4] علامہ سعدیؒ نے فرمایا کہ یوسفؑ نے

---

1 اتحاف الالف: ۸۰۲۔
2 اتحاف الالف: ۸۰۲۔
3 اتحاف: ۸۰۶۔
4 اتحاف الالف: ۸۰۶۔

بھائیوں کو ان کے جرم پر عار دلانے کے بغیر معاف کر دیا اور ان کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کی اور یہ احسان کے انتہا ہے۔

فائدہ 945 — 3

آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی رشتہ دار آپ کے ساتھ برائی کرلے، تو درگزر اور معاف کرتے ہوئے اس کو ملامت نہیں کرنا چاہیے۔[1]

فائدہ 946 — 4

انتقام (بدلہ لینے) کی انواع میں سے سب سے سخت نوع عفو و درگزر ہے۔[2]

فائدہ 947 — 5

اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والوں کے لیے مناسب ہے کہ جو ان کے ساتھ زیادتی کرے یا برائی کرے ان کو معاف کرکے درگزر کرلیں۔[3]

فائدہ 948 — 6

جو رحمن اور رحیم ذات سے اس کی رحمت کی امید رکھتا ہو تو اس کے اوپر لازم ہے کہ ساری مخلوق پر رحم کرے اس لیے کہ رحم کرنے والوں پر رحمن رحم کرتا ہے۔[4]

فائدہ 949 — 7

"لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ" یہ اخلاق کریمانہ کا اعلیٰ مقام ہے، کہ ظالم کو صرف معاف ہی نہیں کر دیا بلکہ یہ

---

1 ایسر التفاسیر: ٢/٦٤٤.
2 اتحاف الالف: ٨١٠.
3 اتحاف الالف : ٨١٠.
4 اتحاف الالف : ٨١٠.

بھی واضح کر دیا کہ اب تم پر کوئی ملامت بھی نہیں۔[1]

بھائیوں کو حضرت یوسف ؑ کا حکم

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَ اْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾
میری یہ قمیض لے جاؤ، اور اسے میرے والد کے چہرے پر ڈال دینا، اس سے ان کی بینائی واپس آجائے
گی، اور اپنے سارے گھر والوں کو میرے پاس لے آؤ۔

فائدہ 1 (950)

لوگوں سے تکالیف کو ہلکا کرنے کی کوشش میں مومن کو کوتاہی نہیں کرنی چاہیے مثلاً ایک مومن کو یہ علم ہو کہ اس کی دعا اللہ کے ہاں قبول ہوتی ہے تو اس کو کوشش کرنی چاہیے مریض کی صحت کے لیے دعا کرنی چاہیے۔[2]

فائدہ 2 (951)

آیت سے صلہ رحمی کی طرف ترغیب دی گئی ہے۔ ابن عاشورؒ فرماتے ہیں کہ یوسف ؑ کا مقصد "وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ" سے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنی تھی۔[3]

فائدہ 3 (952)

جو سبب غم کا ہو وہی سبب خوشی کا بنتا ہے، جب انسان کو کسی سبب سے کوئی مصیبت ملے اور پریشانی ملے مگر وہ شریعت کے اوپر جما رہے تو اللہ رب العزت اسی سبب سے اس بندے کو خوشی عطا فرماتے ہیں، یہ عادت اللہ ہے جیسا حضرت یعقوبؑ کے صدمے کا سبب قمیص بنی اور چالیس سال کے بعد قمیص ہی خوشی کا سبب بنی۔[4]

---

1 معارف القرآن: ۵/۱۳۸۔
2 دروس مستفادہ من سورۃ یوسف: ٦٢۔
3 التحریر والتنویر: ۱۳/۵۱۔
4 سورۃ یوسف 101 فوائد: ۳٦۸۔

پیراہن یوسف کی خوشبو

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾

اور جب یہ قافلہ (مصر سے کنعان کی طرف) روانہ ہوا تو ان کے والد نے (کنعان میں آس پاس کے لوگوں سے) کہا کہ: اگر تم مجھے یہ نہ کہو کہ بوڑھا سٹھیا گیا ہے، تو مجھے تو یوسف کی خوشبو آ رہی ہے۔

فائدہ 953 — 1

آیت کریمہ سے قدرت کی ایک بڑی نشانی ثابت ہوئی کہ ہوا نے حضرت یوسفؑ کی خوشبو اتنی لمبی مسافت سے حضرت یعقوبؑ تک پہنچائی۔[1] امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ یہ بطور معجزہ تھا۔[2] حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ "اسی (۸۰) فرسخ یعنی تقریباً ڈھائی سو میل کا فاصلہ تھا۔"[3]

فائدہ 954 — 2

یہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی معجزہ پیغمبر کے اختیار میں نہیں ہوتا بلکہ درحقیقت معجزہ پیغمبر کا اپنا فعل و عمل بھی نہیں ہوتا یہ براہ راست فعل اللہ ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتے ہیں تو معجزہ ظاہر کر دیتے اور جب وہ اذن خداوندی نہیں ہوتا تو قریب سے قریب بھی بعید ہو جاتا ہے۔[4]

---

1 أيسر التفاسير: ٢/٦٤٧.
2 تفسير الرازي: ٩/٢١٢.
3 معارف القرآن: ٥/١٤٢.
4 معارف القرآن: ٥/١٤٢.

فائدہ 955 3

حضرت تھانوی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ "کشفِ امر غیر اختیاری ہے"۔[1]

فائدہ 956 4

مرشد تھانویؒ فرماتے نے فرمایا کہ "چونکہ ملاقات کا وقتِ موعود قریب آگیا تھا۔ یہ خوشبو اتنے فاصلے سے مدرک ہوگئی، اور جب وہ کنویں میں نسبتاً بہت قریب تھے۔ وہ وقت ملاقات نہ تھا یہ خوشبو مدرک نہ ہوئی، اور یہی معاملہ حضرات اولیاء کے مکاشفات کا ہے"۔[2]

حاضرین اہل یعقوبؑ کا جواب

قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾
لوگوں نے کہا اللہ کی قسم! آپ ابھی تک اپنی پرانی غلط فہمی میں پڑے ہوئے ہیں۔

فائدہ 957 1

اس آیت کریمہ سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ ہمیں چاہیے کہ سفیہ (بے وقوف) کو اس کی بے وقوفی پر اس طرح بدلہ نہ دیں ورنہ ہم اس کے ساتھ برابر ہوں گے۔ جیسا کہ حضرت یعقوبؑ نے اپنے سوپوتوں کو مذکورہ قول کا اس جیسا جواب نہیں دیا۔[3]

---

1 اشرف التفاسیر: ۲/۳۳۱۔

2 تفسیر ماجدی: ۱۷۰۰۔

اتحاف الالف: ۸۲۸۔

فائدہ 958 — 2

اپنے والدین کے ساتھ ادب کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔[1]

فائدہ 959 — 3

آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ "ضَلَالٌ" خطا کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔[2]

حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی کا واپس آنا

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٩٦﴾

پھر جب خوشخبری دینے والا پہنچ گیا تو اس نے (یوسف کی) قمیص ان کے منہ پر ڈال دی؛ چنانچہ ان کی بینائی واپس آگئی۔ انہوں نے (اپنے بیٹوں سے) کہا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ اللہ کے بارے میں جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

فائدہ 960 — 1

آیت کریمہ میں فرقِ عادت، دلائل نبوت اور بڑے معجزات میں سے ایک حیران کن اور تعجب خیز نشانی کا ذکر ہوا ہے (اور وہ ہے حضرت یعقوبؑ کی بینائی کا واپس آنا)۔[3]

---

1 اتحاف الالف: ۸۲۸.

2 إتحاف: ۸۳.

3 إتحاف: ۸۳۱.

فائدہ 961 2

غم، رنج والم کے زوال کے بعد خوشی کا اظہار کرنا جائز ہے۔[1]

فائدہ 962 3

حسن بصریؒ نے فرمایا کہ "خوشخبری دینے والے کے لیے حضرت یعقوبؑ کے پاس دینے کے لیے کچھ نہیں تھا۔ بلکہ یہ دعا دی کہ "اللہ تعالی آپ پر موت کی سختیاں آسان فرمائے" قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ: یہ دعا انعام اور عطایا میں سب سے بڑی چیز تھی"۔ لہذا آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ خوشخبری دینے والے کو ہدیہ یا کوئی بدلہ دینا جائز ہے۔[2]

فائدہ 963 4

ایک انسان کے لیے مناسب نہیں کہ اس کے پاس جو علم ہو اس کو اپنی ذات کی طرف منسوب کرے، انسان کے پاس علم اللہ تعالی کی طرف سے ہوتا ہے جیسا کہ حضرت یعقوبؑ کے مذکورہ قول سے بالکل واضح ہے۔[3]

باپ سے استغفار کی درخواست

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿٩٧﴾
وہ کہنے لگے: "ابا جان! آپ ہمارے گناہوں کی بخشش کی دعا فرمایئے۔ ہم یقینا بڑے خطاکار تھے۔

1 اتحاف الالف: ٨٣٣.

2 الجامع الاحکام القرآن: ٩/٣٦١.

3 دروس مستفادہ من سورۃ یوسف: ٦٤.

فائدہ 964 1

برادرانِ یوسفؑ نے اپنے گناہ کے اعتراف کی علت بیان کی۔ کیونکہ اعتراف کرنا توبہ کے لیے شرط ہے۔ جیسا کہ بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔[1]

فائدہ 965 2

ایسے گناہوں سے توبہ کرنا جن کا تعلق حقوق العباد سے ہو تب صحیح اور قبول ہوتی ہے جب پہلے صاحبِ حق کو راضی کر لیا جائے۔[2]

فائدہ 966 3

دعا کی قبولیت کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ انسان اپنے گناہ پر اصرار نہ کرے۔[3]

فائدہ 967 4

ہر گناہ سے توبہ کرنا لازمی اور واجب ہے جیسا کہ برادرانِ یوسفؑ کے قول "ذنوبنا" اور "خٰطئین" جمع کا صیغہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بندہ کو چاہیے کہ ہر صادر شدہ گناہ سے توبہ کر لے۔[4]

فائدہ 968 5

جس نے کسی مسلمان کو جانی، مالی یا عزتِ نفس کی تکلیف پہنچائی تو اس پر واجب ہے کہ وہ معاف کرا دے یہاں تک کہ اس کو اطمینان ہو جائے کہ اس نے اپنے سے اس کا حق اتار دیا۔[5]

---

1 إتحاف الالف: ٨٣٤.

2 مؤتمر سورة يوسف: ٢/١٢٥٠.

3 اتحاف الالف: .

4 اتحاف الالف: .

5 دروس مستنبطة من سورة يوسف: ٦٥.

فائدہ 969 — 6

ماں باپ کی دعائیں اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہیں۔[1]

فائدہ 970 — 7

جس شخص کے ہاتھ یا زبان سے کسی شخص کو ایذاء پہنچی یا اس کا کوئی حق اس کے ذمہ رہا اس پر لازم ہے کہ فورا اس حق کو ادا کرے یا اس سے معاف کرا لے۔[2]

	یعقوب علیہ السلام کا وعدۂ استغفار	
قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٩٨﴾		
یعقوب علیہ السلام نے کہا: میں عنقریب اپنے پروردگار سے تمہاری بخشش کی دعا کروں گا بے شک وہی		
ہے، جو بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔		

فائدہ 971 — 1

آیت کریمہ سے حضرت یعقوبؑ کی سخا اور ان کا حسن عفو اور اپنی اولاد سے درگزر کرنا ثابت ہو رہا ہے ،جب انہوں نے اپنے رب سے ان کے لیے بخشش طلب کی، تو اللہ نے ان کو معاف کر دیا۔[3]

فائدہ 972 — 2

ان آیات سے یہ بات بھی ثابت ہو رہی ہے کہ دعا کی استجابت اور قبولیت کے لیے اہم اوقات موسم تلاش کرنا مستحب ہے۔[4] قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ "حضرت یعقوبؑ نے اپنی دعا سحری تک مؤخر کی"

---

1 سورۃ یوسف کے 101 فوائد: ۲۸۸

2 معارف القرآن: ۵/۱۴۵.

3 ایسر التفاسیر: ۲/۶۴۷.

4 اتحاف الالف: ۸۳۶.

فائدہ 3 (973)

فضیلت والے اوقات میں دعا مانگنا حدیث میں معروف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سحری کے وقت، نمازوں کے بعد، سجدوں میں اور آذان کے وقت اور افطار کے وقت دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہوتی ہے۔[2]

فائدہ 4 (974)

آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالی گناہوں کو معاف کرنے والے اور توبہ کو قبول کرنے والے ہیں، جب بندے استغفار کر کے اللہ کی طرف رجوع کریں۔[3]

فائدہ 5 (975)

گناہ کرنے کے بعد استغفار کرنا واجب اور عام اوقات میں (اگر کوتاہی ہو جائے) مستحب ہے۔[4]

فائدہ 6 (976)

آیت سے اس بات کا ثبوت ہے کہ زندہ آدمی سے دعا کی درخواست کرنا جائز ہے۔[5]

	برادرانِ یوسف کی آمدِ چہارم	
فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَ قَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾		
پھر جب یہ سب لوگ یوسف کے پاس پہنچے، تو انہوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی؛ اور سب سے		

1 الجامع الاحكام القرآن: ٩/٢٦٢.
2 دروس مستفادة من سورة يوسف: ٦٦.
3 دروس مستفادة من سورة يوسف: ٦٥.
4 أيسر التفاسير: ٦٦/٢.
5 احسن الكلام.

کہا کہ: "آپ سب مصر میں داخل ہو جائیں جہاں انشاء اللہ سب چین سے رہیں گے"۔

فائدہ 1 977

اہلِ کمال و فضل کے استقبال کے لیے شہر سے باہر نکلنا جائز ہے۔[1]

فائدہ 2 978

اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا مسلمان اپنے والدین کا اچھا استقبال کرتا ہے، اور جہاں وہ کھڑے ہوتے ہوں ادھر ان کا خیر مقدم کرتا ہے، اور اس انتظار میں کھڑا نہیں ہوتا کہ والدین اس کے گھر آجائیں بلکہ پہلے نکل کر ان تک پہنچ جاتا ہے۔[2]

فائدہ 3 979

مومن بندہ صرف اللہ سے امن و امان طلب کرتا ہے، اگرچہ وہ امن والے اسباب کے اختیار کرنے میں کوشش کرتا ہے جیسا کہ ان کے قول "ان شاء اللہ" میں اس کی طرف اشارہ ہے۔[3]

فائدہ 4 980

امن و امان ہی عافیت کی اصل اور روح ہے، اور اسی کے ذریعے زندگی کا مزہ آتا ہے۔[4]

فائدہ 5 981

خالہ والدہ کی مرتبے میں ہوتی ہے، آیت کریمہ میں "ابویہ" یعنی ماں باپ کا ذکر آیا ہے، حالانکہ حضرت یوسفؑ کی اپنی والدہ بقول جمہور مفسرینؒ کے وفات ہو گئیں تھیں، اور یہ ان کی خالہ تھی اس لیے کہ خالہ بمنزلہ

---

1 أيسر التفاسير: ٢/٦٤٧.
2 دروس مستفادہ من سورة يوسف: ٨٤٤.
3 دروس مستفادہ من سورة يوسف: ٦٦.
4 دروس مستفادہ من سورة يوسف: ٦٦.

م کے ہوتی ہے۔[1]

برادرانِ یوسف علیہ السلام اور والدین کا سجدہ تعظیمی

وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۖ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَاۗءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿١٠٠﴾

اور انہوں نے اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا اور وہ سب ان کے سامنے سجدے میں گر پڑے؛ اور یوسف نے کہا ابا جان: یہ میرے پرانے خواب کی تعبیر ہے جسے میرے پروردگار نے سچ کر دکھایا۔ اور اس نے مجھ پر بڑا احسان فرمایا کہ مجھے قید خانے سے نکال دیا؛ اور آپ لوگوں کو دیہات سے یہاں لے آیا حالانکہ اس سے پہلے شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈال دیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ میرا پروردگار جو کچھ چاہتا ہے اس کے لیے بڑی لطیف تدبیریں کرتا ہے بے شک وہی ہے جس کا علم بھی کامل ہے حکمت بھی کامل۔

فائدہ 982 1

اپنے والدین کی عزت اور اکرام واجب ہے۔ آدب کرتے ہوئے ان کو اونچی جگہ بٹھانا چاہیے۔[2]

---

1 اتحاف الالف: ٨٤٥.

2 اتحاف الالف: ٨٤٨.

فائدہ 983 2

حضرت یوسفؑ نے جو خواب دیکھا تھا، وہ حرف بہ حرف سچا ثابت ہوا حضرت یوسفؑ اپنے تخت بادشاہی پر بیٹھے اور ان کے والدین اور سارے بھائیوں نے سجدہ کر لیا۔[1]

فائدہ 984 3

کبھی کبھی خواب کی تعبیر دس سال تک بھی موخر ہو سکتی ہے، اس لیے کہ حضرت یوسفؑ کے خواب کی تعبیر چالیس سال کے بعد سامنے آگئی۔[2]

فائدہ 985 4

مجرم کو معاف کرنے کے بعد اس کی برائی یاد دلانا مکروہ (منع) ہے۔ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ: "اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ" کہا "من الجب" نہیں کہا، ان کو یاد دلانے کے لیے۔ اس لیے انہوں نے "لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ" کے ذریعے ان کو معاف کر دیا تھا"۔[3]

فائدہ 986 5

حضرت یوسفؑ نے مصائب کے بارے میں ایک لفظ کہے بغیر واقعات کے صرف اچھے رخ کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرمایا اس لیے کہ اس سے سبق ملتا ہے کہ ہر انسان کو چاہیے کہ وہ سخت سے سخت حالات میں بھی واقعات کے مثبت رخ کا تصور کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہو۔[4]

فائدہ 987 6

فساد ڈالنے کی نسبت آیت مذکورہ میں شیطان کی طرف اس لیے کی گئی کہ یہ کام اس کے وسوسے کی وجہ

---

1 أیسر التفاسیر: ۲/٦٤٧.
2 أیسرالتفاسیر: ۲/٦٤٧.
3 الجامع الاحکام القرآن: ۹/۲٦٧.
4 آسان ترجمہ: ٤٩٠.

سے ہوا تھا۔[1]

فائدہ 988 7

مصیبت کے بعد نعمت (راحت) کا حاصل ہونا نسبتاً اچھا موقع ہوتا ہے یعنی بہت اچھا لگتا ہے۔[2]

فائدہ 989 8

دیہات سے شہر کی طرف منتقل ہونا ایک نعمت ہوتی ہے اس لیے کہ دیہاتوں میں جفا (سختی) کیساتھ علوم اور شہری سہولیات سے دوری ہوتی ہے صحیح حدیث میں ہے کہ جو دیہات میں رہا اس میں جفا رہا۔ تو اس میں دلیل ہے کہ دیہاتوں سے شہروں کی طرف منتقل ہونا اچھا ہے۔[3]

فائدہ 990 9

اعمال کا دارومدار خاتمے پر ہوتا ہے۔ اہل علم فرماتے ہیں کہ "قصہ کے آخر میں صبر و بردباری کا راز ظاہر ہوتا ہے، یوسفؑ مصر کے خزانوں کا حاکم بنے اور باپ بیٹے سے ملے"۔[4]

فائدہ 991 10

بچوں اور والدین کے درمیان شفقت اور رحم دلی ایک فطری چیز ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کے اکرام کی بنسبت اپنے والدین کا زیادہ عزت و اکرام کیا۔[5]

فائدہ 992 11

مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ مذکورہ سجدہ سلام والا سجدہ تھا، جو کہ ان کی عادت کے مطابق سلام

---

1 محاسن التاويل: ٦/٢٨١.
2 البحر المحيط: ٦/٣٢٩.
3 محاسن التاويل: ٦/٢٨٢.
4 سورة يوسف دراسة تحليلية: ٣٩.
5 التفسير المنير: ١٣/٧١.

کے وقت سر کا جھکانا تھا یہ عبادت یا زمین پر سر رکھ کر والا سجدہ نہیں تھا اور یہ سارے سجدے ہمارے شریعت میں اللہ نے منسوخ کر دیے ہیں۔[1]

فائدہ 993 12

جب ایک بات کو معاف کر چکے، تو دوبارہ تذکرہ نہیں کرنا چاہیے جیسا کہ حضرت یوسفؑ کے اخلاق سے یہ بات معلوم ہوئی۔[2]

فائدہ 994 13

"وَقَدْ اَحْسَنَ بِیْٓ" میں اس بات پر دلیل ہے کہ جس کو اللہ تعالی نے کسی مرض یا مصیبت سے نجات دی تو نجات پاکر اس پر شکر ادا کرنا سنت ہے، اور اس مرض اور مصیبت کو بھلانا چاہیے۔[3]

فائدہ 995 14

"اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ" میں اس بات پر دلیل ہے کہ اللہ تعالی جب کسی امر کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لیے باریک بینی کے ساتھ اسباب پر مخفی تدابیر بنا دیتا ہے یہاں تک کہ کسی کو اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔[4]

فائدہ 996 15

شیطان کی مہم اور مشن مومنوں کے درمیان عداوت اور بغض و کینہ اور فساد ڈالنا ہوتا ہے، لہذا ہر مومن پر لازم ہے کہ شیطان کے وسوسے سے بچے۔[5]

---

1 التفسیر المنیر: ۱۳/۷۲.

2 سورہ یوسف کے 101 فوائد.

3 معارف القرآن ملخصا: ۵/۱۵۰.

4 معارف القرآن ملخصا: ۵/۱۵۰.

5 دروس مستفادہ من سورۃ یوسف: ٦٩.

حضرت یوسف علیہ السلام کے مناجات

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۱﴾
میرے پروردگار تونے مجھے حکومت سے بھی حصہ عطا فرمائے اور مجھے تعبیر خواب کے علم
سے بھی نوازا، اسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا اور اخرت میں میرا رکھوالا
ہے، مجھے اس حالت میں دنیا سے اٹھانا کہ میں تیرا فرمانبردار ہوں، اور مجھے نیک لوگوں میں
شامل کرنا۔

فائدہ 997 — 1

دین حقہ ایک عظیم الشان نعمت ہے جیساکہ "تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا" میں اس کی طرف اشارہ ہے۔[1]

فائدہ 998 — 2

آیت کریمہ سے دعا اور توسل باسماء اللہ وصفاتہ ثابت ہوا۔[2]

فائدہ 999 — 3

دعائے مذکورہ سے یہ ثابت ہوا کہ دنیا کے حصول اور اقتدار کے باوجود دنیا سے الگ تھلگ ہونا اور بے رغبتی اختیار کرنا جائز ہے۔[3]

---

1 اتحاف الالف: ٨٥٩.

2 أيسر التفاسير: ٢/٦٤٨.

3 ايسر التفاسير: ٢/٦٤٨.

1000 فائدہ 4

انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالی سے بہت سی اچھی دعا مانگتے ہیں اور حسنِ خاتمہ بالاسلام کا سوال کرتے ہیں۔[1]

1001 فائدہ 5

اس آیت سے اللہ تعالی کے ساتھ لگاؤ اور ملا اعلیٰ میں صالحین کے ساتھ ملنے کا شوق رکھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔[2]

1002 فائدہ 6

ایک مومن کا مقصد اس اسلام پر مرنا ہوتا ہے، جس کو اللہ تعالی اپنی مخلوق کے لیے چن لیتا ہے تو جو یہودی، نصرانی یا مشرک مرا تو ہمیشہ کے لیے ناکام ہوا اور کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔[3]

1003 فائدہ 7

دعا اور سوال سے پہلے اللہ تعالی کی حمد و ثنا اور اس کی نعمتوں کا ذکر کرنا چاہیے، اور یہی انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ ہوتا تھا اور اسی طرح مسلمان کو بھی چاہیے۔[4]

1004 فائدہ 8

اللہ تعالی سے موت کا سوال کرنا جائز ہے، بشرطیکہ کسی ضرر یا عبادت سے تھکاوٹ یا راحت میں رغبت کی وجہ سے نہ ہو۔[5]

---

1 اتحاف الالف: ۸٦۰.

2 إتحاف: ۸٦۰.

3 إتحاف: ۸٦۰.

4 اتحاف الالف: ۸٦۰.

5 أيسر التفاسير: ۸٦۰.

فائدہ 9 (1005)

حضرت یوسف علیہ السلام نے جو دعا مانگی تو اس سے مقصد ربوبیت اور اللہ کی طرف احتیاج اور خاتمہ بالخیر میں شدت رغبت کا اظہار اور امت کو تعلیم دینا تھا۔[1]

فائدہ 10 (1006)

جو اللہ تعالی کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔[2]

فائدہ 11 (1007)

تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا ایک دین ہوتا ہے اور وہ دین ہے اسلام اور اسی کو اللہ تعالی نے ساری مخلوق کے لیے چنا ہے۔[3]

فائدہ 12 (1008)

اس میں ان لوگوں پر بھی رد ہے جو ادیان کو اکٹھا کرنے اور سب ادیان اور اسلام کو برابر سمجھنے کے قائل ہیں۔[4]

فائدہ 13 (1009)

اسلام کوئی نیا دین نہیں ہے بلکہ یہ وہی دین ہے جس کا اللہ تعالی نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف وحی کیا ہے۔[5]

---

1 اتحاف الإلف: ٨٦١.

2 اتحاف الإلف: ٨٦١.

3 اتحاف الإلف: ٨٦١.

4 اتحاف الإلف: ٨٦١.

5 مؤتمر تفسير سورة يوسف: ٢/١٢٩٦.

1010 فائدہ 14

اس میں یہود اور نصاریٰ کے باطل ہونے پر دلیل ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو شرک اور بت پرستی کی طرف منسوب کرتے ہیں، اور توحید کی مخالفت کے ساتھ اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ عداوت رکھتے ہیں۔[1]

1011 فائدہ 15

نعمت کے تمام ہونے کے بعد دعا اور موت تک اسلام پر ڈٹے رہنے کا سوال کرنا ضروری ہے۔[2]

1012 فائدہ 16

نیک بندہ اپنے رب کی یاد کو بھلاتا نہیں بلکہ اس کی زبان اللہ کے ذکر سے تر رہتی ہے۔ جب وہ کسی عالی مقام تک پہنچ جاتا ہے اور اس کو کوئی منصب یا اقتدار ملتا ہے، تو وہ اللہ کے فضل کو نہیں بھولتا اور اس کی نعمت کو چھپاتا نہیں۔[3]

1013 فائدہ 17

بندہ کو چاہیے کہ اللہ سے ہمیشہ آہ و زاری کے ساتھ اپنے ایمان پر ثابت قدمی کی دعا کیا کرے۔[4]

1014 فائدہ 18

بندہ پر واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ سے حسن خاتمہ اور احسان و انعام کی تمامیت کا سوال کیا کرے۔[5]

---

1 اتحاف الالف: ٨٦٤.

2 اتحاف الالف: ٨٦٤.

3 دروس مستفادہ من سورۃ یوسف: ٦٩.

4 تیسیر الکریم الرحمن: ٤/٤١.

5 تیسیر الکریم الرحمن: ٤/٤١.

فائدہ 19 (1015)

بندہ کو چاہیے کہ وہ نقصان اور احتیاج کے وقت اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کرے۔ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ "پھر جب یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ نعمت پوری ہو گئی اور سارے خاندان والے جمع ہو گئے، تو سمجھ گئے کہ یہ گھر (دنیا) جائے قرار نہیں اور تمامیت سے نقصان ہی ہوتا ہے تو اس وقت اپنے رب کی ثناء بیان کی"۔ [1]

فائدہ 20 (1016)

"مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ" یہاں "مِنْ" کے تبعیضیہ ہونے سے یہ نقطہ نکالا گیا ہے۔ کہ بشر بڑے سے بڑا عالم ہو جب بھی بہر حال اس کا علم محدود و متناہی ہو گا۔ [2]

فائدہ 21 (1017)

"تَوَفَّنِي مُسْلِمًا" سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ باوجود عصمت اور امتناعِ کفر کے انبیاء علیہم السلام کو بھی خاتمہ کا خوف رہتا تھا۔ [3]

فائدہ 22 (1018)

ایمان پر خاتمہ تمام نعمتوں سے بڑی نعمت ہے۔ یہاں حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کی بھی دعا مانگی۔ [4]

---

1 مختصر تفسیر ابن کثیر۔
2 تفسیر ماجدی: ۱۷۰۷۔
3 تفسیر ماجدی: ۱۷۰۷۔
4 سورۃ یوسف کے 101 فوائد: ۳۶۹۔

نبوت محمدی ﷺ پر استدلال

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿١٠٢﴾
اے پیغمبر یہ تمام واقعہ غیب کی خبروں کا ایک حصہ ہے، جو ہم تمہیں وحی کے ذریعے بتا رہے
ہیں۔ اور تم اس وقت ان (یوسف کے بھائیوں) کے پاس موجود نہیں تھے۔ جب
انہوں نے سازش کر کے اپنا فیصلہ پختہ کر لیا تھا۔ (کہ یوسف کو کنویں میں ڈالیں گے)

فائدہ 1 — 1019

علم الغیب اور انباء الغیب میں فرق یہ ہے کہ: "علم غیب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر گزری موجودہ اور آنے والی چیز کا علم ذاتی طور پر ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ یہ صفت اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں دی، البتہ اللہ رب العزت نے اپنے انبیاء کو آنے والے حالات کی بعض خبریں بتا دی ہیں۔ اس کو علم غیب نہیں کہیں گے بلکہ انباء الغیب کہیں گے۔[1]

فائدہ 2 — 1020

اس آیت سے نبوت محمدی ﷺ کو ایک سچے برہان اور بڑی دلیل کے ذریعے ثابت کیا گیا ہے۔[2]

---

1 سورة یوسف کے 101 فوائد: ٤٠٤.

2 ایسر التفاسیر: ٢/٥٦١.

فائدہ 3 (1021)

آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ اس قوم میں عام نہیں تھا۔ جس قوم میں آپ ﷺ پیدا ہوئے۔[1]

فائدہ 4 (1022)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام باتوں پر ایمان لانا لازم ہے، جو آپ ﷺ لے کر آئے۔[2]

فائدہ 5 (1023)

مومن کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ کسی کو دھوکہ دے یا تکلیف دے یا کسی ضرر میں مبتلا کرے۔ اس لیئے کہ اللہ کی ذات دیکھ رہی ہوتی ہے اور ضرور ظاہر کرے گی اور جب اللہ کسی کو رسوا کرے تو اس کو چھپانے والا کوئی نہیں۔[3]

فائدہ 6 (1024)

اس آیت میں ان کفار کے دعوے پر رد ہے جو کہتے تھے کہ آپ ﷺ نے نبوت ملنے سے پہلے لوگوں سے علم حاصل کیا ہے۔[4]

فائدہ 7 (1025)

جو کتاب آپ ﷺ پر نازل کی گئی، وہ واضح حق ہے۔ اس لیے کہ اس کی خبریں سچی ہیں، اور اوامر و نواہی انصاف پر مبنی ہیں۔[5]

---

1 اتحاف الالف: ۸۷۲.
2 البحر المحیط: ۲/۳۳۰.
3 دروس مستفادہ من سورۃ یوسف: ۷۰.
4 اتحاف الالف: ۸۷۲.
5 اتحاف الالف: ۸۸۰.

زجر برائے کفار اور تسلی برائے رسول ﷺ

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٣﴾

اس کے باوجود اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں چاہے، تمہارا کیسا ہی دل چاہتا ہو۔

فائدہ 1 (1026)

اس آیت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے لہذا داعی کو پریشان اور غمگین نہیں ہونا چاہیے۔[1]

فائدہ 2 (1027)

جناب نبی کریم ﷺ اپنی قوم کے ایمان پر بڑے حریص تھے۔ اور اپنی امت پر بڑے مہربان تھے۔ اور اپنی دعوت میں بڑے مخلص تھے۔[2]

فائدہ 3 (1028)

ہدایت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔[3]

---

[1] ایسر التفاسیر: ٢/٦٥١.

[2] اتحاف الالف: ٨٨٤.

[3] اتحاف الالف: ٨٨٤.

فائدہ 4 (1029)

اس آیت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ مسلمان کافروں سے کم ہوا کرتے ہیں، اور اکثر لوگوں کا مزاج ایمان نہ لانا ہوتا ہے۔[1]

فائدہ 5 (1030)

داعی الی اللہ کو چاہیے کہ اہل باطل کے اقوال اور جھوٹی باتوں سے پریشان نہ ہوں اور نہ دعوت کو چھوڑے۔[2]

فائدہ 6 (1031)

داعی الی اللہ کو چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے۔ اور فورًا لوگوں کے ماننے کے انتظار میں نہ رہے بلکہ اپنی پوری کوشش دعوت دینے میں صرف کرے اور اس کا نتیجہ اللہ تعالی پر چھوڑ دے۔[3]

پیارے حبیب ﷺ کو تسلی

وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾

حالانکہ تم ان سے اس تبلیغ پر کوئی اجرت نہیں مانگتے یہ تو دنیا جہاں کے سب لوگوں کے لیے بس ایک نصیحت کا پیغام ہے۔

---

[1] اتحاف الالف: ٨٨٤.

[2] ایسر التفاسیر: ٢/٤٩٠.

[3] دروس مستفادہ من سورۃ یوسف: ٧١.

فائدہ 1 (1032)

چاہیے کہ لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دی جائے، اور داعی کا اجر اس ذات کے ذمہ ہے جس کی طرف بلایا جاتا ہے۔[1]

فائدہ 2 (1033)

دعوت دینے کے لیے پیسوں کی ضرورت نہیں ہے، اور نہ اس کے لیے پیسے شرط ہیں۔ بلکہ جو بھی چاہے وہ دعوت دے سکتا ہے۔[2]

فائدہ 3 (1034)

انبیاء کرام علیہم السلام اپنی دعوت و ارشاد پر لوگوں سے اجر کے طلبگار نہیں تھے، اور یہی حال علمائے ربانیین کا بھی ہے۔[3]

فائدہ 4 (1035)

اس آیت کریمہ میں کفار کے لیے توبیخ ہے اور ان کے اوپر محبت ہے اس لیے کہ آپ ﷺ ان سے دعوت پر مزدوری نہیں لیتے تھے اور نہ کسی منفعت کے انتظار میں ہوتے تھے۔[4]

فائدہ 5 (1036)

داعی کو یہ معمول بنانا چاہیے کہ غافل لوگوں کی تنبیہ اور تذکیر کے لیے وعظ و نصیحت قرآن کے ذریعے کیا کرے۔[5]

---

[1] ایسر التفاسیر: ۲/۶۵۱.
[2] اتحاف الالف: ۸۸۶.
[3] اتحاف الالف: ۸۸۶.
[4] اتحاف: ۸۸۶.
[5] إتحاف الإلف: ۸۸۷.

فائدہ 6 (1037)

دعوت مسلمانوں کے ساتھ مختص نہیں بلکہ سارے انسانوں اور عالمین (انس و جن اور مومن و کافر) کے لیے ہے۔[1]

فائدہ 7 (1038)

اس آیت میں اس بات پر دلیل ہے کہ جو شخص وعظ و نصیحت کے لیے آگے بڑھتا ہے، اس کو چاہیے کہ اس کام اور کلام سے اجتناب کرے جو اس کی بات کو ماننے کے لیے رکاوٹ بن جاتا ہے۔[2]

فائدہ 8 (1039)

آیت میں اشارہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی دعوت میں مخلص تھے اس لیے کہ دعوت کا مقصد عالم کی اصلاح ہے۔[3]

فائدہ 9 (1040)

"عالمین" عالَم کی جمع ہے اور یہ دعوت اسلامی کے عالمی ہونے پر دلالت کرتی ہے۔[4]

زجر پر اعتراض مشرکین

وَكَأَيِّنْ مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿١٠٥﴾

اور آسمانوں اور زمین میں کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر ان کا گزر ہوتا ہے مگر یہ ان سے منہ موڑ جاتے ہیں۔

---

[1] اتحاف: ۸۸۷.

[2] محسن التاویل: ۶/۲۸۶۰.

[3] اتحاف: ۸۸۷.

[4] اتحاف: ۸۸۷.

فائدہ 1 (1041)

آیت میں غفلت اور آیات کونیہ میں تدبر اور فکر نہ کرنے کی مذمت بیان کی گئی ہے۔[1]

فائدہ 2 (1042)

آیات کثیرہ سے مشرکین کا اعراض ان کو ایمان کے اہل بننے سے روکتا ہے اور اطراف میں پھیلی ہوئی نشانیوں سے فائدہ نہیں اٹھانے دیتا۔[2]

فائدہ 3 (1043)

آیت کریمہ سے زمین و آسمان کی پیدائش میں غور و فکر کرنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔[3]

فائدہ 4 (1044)

عاقل وہ ہے جو پھیلی ہوئی تکوینی آیات کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور جب غور و فکر کرتا ہے تو سمجھ جاتا ہے کہ ان کے پیچھے ایک قادر خالق ذات ہے، جو معبودیت میں منفرد ہونے کی مستحق ہے۔[4]

فائدہ 5 (1045)

آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی یہ نہیں چاہتا کہ لوگ اپنی عبادات اور اپنے عقائد میں اندھی تقلید کریں بلکہ تکوینی آیات میں غور و فکر کرنے اور ان سے استدلال کا حکم دیا ہے۔[5]

---

[1] ایسر التفاسیر: ۲/۶۵۱.

[2] اتحاف الالف: ۸۸۹.

3 اتحاف: ۸۸۹.

4 دروس مستفادہ من سورۃ یوسف: ۸۲.

5 اتحاف: ۸۹۲.

فائدہ 6 (1046)

آیات کریمہ میں فضائی سفر اور جہاز میں سواری کی طرف بھی اشارہ ہے اس لیے کہ آسمانی آیات اس پر گزرنے سے یہ معلوم ہوتے ہیں۔[1]

توبیخ بھر شرک

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ﴿١٠٦﴾
اور ان میں سے اکثر لوگ ایسے ہیں کہ اللہ پر ایمان رکھتے بھی ہیں تو اس طرح کہ اس کے ساتھ شرک
بھی کرتے جاتے ہیں۔

فائدہ 1 (1047)

اس آیت میں ایک حقیقت بیان ہوئی کہ اہل توحید کے سوا لوگ اگرچہ اللہ کو ربوبیت، خالقیت اور مدبر ہونے پر ایمان رکھتے ہیں لیکن پھر بھی اللہ تعالی کے ساتھ غیر اللہ کو اللہ کی صفات اور عبادات میں شریک ٹھہراتے ہیں۔[2]

علامہ سمرقندیؒ مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "یعنی یہ لوگ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ ہمارا خالق ہے، اور اس کے ساتھ اللہ تعالی کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں"۔[3]

---

1 اتحاف الالف: ۸۹۳.

2 أيسر التفاسير: ۲/۶۵۱.

3 تفسير السمرقندی: ۲/۱۷۹.

فائدہ 1048 — 2

آیت سے معلوم ہوا کہ توحید فی الربوبیت کفر سے چھڑا نہیں سکتی جب تک توحید فی العبادۃ نہ ہو۔[1]

فائدہ 1049 — 3

جس نے ایمان کے ساتھ شرک خلط ملط کر دیا تو وہ مشرک ٹھہرا۔

دنیاوی واخروی تخویف

اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٠٧﴾
بھلا کیا ان لوگوں کو اس بات کا ذرا ڈر نہیں ہے کہ اللہ کے عذاب کی کوئی بلا آکر ان کو لپیٹ لے یا ان پر
قیامت اچانک ٹوٹ پڑے اور انہیں پہلے سے احساس بھی نہ ہو۔

فائدہ 1050 — 1

شرک کرنا اور توحید کو چھوڑ دینا اچانک عذاب کے نازل ہونے کا سبب اور ذریعہ بنتا ہے۔[2]

فائدہ 1051 — 2

آیت سے معلوم ہوا کہ عذاب کا اچانک آنا دنیا یا آخرت دونوں میں ممکن ہے۔[3]

---

[1] اتحاف الالف: ۸۹۵۔

[2] اتحاف الالف: ۸۹۸۔

[3] إتحاف الإلف: ۸۹۸۔

فائدہ 3 (1052)

ایک عاقل آدمی کو چاہیے کہ ہر ممکن سے ڈرے اگرچہ وہ اس کا اقرار نہیں کرتا۔[1]

فائدہ 4 (1053)

اس آیت میں اللہ نے ان عقبات سے ڈرایا جن کا سبب شرک اور معاصی ہوتا ہیں۔[2]

آپ ﷺ اور امّت کا فریضہ

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٨﴾
(اے پیغمبر) کہہ دو کہ: یہ میرا راستہ ہے میں بھی پوری بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور
جنہوں نے میری پیروی کی ہے وہ بھی۔ اور اللہ (ہر قسم کے شرک سے) پاک ہے اور میں ان لوگوں میں
سے نہیں ہوں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں)

فائدہ 1 (1054)

آیت سے معلوم ہوا کہ اسلام اور پوری شریعت کی طرف دعوت دینا واجب ہے۔[3]

ابن عطیہؒ فرماتے ہیں کہ "هٰذِهٖ" سے پورے اسلام کی طرف دعوت دینے کی طرف اشارہ ہے"۔ ابن زیدؒ نے فرمایا کہ "یہ میرا کام و میری سنت اور میرا منہج ہے"۔[4]

---

[1] نظم الدرر: ٤/١٠٨.

[2] ايسر التفاسير: ٢/٦٥٤.

[3] إتحاف الإلف: ٨٩٩.

[4] المحرر الوجيز: ٣/٢٨٥.

فائدہ 2 (1055)

ہر وہ مومن جو رسول اللہ ﷺ کے تابعدار ہیں اس پر دعوت الی اللہ متعین ہے۔[1]

ابن عاشورؒ فرماتے ہیں کہ "آیت" اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ صحابہ کرام اور آپ ﷺ پر ایمان لانے والے اس بات پر مامور ہیں کہ اپنی استطاعت کے مطابق ایمان کی طرف دعوت دیں"۔[2]

فائدہ 3 (1056)

انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت علم اور بصیرت والی دعوت ہوتی تھی۔ اس طرح ان کے تابعداروں کی دعوت کا بھی یہی حال ہے۔[3]

فائدہ 4 (1057)

آیت کریمہ سے اللہ تعالی کی الوہیت و ربوبیت اور اسماء و صفات میں توحید کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔[4]

فائدہ 5 (1058)

بصیرت واضح حجت اور اس برہان کو کہا جاتا ہے جو علم اور بصیرت پر یقین کے ساتھ قائم ہو۔[5]

فائدہ 6 (1059)

داعی کے تابعداروں پر لازم ہے کہ وہ بھی اپنے داعی جیسی بصیرت پر ہوں، بس ہر وہ مسلمان جو کسی عالم کی اتباع کرتا ہو اس پر لازم ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر قائم ہو۔[6]

---

[1] ایسر التفاسیر: ٢/٦٥٤.

[2] التحریر والتنویر: ١٣/٦٥.

[3] اتحاف الالف: ٨٩٩.

[4] ایسر التفاسیر: ٢/٦٦٥.

[5] اتحاف: ٩٠٠.

[6] دروس مستفادہ من سورۃ یوسف: ٧٩.

فائدہ 7 (1060)

اس آیت سے پتہ چلا کہ دعوت الی اللہ انبیاء کرام علیہم السلام اور سب تابعداروں کا مشن ہے۔ تاکہ لوگوں کو ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف، کفر سے نکال کر ایمان کی طرف، شرک سے نکال کر توحید کی طرف اور آگ سے نکال کر جنت کی طرف لے آئیں۔[1]

فائدہ 8 (1061)

آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ ﷺ کے متبعین اہل بصیرت اللہ تعالی کی طرف بصیرت کے ساتھ دعوت دینے والے ہوتے ہیں۔ لہذا جو ایسا نہ ہو تو وہ حقیقت میں آپ ﷺ کے متبعین میں سے نہیں اگرچہ وہ دعوت اور نسبت میں متبعین میں شمار کیے جاتے ہیں۔[2]

فائدہ 9 (1062)

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دعوت الی اللہ اس شرط کے ساتھ اچھی اور جائز ہے کہ جو کہتا ہے وہ بصیرت، یقین اور ہدایت کے ساتھ ہو اگر ایسا نہ ہو، تو خالص دھوکا ہے۔[3]

فائدہ 10 (1063)

علامہ قاسمیؒ نے فرمایا کہ "یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت کی اتباع اور دعوت علت توحید ہے۔ عالم کو چاہیے کہ لوگوں کی مجلس میں اس کی بات محرمات، واجبات، نوافل، طاعت، اجر و ثواب اور عذاب و عقاب کے بارے میں ہو اور اس کے ساتھ بات ایسی واضح ہو کہ وہ اس کو سمجھ سکیں اور اس کے

---

[1] اتحاف الالف: ۹۰۱۔

[2] اتحاف الالف۹۰۱۔

[3] تفسیر الرازی: ۱۸/۲۲۵۔

ساتھ وہ باتیں بھی بیان کرے، جن کی ان کو ضرورت ہو۔[1]

فائدہ 11 (1064)

یہ آیت اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ علم اصول (علم عقائد) انبیاء علیہم السلام کا خاص پیغمبرانہ علم ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے لیے بھیجا تھا۔[2]

فائدہ 12 (1065)

نبی ﷺ کا راستہ خالص توحید کا راستہ ہے۔[3]

فائدہ 13 (1066)

"علی بصیرۃ" سے اشارہ ہو گیا کہ اسلام کو را تقلید کا نام نہیں، بلکہ دین حق ایک ثابت شدہ مدلل حقیقت سے عبارت ہے۔[4]

فائدہ 14 (1067)

داعی الی اللہ کا یہ فریضہ بنتا ہے کہ جب تک زندہ ہے نیکی کا حکم دیتا رہے گا اور برائی سے روکتا رہے گا اس لیے کہ اس کی خاموشی سے دنیا میں فساد پھیلانے کا موقع ملے گا اور اس طرح برائی پھیل جائے گی۔[5]

شبہ منکرین کا جواب و تخویف و تبشیر

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۭ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي

---

[1] محاسن التاویل: ۹/۳۶۱۱.

[2] الاسباب فی علوم الکتاب: ۱۱/۲۲۵.

[3] تفسیر عثمانی: ۷۵۷.

[4] تفسیر ماجدی: ۱۷۱۵.

[5] التحریر: ۱۳/۶۷.

الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٩﴾
اور ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھیجے وہ سب مختلف بستیوں میں بسنے والے انسان ہی تھے جن پر ہم وحی
بھیجتے تھے۔ تو کیا ان لوگوں نے زمین میں چل پھر کر یہ نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے کی قوموں کا انجام کیسا
ہوا؟ اور آخرت کا گھر یقیناً ان لوگوں کے لیے کہیں بہتر ہے، جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا۔ کیا پھر بھی تم
عقل سے کام نہیں لیتے۔

فائدہ 1 (1068)

آیت سے ثابت ہوا کہ رسالت مردوں کی خصوصیات میں سے ہے۔ اور عورتوں میں نبوت نہیں آئی۔[1]

فائدہ 2 (1069)

سنت الٰہی یہی رہی کہ پیغمبر بشر ہی بھیجا گیا ہے۔[2]

فائدہ 3 (1070)

پیغمبر ہمیشہ آبادی والی بستیوں میں سے ہوئے ہیں۔ نہ کہ بے تعلق خانہ بدوش جرگوں قبیلوں میں سے۔[3]

فائدہ 4 (1071)

مقصود اگر (سیاحت سے) عبرت و تذکر ہو تو سیاحتِ عالم اور علمِ آثار قدیمہ سے اشتغال بھی ایک عبادت ہے۔[4]

---

[1] أيسر التفاسير: ٢/٦٥٤.
[2] اتحاف الالف: ٩٠٦.
[3] تفسیر ماجدی: ١٧١٥.
[4] تفسیر ماجدی: ١٧١٥.

فائدہ 5 (1072)

عاقل آدمی جنت کی ہمیشہ والی نعمتوں کو دنیا کی زائل ہونے والی نعمتوں پر ترجیح دیتا ہے۔[1]

فائدہ 6 (1073)

آیت میں توحید، رسالت اور یوم آخرت کے عقیدے کا اثبات بھی ہے۔[2]

فائدہ 7 (1074)

آیت میں توحید اور تقوی کے دنیاوی اور اُخروی ثمرات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔[3]

فائدہ 8 (1075)

آیت سے ثابت ہوا کہ گزشتہ ہلاک شدہ امتوں کے مقامات کو دیکھ کر ان سے نصیحت اور عبرت لینا واجب ہے۔[4]

فائدہ 9 (1076)

"وَلَلدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ" میں دار آخرت کے لیے عمل، تیاری اور ہلاکت کے اسباب سے بچنے کی ترغیب ہے۔[5]

فائدہ 10 (1077)

جن انبیاء علیہم السلام کو اللہ نے مبعوث فرمایا انہوں نے اپنی امتوں کو دعوت دی، لیکن انہوں نے ایمان

---

[1] إتحاف الإلف.

[2] أيسر التفاسير: ٩٠٦.

[3] أيسر التفاسير:

[4] إتحاف الإلف: ٢/٦٥٥.

[5] أيسر التفاسير: ٢/٦٥٥.

نہیں لایا یہاں تک کہ ان پر عذاب نازل ہوا تو عبرت لینے والوں کے لیے وہ محل عبرت ٹھہرے۔[1]

فائدہ 11 — 1078

اللہ رب العزت اس بندے پر غصہ ہوتا ہے جو تکوینی آیات میں تدبر (غور و فکر) سے اعراض کرتا ہے۔[2]

فائدہ 12 — 1079

عاقل ان تمام واقعات سے استفادہ کر لیتا ہے جن کے پاس سے گزرتا ہے، اور اس سے وعظ و نصیحت حاصل کرتا ہے۔[3]

عذابِ الٰہی کے بارے میں سنتِ الٰہی

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ۭ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١١٠﴾

(پچھلے انبیاء کے ساتھ بھی یہی ہوا کہ ان کی قوموں پر عذاب آنے میں کچھ دیر لگی) یہاں تک کہ جب پیغمبر لوگوں سے مایوس ہو گئے اور کافر لوگ یہ سمجھنے لگے کہ انہیں جھوٹی دھمکیاں دی گئی تھیں تو ان پیغمبروں کے پاس ہماری مدد پہنچ گئی (یعنی کافروں پر عذاب آیا)

اور جن کو ہم چاہتے تھے، انہیں بچا لیا گیا، اور جو لوگ مجرم ہوتے ہیں، ان سے ہمارے عذاب کو ٹالا نہیں جا سکتا۔

---

[1] إتحاف الإلف: ۹۰۹.

[2] إتحاف الإلف: ۹۰۹.

[3] إتحاف الإلف: ۹۱۰.

فائدہ 1 (1080)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے اپنے انبیاء اور مومنین بندوں کے ساتھ مدد کی تاخیر میں اپنا اصول یعنی سنت الٰہی بیان کیا ہے۔[1]

فائدہ 2 (1081)

مشرک و مجرم کا نام دینا درست ہے اس لیے کہ شرک ایک جرم ہے۔[2]

فائدہ 3 (1082)

جب اللہ تعالی کا موعود عذاب نازل ہونے لگتا ہے تو اس کو کوئی لوٹا نہیں سکتا، اور اللہ جس کو چاہے اس عذاب میں سے بچا لیتا ہے لہذا عاقل وہ ہے جو ایمان لانے کی طرف جلدی کرے۔[3]

فائدہ 4 (1083)

اس آیت کریمہ میں جرم کی مذمت بیان کی گئی ہے اور جرم سے مراد عقائد، اخلاق اور احکام و شرائع میں فساد ہے۔[4]

فائدہ 5 (1084)

جب اللہ تعالی کی مدد آنے میں دیر ہو جاتی ہے تو داعی میں وسوسہ آنے لگتا ہے، جس کی وجہ سے دل میں مایوسی پیدا ہونے لگتی ہے۔ لہذا داعی کو اس جیسے وسوسے سے بچنا چاہیے، اور اپنی دعوت کو مسلسل جاری رکھنا چاہیے۔[5]

---

1 أيسر التفاسير: ٢/٦٥٦.

2 إتحاف الإلف: ٩١١.

3 دروس مستفادہ من سورہ یوسف: ٨٢.

4 أيسر التفاسير: ٢/٦٥٦.

5 دروس مستفادہ من سورہ یوسف: ٨٢.

فائدہ 6 — 1085

اس آیت کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے معاصرین منکرین کے لیے وعید اور دھمکی ہے۔[1]

فائدہ 7 — 1086

اللہ تعالیٰ کی مدد تب نازل ہوتی ہے جب داعی حضرات اپنی پوری کوشش کرتے ہیں، پھر اپنی قوم سے نا امیدی کی اس حد تک پہنچ جاتے ہیں جس کے آگے کوئی حد نہیں ہوتی۔[2]

حکمتِ ذکرِ قصص و فضائلِ القرآن

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَ لٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

یقیناً ان کے واقعات میں عقل و ہوش رکھنے والوں کے لیے بڑا عبرت کا سامان ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو جھوٹ موٹ گھڑ لی گئی ہو، بلکہ اس سے پہلے جو کتابیں آچکی ہیں ان کی تصدیق ہے، اور ہر بات کی وضاحت اور جو لوگ ایمان لائیں ان کے لیے ہدایت اور رحمت کا سامان۔

فائدہ 1 — 1087

آیت سے ثابت ہوا کہ قرآن کریم کے معنی میں غور و فکر کرنا ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان قصوں

---

[1] إتحاف الإلف: ۹۳۲

[2] إتحاف الألف: ۹۳۲

کو عبث ذکر نہیں کیا بلکہ وعظ و نصیحت اور عبرت کے لیے ان کو ذکر کیا ہے۔[1]

فائدہ 1088 2

قرآن گزشتہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے، اور اس میں موجود حق کو ثابت کرتا ہے۔[2]

فائدہ 1089 3

قرآن پاک یہود و نصاریٰ کے اصل دین کی تصدیق کرتا ہے، اس لیے کہ ہمارا دین اور ان کا دین ایک ہی ہیں۔[3]

فائدہ 1090 4

انبیاء کرام علیہم السلام کے قصص میں تسلی بھی ہے، اور مخالفین کی تکذیب پر صبر کرنے میں ان کی اتباع پر ثابت قدمی بھی۔[4]

فائدہ 1091 5

اس آیت میں قرآن کا ذکر ہوا ہے یعنی یہ قرآن طلبگار لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔[5]

فائدہ 1092 6

یہ آیت اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ آپ ﷺ امی تھے۔ تو آپ علیہ السلام کی صحت نبوت پر دلیل ہے۔[6]

---

[1] إتحاف الألف: ٩٣٤.

[2] إتحاف الألف: ٩٣٤.

[3] [illegible]

[4] [illegible] ٢/٦٥٦.

[5] [illegible]

فائدہ 7 (1093)

مومنین اس اعتبار سے کہ وہ زندہ ہیں یہی لوگ قرآن کے ہدایت اور رحمت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔[1]

فائدہ 8 (1094)

قصصِ قرانی سے صرف صحیح اور سالم عقل والے اصحاب ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔[2]

فائدہ 9 (1095)

حق پرست مومن کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے، جو اس کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، اور آپ ﷺ کی طرف سے گھڑا ہوا کلام نہیں، اور اس میں مومنین کے لیے رحمت اور ہدایت ہے ۔لہذا وہ نہ بدبخت ہوں گے ،اور نہ ان کو عذاب ہوگا۔[3]

فائدہ 10 (1096)

قرآن میں وہ تمام حلال و حرام اور امر و نہی کی تفصیل بیان کی گئی ہے، جس کی طرف انسان کی ضرورت اور احتیاج ہے۔[4]

فائدہ 11 (1097)

قرآن پاک مومنین کے لیے رحمت ہے، اس لیے کہ اس کی وجہ سے ان کو دنیاوی و اُخروی اجر و ثواب ملتا رہتا ہے۔[5]

---

[1] أيسر التفاسير: ٢/٦٥٦.

[2] دروس مستفادہ من سورہ یوسف: ٨٢.

[3] دروس مستفادہ من سورہ یوسف: ٨٢.

[4] إتحاف الإلف: ٩٤٢.

[5] إتحاف الإلف: ٩٤٥.

فائدہ 12 (1098)

انبیاء کرام علیہم السلام کی اقتداء اور ان کے قصوں میں مذکور اُمور کی اتباع واجب ہے، کیونکہ "قصص" کے معنی ہیں اثر کی اتباع کرنا۔[1]

فائدہ 13 (1099)

سورت کا خاتمہ قرآن کریم کی صفات کے ساتھ کیا۔ علامہ سعدی فرماتے ہیں کہ: "جب اللہ تعالی نے اس عجیب قصے کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا تو آخر میں اس قرآن سے جھوٹ اور خطا کے تمام وجوہ کو نفی فرمایا۔ اور قران کے صفات کو ذکر فرمایا"۔[2]

فائدہ 14 (1100)

"عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ" قصہ مذکورہ میں عبرت کی مندرجہ ذیل باتیں ہیں:

۱): بادشاہوں کے لیے عبرت: کے وہ عدل کو رواج دیں جیسا کہ حضرت یوسفؑ نے اپنے زمانے میں عدل کو رواج دیا۔

۲): اہل تقوی کے لیے عبرت: حضرت یوسفؑ نے اپنی خواہشات کو ترک کر دیا۔

۳): خواہش پرستوں کے لیے عبرت: جیسے عزیز مصر کی بیوی جب اس نے اپنی خواہش نفسانی کو پورا کرنے کی کوشش کی، تو اس نے نقصان اٹھایا۔

۴): بادشاہوں کے غلاموں کے لیے عبرت: جیسے حضرت یوسفؑ نے عزیز کی بیوی کی حرمت کی حفاظت اللہ نے بادشاہ بنادیا۔

۵): درگزر کرنے والوں کے لیے عبرت: اگر بندے کو اللہ تعالی قدرت عطا فرمائے تو وہ اس وقت مواخذہ کرنے کے بجائے معاف کرنے والا بن جائے۔

۶): صبر کرنے والوں کے لیے عبرت: حضرت یعقوبؑ نے صبر کیا، تو پھر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ اللہ

---

[1] إتحاف الإلف: ۹٤٦.

[2] إتحاف الإلف: ۹٤۹.

نے ان کو یوسفؑ سے ملا دیا۔

۷): حاسدین کے لیے عبرت: جیسے اِخوان یوسفؑ کو اللہ رب العزت نے حاسدوں کو محسود (یعنی یوسف علیہ السلام) کے سامنے ذلیل و رسوا کر کے دکھایا۔

۸): اہل علم کے لیے عبرت: جیسے اللہ تعالی نے حضرت یوسفؑ کو زمین میں علم کے سبب سے عزت اور رفعت عطا فرمائی۔

۹): حسن و جمال والوں کے لیے عبرت: جیسے حضرت یوسفؑ کو خوبصورت ہونے کی وجہ سے جیل میں جانا پڑ گیا تھا۔

۱۰): دین کا کام کرنے والوں کے لیے عبرت: جیسے حضرت یوسفؑ نے خوشحالی میں بھی دین کی دعوت دی اور تنگی میں بھی حتی کہ جیل میں بھی دعوت دی۔[1]

(اختتام)

اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کے خصوصی فضل و کرم اور توفیق سے آج جمادی الاولی ۱۴۴۵ھ کے چودہویں شب میں (بروز منگل 28 نومبر 2023) کو یہ مبارک کام پایہ تکمیل تک پہنچا۔

یا اللہ! جب آپ نے یہ توفیق عطا فرمائی تو خالص اپنے فضل و کرم ہی سے اس کو قبول فرما کر میرے لیے آخرت کا ذخیرہ بنا دیجئے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس سے استفادہ لینے کی توفیق عطا فرمائیے۔

"وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ"

راقم الحروف: ابو محمد روح الامین نوشہروی غفر اللہ لہ کل ذنبہ۔

کمپوزنگ: عمیر مظہر

فون نمبر: 03488457625

[1] سورہ یوسف کے 101 فوائد ۱۰۰

مراجع و ماخذ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	نام ناشر
1	اتحاف الالف بذکر الفائد الالف	محمد بن موسیٰ/ سلیم بن عید الھلالی	السعودیہ
2	ایسر التفاسیر لکلام العلی الکبیر	ابو بکر الجزائری	السعودیہ
3	تفسیر السمرقندی (بحر العلوم)	ابو اللیث السمرقندی	بیروت
4	بدائع التفسیر	ابن القیم الجوزیۃ	السعودیہ
5	البحر المحیط	ابو حیان الأندلسی	بیروت
6	تفسیر ابی السعود	ابو السعود	بیروت
7	تفسیر القرآن الکریم (المنار)	محمد رشید رضا	بیروت
8	تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان	عبد الرحمن السعدی	بیروت
9	التحریر والتنویر	محمد الطاھر ابن عاشور	تونس
10	جامع البیان عن تاویل آی القرآن	محمد بن جریر الطبری	بیروت
11	الجامع الاحکام القرآن	محمد بن احمد القرطبی	بیروت
12	الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی	ابن القیم الجوزیۃ	بیروت
13	دروس مستفادہ من سورہ یوسف	عبد الرحمن السعدی	السعودیہ
14	روح المعانی فی تفسیر القرآن والسبع المثانی	محمود الالوسی	بیروت
15	سورہ یوسف دراسۃ تحلیلیۃ	احمد نوفل	الاردن
16	الکشاف	محمود الزمخشری	بیروت
17	الباب فی علوم الکتاب	ابن عادل الحنبلی	بیروت
18	الطائف و الارشادات	القشیری	بیروت

19	محاسن التأویل	جمال الدین القاسمی	بیروت
20	المحرر الوجیز	ابن عطیہ الاندلسی	المغرب
21	مؤتمر تفسیر من سورہ یوسف	عبد اللہ العلمی	بیروت
22	نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور	ابراہیم بن عمر البقاعی	بیروت
23	حدائق الروح والریحان	محمد الأمین الھروی	بیروت
24	المختصر فی تفسیر القرآن الکریم	جماعۃ من علماء التفسیر	السعودیہ
25	مختصر تفسیر ابن کثیر	محمد علی الصابونی	بیروت
26	التفسیر المنیر	وھبہ الزحیلی	دمشق
27	تفسیر ابن کثیر	اسماعیل بن عمر	بیروت
28	فتح القدیر	محمد بن علی الشوکانی	بیروت
29	التفسیر الوسیط للقرآن الکریم	محمد سید الطنطاوی	القاھرہ
30	الصحیح المسند من أسباب النزول	مقبل ابن ھادی	القاھرہ
31	السراج المنیر	محمد ابن احمد الشربینی	القاھرہ
32	توجیہ الناظرین	الشیخ عبد السلام الرستمی	مکتبہ رحمانیہ
33	تفسیر تبصیر الرحمٰن	علامہ مھائمی	
34	الجواھر المفیدہ	شیخ شاہ زمین	صوابی
35	تفسیر الخازن	علی ابن محمد المعروف بالخازن	بیروت
36	زاد المعاد فی ھدی خیر العباد	ابن القیم الجوزیۃ	الکویت
37	معالم التنزیل فی تفسیر القرآن	ابو محمد حسین بن مسعود البغوی	بیروت

38	تفسیر الصاوی حاشیہ جلالین	علامہ صاوی	
39	الضوء المنیر	ابن القیم الجوزیۃ	مکتبہ دار السلام
40	حاشیہ بر حل القرآن	حبیب الرحمن کیرانوی	تالیفات اشرفیہ
41	البدایہ و النہایہ	اسماعیل بن عمر	بیروت
42	المجالسہ و جواہر العلم	احمد بن مروان الدینوری	المحرین
43	البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید	احمد بن محمد بن عجیبۃ	القاہرہ
44	آسان ترجمہ القرآن	مفتی محمد تقی عثمانی	معارف القرآن کراچی
45	معارف القرآن	مفتی محمد شفیع عثمانی	معارف القرآن کراچی
46	تفسیر ماجدی		
47	تفسیر معالم العرفان	صوفی عبد الحمید سواتی	دروس القرآن گجرانوالہ
48	تفسیر عثمانی	شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی	مکتبہ رحمانیہ
49	بیان القرآن	حکیم الامت اشرف علی تھانوی	تالیفات اشرفیہ
50	حل القرآن	الشیخ حبیب احمد کیرانوی	تالیفات اشرفیہ
51	أحسن الکلام	الشیخ عبد السلام الرسی	مکتبہ رحمانیہ
52	حکمۃ القرآن	الشیخ امین اللہ	مکتبہ محمدیہ
53	مواہب الرحمن	سید امیر علی	مکتبہ رشدیہ لاہور
54	سورہ یوسف کے 101 فوائد	پیر ذوالفقار علی نقشبندی	مکتبۃ الفقیر
55	جواہر القرآن	شیخ القرآن غلام اللہ خان	مکتبہ رشدیہ
56	أشرف التفاسیر	مولانا اشرف علی تھانوی	معارف القرآن

57	تعبیر الرؤیا	علامہ ابن سیرین	ادارہ اسلامیات
58	تنویر الجنان	مولانا منظور نعمانی	مکتبۃ البشری
59	مجمع النکات	شیخ القرآن الشاہ منصوری	صوابی
60	تفسیر لاہوری	شیخ التفسیر احمد علی لاہوری	لاہور
61	خلاصۃ القرآن	مولانا محمد اسلم شیخوپوری	کراچی
62	ذخیر الجنان	مولانا سرفراز خان صفدر	گجرانوالہ
63	احسن التفاسیر	سید احمد حسن	
64	تدبر القرآن	امین احسن اصلاحی	تاج کمپنی
65	اعجاز القرآن	عبد الغنی جاجروی	رحیم یار خان
66	رشد القرآن فی تفسیر آیات القرآن	شیخ القرآن اسید اللہ ھزاروی	مکتبہ رشدیہ
67	قصص القرآن لابن کثیر	اسماعیل بن عمر ابن کثیر	بیروت
68	غرائب القرقان للنیسابوری	نظام الدین حسن بن محمد النیسابوری	بیروت
69	روح البیان	اسماعیل خفی الحنفی	بیروت
70	تفسیر المراغی	احمد بن مصطفی المراغی	مصر
71	فتح البیان فی مقاصد القرآن	محمد صدیق خان القنوبی	بیروت
72	نثر المرجان فی مشکلات القرآن	شیخ القرآن محمد افضل خان	سوات(شاہ پور)
73	انوار التبیان فی تفسیر القرآن	شیخ شمس الدین	گجرانوالہ

حضرت مولانا مفتی **رُوحُ الْاَمِیْن** نوشہروی حفظہ اللہ

کی مایہ ناز تصانیف

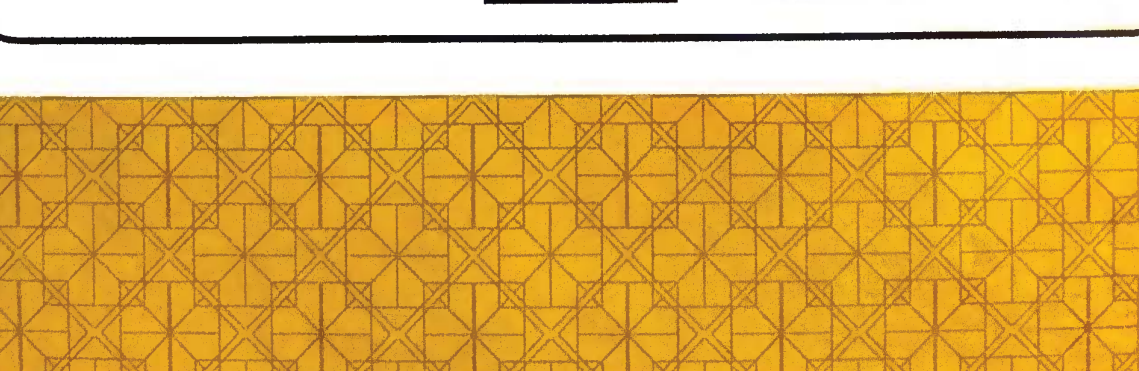

تلخیص النحو
شرح اُردو ہدایۃ النحو
تالیف : مفتی روح الامین نوشہروی
عمدۃ الجمان فی
علوم تفسیر القرآن
تالیف : مفتی روح الامین نوشہروی

مکتبۃ الرشاد

0332-9011739 محلہ جنگی پشاور

Design By: AL-HADI Printers 0310-9825887